

خلافت اشدہ **بِإِذْنِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ** حق چارپار

28/1/2647
 قَاتِلِ النَّبِيَّ الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ
 (حیات الانبیاء للبیہق)

ظہر منہ
 حیات النبی

تاریخی رویت

جلد ۱

مناظر اہلسنت علامہ محمد امین صفدر اوکاڑوی
 مولوی احمد سعید ملتانی صاحب چتر و گڑھی

مولانا حافظ عبد الجبار سلفی

خطیب جامع مسجد ختم نبوت کھاڑک لاہور

ادارہ مظہر التحقیق کھاڑک، ملتان روڈ لاہور

فون : 34038 7

ناشر

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب مناظرہ حیات النبیؐ

مرتب مولانا عبدالجبار سلفی صاحب

طبع اول 1100

طبع دوم 1100

مناظرین * مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
* مولانا احمد سعید خان صاحب ملتان

تاریخ انعقاد مناظرہ 3 جنوری 1983ء

بمقام ڈیرہ غازی خان

جامع مسجد ختم نبوت

ملنے کا پتہ

نیو مدینہ کالونی کھاڑک بازار ملتان روڈ لاہور
مکتبہ قاسمیہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

حافظ ابوبکر صدیق مکتبہ ختم نبوت غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

ضروری اعلان

کوئی صاحب یا ادارہ اس کتاب کو بغیر اجازت شائع مت کرے
جس کسی کا شوق ابھرے وہ باضابطہ طور پر اجازت حاصل کرے

ناظم ادارہ مظہر التحقیق کھاڑک لاہور

احسن عمل ہے (۱) رسل اللہ (۲) سنت طریقت (۳) قبل نبی ہوتا
نوٹ: ان دونوں طریقوں کو شامل نہ کرو۔ عمل قبل نبی ہوتا

مناظرہ

ماحقہ × مستقبل × حال ✓ ماحقہ تصویر
مستقبل کی فکر نہیں
حال کی فکر کرنی ہے

دیباچہ

مولانا محمد امین صفدر ادا کاڑوی رحمۃ اللہ الباری کا حیاۃ النبی ﷺ پر مناظرہ
جب چھپ کر منصف شہود پر آیا تو عوام و خواص نے بے حد پسند کیا۔ تھوڑی ہی مدت میں
پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ خصوصاً جید علماء کرام نے بے انتہا حوصلہ افزائی فرمائی
اور اس کاوش کو سراہا۔ کتاب ہذا جہاں اپنوں کیلئے مزید استقامت کا ذریعہ بنی اور
”شش و پنج“ میں پڑے ہوئے افراد کیلئے راہنما ثابت ہوئی وہاں منکرین حیات
النبی ﷺ کے ایوانوں میں بھی کھلبلی مچی۔

لیکن اس سب کے باوجود مرتب کو پورا احساس ہے کہ پچھلے ایڈیشن میں
کتابت کی بہت سی غلطیاں رہ گئیں تھیں جو اس مرتبہ دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
ہر ممکن حزم و احتیاط کے باوصف اس کا امکان و احتمال ہے کہ اب بھی کچھ کمی باقی ہو۔
کیوں کہ انسان بہر حال انسان اور مجسم خطا و نسیان ہے اس لیے عاجزانہ درخواست
ہے کہ ہمیں ضرور آگاہ فرمائیں۔ پڑھنے والے احباب دعا کریں کہ اللہ پاک ہمیں
زیادہ سے زیادہ اکابر علماء دیوبند کی محبت و عقیدت نصیب کرے۔ اور جمعیت اشاعت
التوحید و السنّت سے وابستہ حضرات پڑھ کر گالی گلوچ“ کے بجائے اپنے عقیدے پر
نظر ثانی کریں۔ شکریہ۔

فقط

مرتب کتاب ہذا

سفیر ختم نبوت، عالمی مبلغ اسلام حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

آج مورخہ 28 مارچ 2004ء کو شدید علالت کے باوجود عزیز مکرم مولانا حافظ عبد الجبار سلفی صاحب کے ہاں بھکر میں موجود ہوں۔ بھکر کے نواح میں ایک جلسے میں شرکت کی غرض سے حاضری ہوئی ہے۔ حافظ صاحب نے اپنا مطبوعہ رسالہ بنام مناظرہ حیات النبیؐ مجھے دکھایا۔ ماشاء اللہ دل کو راحت محسوس ہوئی۔ میرے استاذ محترم حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں انسان کیلئے متاع عزیز اسکی زندگی ہے جو بہت بڑی نعمت ہے۔ اور اللہ نے اپنے محبوب کو اپنی کسی نعمت سے محروم نہیں رکھا تو حیات جیسی نعمت سے آپؐ کیسے محروم رہ سکتے ہیں۔ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کا یہ مناظرہ جو کتابی شکل میں سامنے آیا ایک قیمتی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ بندہ مولانا محروم کی صرف ایک خوبی کا ذکر کرتا ہے کہ وہ حسد اور معاشرت کی بیماری سے پاک تھے۔ سلف میں بڑے بڑے لوگ اس مرض کا شکار رہے ہیں مجھے خوب یاد ہے کہ میرے شیخ حضرت بنوریؒ نے مسلم شریف کے سبق کے دوران کہا تھا کہ میں بڑا عرصہ پریشان رہا کہ بڑے بڑے اہل علم اس مرض میں مبتلا ہو گئے اسکی وجہ کیا ہے؟ تو میری سمجھ میں آیا کہ شیطان ان بزرگوں سے کوئی قبیح گناہ تو کرا نہیں سکتا کیونکہ وہ ساری زندگی دین میں گزار دیتے ہیں تو شیطان ان سے معاشرت والا گناہ سرزد کرا دیتا ہے۔ فی زمانہ اگر کوئی اس معاشرت والی بیماری سے محفوظ ہے تو میرے نزدیک وہ ولی ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک سلفی صاحب کو اپنے اکابر کی

ترجمانی کرنے پر اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور اللہ کرے کہ یہ نوجوان پھولوں (یعنی اکابر) کیساتھ لگ کر خوشبودار بن جائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد
خادم ختم نبوت منظور احمد چنیوٹی عفا اللہ عنہ
سیکرٹری جنرل انٹرنیشنل ختم نبوت موونٹ
حال وارہ بھکر شہر

حضرت مولانا چنیوٹی مورخہ ۲ جون ۲۰۲۲ء شریف میڈیکل سٹی ہسپتال میں
استقال فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ط

تقریظ

نمونہ اسلاف، عالم باعمل حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ العالی

امیر جمعیت علماء اسلام پنجاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غالباً ۱۹۵۷ء یا ۵۸ء کی بات ہے کچھ لوگوں نے اہلسنت وجماعت اور اکابر علمائے دیوبند کے متفقہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کے خلاف سخت موقف اختیار کیا اور عام اجتماعات میں اپنا غلط نظریہ بیان کر کے پراگندگی پیدا کر دی۔ اُس وقت سے لے کر اب تک مسلک دیوبند کے ترجمان علمائے کرام مسئلہ حیات النبی ﷺ کو تحریراً و تقریراً واضح کرتے چلے آ رہے ہیں۔ حضرت مولانا محمد امین صفدر اودکا ڈوی اور مولوی احمد سعد ملتانی کے درمیان ڈیرہ غازی خان میں اس موضوع پر مناظرہ ہوا تھا جو کیسٹوں میں تو محفوظ رہا لیکن مطبوعہ شکل میں سامنے نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے محترم عزیز مولانا عبدالجبار سلفی کو کہ انہوں نے اس مناظرہ کو چھپوا کر بہت بڑی خدمت سرانجام دی ہے۔ اسکے پڑھنے سے قارئین کو اندازہ ہو جائیگا کہ دلائل کس کے پاس ہیں؟ کتاب کے شروع میں اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات شامل کر کے کتاب کی افادیت میں اور اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرتب عزیز کی یہ خدمت قبول فرمائے اور مزید ایسی خیرات کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

(حضرت مولانا) محمد عبداللہ کان اللہ

جامعہ قادریہ بھکر

۱۱۔ اگست ۲۰۰۴ء بروز بدھ

بوقت بعد از نماز ظہر

تقریظ

سند العلماء، ماہر علم حدیث، علامہ دوراں،

جناب حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان صاحب مدظلہم، شیخ الحدیث و رئیس دارالافتاء
جامعہ اشرفیہ لاہور۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عزیزم مولانا عبد الجبار سلفی کا رسالہ پڑھنے کا موقع ملا، بحمدہ تعالیٰ بہتر پایا، بڑی
عرق ریزی سے کتابچہ ترتیب دیا گیا۔ اس پر فتن دور میں مختلف رنگوں میں فتنے رونما ہوتے
ہیں۔ اہل سنت والجماعہ کے نزدیک ایک مسلمہ حقیقت تھی اور اجماعی عقیدہ تھا کہ حضور
اقدر صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اس پر اخبار احاد کی قدر مشترک تو
اتر کو پہنچتی ہے۔ اور یہی اکابر دیوبند کا متفقہ عقیدہ تھا اور ہے مگر افسوس کہ کچھ لوگ دیوبندیت
کا لبادہ اوڑھ کر اس مسلمہ عقیدہ کی مخالفت کرتے۔ دئے دیوبندیت کو بدنام کر رہے ہیں اس
سلسلہ میں احمد سعید خان چتر و گڑھی اور مولانا محمد امین صفدر صاحب کا مناظرہ پڑھ کر خوشی
ہوئی کہ مولانا موصوف نے اہل حق کی طرف سے وکالت کا حق ادا کر دیا ہے اللہ کریم صفدر
صاحب مرحوم کو اہل حق کی پُر زور وکالت پر اجر عظیم عطا فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام
عطا فرمادے آمین۔ اور عزیز موصوف سلفی صاحب کی محنت قبول فرمائے۔ (ثم آمین)

(مولانا مفتی) حمید اللہ جان

خادم الحدیث ولا فناء

جامعہ اشرفیہ لاہور

28-12-2003

تقریظ

ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ جناب حضرت مولانا ابوالاسامہ، محمد اسماعیل فیض صاحب مدظلہم، استاذ الحدیث دارالعلوم مدنیہ رسول پارک لاہور۔

بسم اللہ و الصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء و علی آلہ و اصحابہ الا
تقیاء اما بعد

حیوۃ الانبیاء فی القبور کا مسئلہ امت مسلمہ کے اتفاقی مسائل میں شمار ہوتا ہے۔ ہر دور میں اہل السنۃ و الجماعۃ کا اس مسئلہ پر اتفاق رہا ہے۔ حتیٰ کہ علامہ ابن تیمیہؒ اور ان کے تلمیذ رشید حافظ ابن قیمؒ جو اپنی انفرادی سوچ اور مسائل میں تفردات کے حوالہ سے شہرت یافتہ ہیں ان کی رائے بھی اس مسئلہ میں امت کے اجماعی و اتفاقی عقیدہ کے خلاف نہیں ہے علامہ ابن قیمؒ اس مسئلہ پر دلائل ذکر کرنے کے بعد ان الفاظ میں نتیجہ نکالتے ہیں۔

”یحصل من جملة القطع بان موت الانبیاء انما ہو راجع الی ان غیوا عنا بحیث لا ندر کہم و ان کانوا موجودین احیاء الخ“ (جمع دلائل سے قطعیت کے ساتھ یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ انبیاء کی وفات کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ہم سے اس طرح اوجھل ہیں کہ ہم ان کا ادراک نہیں کر سکتے اگرچہ وہ زندہ موجود ہیں۔

حیوۃ فی القبر کے انکار سے عذاب و تنعیم قبر کی کوئی حقیقت نہیں رہتی، حالانکہ یہ متواترات شرعیہ میں سے ہے۔ عذاب و راحت کا تعلق حیاۃ سے ہے اگر قبر میں حیاۃ

نہیں تو عذاب و راحت کا حصول و ترتیب متعذر ہے۔

اہل سنت والجماعۃ کا اجماعی اور اتفاقی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام و اتسلیم اپنے اجسادِ مطہرہ کی بقاء کے ساتھ قبر میں زندہ ہیں۔ غرض اعمال، توکل بالذات، بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ و سلام وغیرہ مسائل اسی عقیدہ پر متفرع ہوتے ہیں حیات کا انکار ان سب مسائل کے انکار کو مستلزم ہے۔ نتیجہ قرآن و حدیث کے بے شمار ذخیرہ کا ابطال لازم آتا ہے۔ یہ مسئلہ عقیدہ سے متعلق ہے اس کا تعلق فروعی مسائل سے نہیں کہ صرف نظر کر لیا جائے اور اختلاف رائے کی گنجائش کا سہارا لیتے ہوئے چپ سادھ لی جائے۔ جبکہ منکرین حیات نے وہ طوفان بد تمیزی برپا کر رکھا ہو کہ الامان والحفیظ، کفر و شرک کے فتویٰ لگائے جا رہے ہوں۔

اکابرین سے اعتماد اٹھایا جا رہا ہو۔ قرآن و حدیث کی من مانی تشریحات کی جارہی ہو۔ ایسے حالات میں تو اہل حق پر اور زیادہ لازم ہو جاتا ہے کہ حق کو واضح کریں اور باطل کی نفی کریں۔

قدرت کا عجیب نظام ہے جو لوگ امت کیلئے باعثِ فتنہ ہوتے ہیں ان کو قدرت کی طرف سے ڈھیل بھی بہت ملتی ہے، چتر وڑی صاحب بھی انہیں لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ چتر وڑی صاحب سے علاقائی اتصال کے باوجود تاحال زیارت سے محروم ہی ہوں۔ فالحمد لله علی ذالک

زمانہ طالب علمی سے تاحال دل کے کسی گوشہ میں کبھی بھی یہ اشتیاق پیدا نہیں ہوا کہ ان صاحب کو سنا جائے یا دیکھا جائے۔ بس چتر وڑی صاحب کے دیکھنے والوں کے دیکھنے اور سننے والوں کے سننے پر ہی اکتفاء کیا ہے ان حضرت کا گستاخانہ و

بے ادبانہ لہجہ زبان زد عام ہے نہ وضع قطع علماء کی سی اور نہ ہی انداز تکلم عالمانہ۔

علماء حق پر زبان درازی اور دشنام طرازی میں اپنی نظیر آپ ہی ہیں، کچھ عرصہ سے ان کی توپوں کا رخ اپنے ہی مربیوں اور سرپرستوں کی طرف ہے فتویٰ بازی اور کتاب سازی پھل رہی ہے اللھم زد فزد آمین۔

وکیل احناف، مناظر اسلام، ترجمان اہلسنت والجماعۃ علامہ مولانا محمد امین صفدر جو احقاق حق اور ابطال باطل میں موفقت من اللہ تھے، عصر حاضر میں اس میدان میں ان جیسا باصلاحیت دور تک دکھائی نہیں دیتا۔ چتر وڑی صاحب کے غلغلہ کخلاف انہوں نے انتہائی موثر کردار ادا کیا۔ جب یہ مناظرہ ہوا تو راقم ان دنوں زیر تعلیم تھا اور استاذی المکرم شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب زید مجاہد، کی تحریک پر اس مناظرہ کو زیب قرطاس کیا تھا جو شاید استاذی المکرم کے اوراق منتشرہ میں دب کر رہ گیا اور اشاعت کی نوبت نہ آ سکی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں برادر مکرم حضرت مولانا عبدالجبار سلفی صاحب مدظلہ کو کہ انہوں نے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جو یقیناً قابل صد ستائش ہے۔

راقم جب یہ مناظرہ زیب قرطاس کر رہا تھا تو حاشیہ خیال میں بھی نہ تھا کہ ایسا بھی وقت آئے گا کہ راقم کی تقریظ کے ساتھ شائع ہوگا بندہ اب بھی کم علمی اور بے بضاعتی کے اعتراف کے ساتھ اپنے کو اصحاب تقاریظ میں شمار کرنے کا اہل نہیں سمجھتا۔ لیکن سلف اور سلفی صاحب سے قلبی تعلق کی بنیاد پر ان کے مطالبہ بلکہ اصرار سے انکار کی گنجائش نہ رہی۔

سلفی صاحب جو کہ متحرک بدن کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ قلم کو بھی

متحرک رکھتے ہیں کم عمری میں ہی قادر الکلام و شعلہ بیان خطیب تو ہیں ہی لیکن ان کا قلم بھی خارش زدہ ہے جب قلم میں کھجلی ہوتی ہے تو کبھی کبھار اپنے بھی اس کی زد میں آ جاتے ہیں۔ شاید یہ بھی مشن کے ساتھ ان کے اخلاص کی علامت ہے۔

وکیل صحابہ، مجاہد ملت، امام اہلسنت والجماعہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب زید مجدہ، سے روحانی تعلق کا اثر ہے کہ فرق باطلہ کے رد میں انتہائی مستعد رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنوں کو ان کی نوک قلم اور ان کو غیروں کے شرور، حاسدین کے حسد اور مفسدین کے فساد سے محفوظ رکھے، اور ان کی اس علمی کاوش کو جو ایک تاریخی اہمیت کی حامل ہے منکرین کیلئے ہدایت اور معتقدین کیلئے استقامت و استقلال کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

(حضرت مولانا محمد اسماعیل فیض)

دارالعلوم مدنیہ رسول پارک

خادم باقیات الشہداء، لاہور

11 ذی قعدہ 1424ھ

3 جنوری 2004ء

لے حسب ضابطہ خداوندی حضرت ”مورخہ ۲۶ جنوری ۱۴۲۵ھ“ دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ انشاء اللہ الیہ راجعون۔

تاثرات

جناب ملک محمد اسلم شاہ صاحب ایم، اے اردو (گولڈ میڈلسٹ) پی، سی ایس، تحصیلدار محکمہ مال حکومت پنجاب۔

اللہ رب العزت کے نیک اور برگزیدہ بندے ہر دور میں اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں اور وہ اس راہ پر خطر کے شداوند مصائب کو کبھی خاطر میں نہیں لائے۔ علمائے دیوبند پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل خاص ہے کہ اس خطہ ارضی پر ترویج و اشاعت دین کا مہتمم بالشان فریضہ سرانجام دینے کا شرف ان کے حصے میں آیا ہے جسے انہوں نے کماحقہ، جان فشان، دلسوزی اور اخلاص نیت سے نبھایا ہے۔

اس جہد مسلسل میں جہاں وہ شہمان دین متین سے کھلم کھلا برسر پیکار رہے ہیں وہاں آستین کے ان سانپوں نے بھی وہ کبھی غافل نہیں رہے جو دیوبندیت کا بھیس بدل کر عقائد امت کی فحش پر نقب زنی کی تاک میں ہوں یہی سبب ہے کہ جب بعض کوتاہ فہموں کی طرف سے فقہ ممانیت سامنے آیا تو ہمارے حضرات علمائے حق نے اس کی فوری سرکوبی کی طرف توجہ دی۔ اور تقریر و تحریر، بحث و مناظرہ، غرض ہر انداز سے اس تفرقے کا سد باب کیا۔ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کا مولوی احمد سعید خان چتر و زگرہی سے اسی موضوع پر تاریخی مناظرہ رد ممانیت کے ضمن میں ایک روشن مثال ہے۔

یہ مناظرہ اپنی تمام تر اہمیت کے باوجود اب تک کتابی شکل میں منصفہ شہود پر نہیں آیا تھا۔ اور یوں ایک علمی دستاویز کماحقہ قبول عام نہ تھی۔ یہ عادت عزیزی

مولانا عبد الجبار سلفی کو حاصل ہو رہی ہے کہ انہوں نے نہایت عرق ریزی اور محنت سے اس مناظرے کا احوال کاغذ پر منتقل کیا ہے اور اس متاع کو اہل ہنر کے سامنے لائیں ہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی اس کاوش کو سعی مقبول بنائے۔ اور خواص و عوام اس سے پوری طرح فیضیاب ہوں۔ آمین۔

محمد اسلم شاہد (آفیسر کالونی بھکر)

29-12-2003

عرض مرتب

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَلَا تَلْبِسُو الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُو الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ وَ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْر ۝^ط

بعد الحمد والصلوة عرض اینکه یہ حقیقت اور مبنی بر صداقت بات ہے کہ مناظرہ مجادلہ سے علمی مذہبی زندگی کے علاوہ ماحول پر خوشگوار اور حوصلہ افزاء اثرات مرتب نہیں ہوتے۔ بالخصوص آجکل تو ایسی مجالس سے ملی وحدت اور قومی سالمیت کا شیرازہ بکھرنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ مگر یہ بات تب اثر انداز ہو سکتی ہے جب فریقین اپنی اپنی جگہ یہ احساس پیدا کریں۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ باطل میدان میں اتر کر للکارے۔ حق و صداقت پر پردہ ڈال کر امت کے اندر انتشار پیدا کرے۔ اور اہل حق محض اس خوف سے کہ کہیں ملت کا شیرازہ نہ بکھر جائے، باطل کا گریبان نہ پکڑیں۔ اسکو سرعام نہ للکاریں اور کتاب و سنت کی شمعیں لیکر یہ واضح نہ کریں کہ حق پر کون ہے اور باطل پہ کون؟ تو یقیناً صداقت پر دھبہ لگتا ہے جبکہ قاعدہ یہ ہے کہ جہاں باطل اپنا سر اٹھاتا ہے اسکی سرکوبی کیلئے حق نمودار ہو جاتا ہے اگرچہ باطل تمام تر توانائیاں اپنی برتری پر صرف کرتا ہے مگر حق اپنی حقانیت کا لوہا منوا ہی لیتا ہے کیونکہ۔

نور خدا ہے کفر کی حرکتوں پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بھایا نہ جایگا

کئی ایک حضرات سوچیں گے شاید شکوہ بھی کریں گے کہ فی زمانہ جبکہ پاکستان کے مسلمانوں کو عالمی سطح پر شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ کفریہ طاقتیں بھوکے بھیڑیے کی طرح مسلمانوں پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں، اور خود مسلمانوں کی حالت! توبہ ہی بھلی۔ مرزائیت جیسے غلیظ فتنے نے یہاں پنجے گاڑ رکھے ہیں۔ ختم نبوت پر ایمان کے ڈاکوؤں نے حملہ کر رکھا ہے۔ دوسری طرف شیعیت کہ رات دن اصحاب و ازمواج رسولؐ کو گالیاں دینا اور لکھنا عین عبادت! کہیں علماء حق پر کفر کے فتوے داغے جارہے ہیں۔

ان ناگفتہ بہ حالات میں ایسے مناظروں کی روئیدادیں عوام و خواص تک پہنچانے کی بھلا کیا ضرورت ہے لیکن ہم بصدا احترام کہتے ہیں کہ جب کوئی طبقہ امت کے کسی اجماعی مسئلے سے روگردانی کر کے خود کو حق پر اور چودہ سو سالوں میں دین اسلام کی خدمت کرنیوالوں کو غلط کہدے۔ ان پر فتوے لگائے انکی تحقیق کو باز یچہ اطفال بنا دے۔ تو کیا حق و باطل میں تمیز کرنا جرم ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ امت کو ایسے بازیگروں کے دامن فریب سے بچا کر اکابرین امت کے دامن سے وابستہ کرنا وقت کی اشد ضرورت ہے۔

صورت احوال واقعی یہ ہے کہ چودہ صدیوں سے مسلمانوں کا مشترکہ عقیدہ چلا آ رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام جو خدا کے قاصد اور نمائندے ہوتے ہیں۔ بعد از وفات قبر میں انکی وہ کیفیت نہیں ہوتی جو باقی انسانوں کی ہوتی ہے۔ بلکہ

اللہ پاک انکو حیات عطا فرماتے ہیں۔ اور خصوصاً سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کہ اپنے روضہ شریف پر پڑھنے جانے والے صلوٰۃ و سلام کو خود سنتے ہیں۔ اور جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ اهل النہ و الجماعت اپنے اس عقیدہ پر حدیث نبوی بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں حضور اکرمؐ نے فرمایا الا نبیاء اَحیاء "فِی قُبُورِهِمْ یُصَلُّونَ"۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں (اس کے متعلق تفصیلاً آپ آئندہ صفحات پر مناظرہ میں پڑھیں گے) صدیوں سے یہ حدیث پیش ہوتی چلی آ رہی ہے۔ پھر اچانک گجرات سے حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری میدان میں اترے۔ اور اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ یہ ایک اجماعی عقیدہ ہے۔ جھٹ فتویٰ داغ دیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ قبر شریف میں حیات حاصل نہیں اور یہ کہ آپ روضہ شریف پر پڑھا جائیو الا صلوٰۃ و سلام نہیں سنتے۔

چنانچہ ۲ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ کو ملتان میں جمعیت اشاعت التوحید والنہ کا ایک اجلاس مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں حسب ذیل قرارداد پاس ہوئی۔

”جمعیت اشاعت التوحید والنہ کے تمام علماء و مشائخ کا کتاب و سنت، ارشادات سلف، اور اقوال آئمہ متقدمین حنفیہ کی روشنی میں مسلک یہ ہے کہ سماع صلوٰۃ و سلام عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نہیں۔“

نوٹ!

(اس اجلاس کی روئید اسیدی و مرشدی حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی کتاب ”کشف خارجیت“ میں دیکھی جاسکتی ہے)

اس قرارداد پر منکرین حیات النبیؐ کے بیس علماء کے دستخط موجود ہیں۔ جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔

- | | | | |
|---|----------------------------------|---|---------------------------|
| ۱ | مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری | ۵ | قاضی شمس الدین گوجرانوالہ |
| ۲ | مولوی حسین نیلوی صاحب سرگودھا | ۶ | مولوی ضیاء اللہ شاہ بخاری |
| ۳ | مولوی احمد سعید مانتانی | ۷ | مولوی فیصل الرحمن لاہور |
| ۴ | مولوی تاج بخاری صاحب | | |

اس اجلاس میں شریک علماء کا یہ کہنا کہ ”کتاب وسنت اور ارشادات آئمہ حنفیہ کی روشنی میں سماع صلوٰۃ و سلام عند قبر النبیؐ ثابت نہیں“ سراسر جھوٹ اور بددیانتی پر مبنی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی دھرتی پر سب سے پہلے جس انسان نے حیات النبیؐ فی القبر اور سماع صلوٰۃ و سلام عند القبر کا انکار کیا وہ مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری ہیں۔ چنانچہ امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صاحب صفدر لکھتے ہیں۔

بفضلہ تعالیٰ ہم نے اپنے دعوے کا ثبوت دیدیا اور بغیر جناب سید عنایت اللہ شاہ بخاری (جو اس اجماع کے پہلے منکر ہیں) اور ان کے چند حواریوں کے اور کسی نے

اس اجماع کیخلاف لب کشائی نہیں کی۔ (تسکین الصدور ۲۹۳) مماتی ٹولے کے معرض وجود میں آنے کے بعد اس طبقے کے جرنیل اور ترجمان مولوی احمد سعید صاحب کو سمجھا جاتا تھا۔ وہ الگ بات ہے کہ جو لوگ کل تک مولوی احمد سعید کے نام کی مالا جپتے تھے۔ انکو علامہ، فہامہ اور نہ جانے کیا کچھ کہتے تھے آج اسی احمد سعید کیخلاف مرکز اشاعت التوحید گجرات سے ایک کتاب بنام ”خس کم جہاں پاک“ شائع ہو چکی ہے۔ اور اس سے قبل علامہ صاحب کی طرف سے ”نظریہ امام انقلاب“ بھی شائع ہو چکی ہے۔ رات دن اکابر کیخلاف بدزبانی کر نیوالے اب آپس میں دست و گریبان ہیں۔ کتاب سازی چل رہی ہے۔ اللہ پاک کی حکمت غامضہ کے کیا کہنے کہ جتنی دیر یہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے ہیں کم از کم اتنی دیر اکابرین امت انکی طعن و تشنیع کے نشتروں سے محفوظ رہ جاتے ہیں۔

قارئین کرام:

مولوی احمد سعید صاحب کا میدان میں ”لنگوٹ گس“ کر اترنا تھا کہ بس موصوف سراپا انتشار اور مجسمہ تفرقہ بازی بن گئے۔ گالی گلوچ اور افتراء پر دازی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مسجد و منبر کا تقدس پامال ہوتا رہا۔ فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائی جاتی رہی۔ اور مولوی صاحب نے تبلیغی تقدس کو کیسے پامال کیا۔ یہ مفسر قرآن جامع المعقول و المنقول حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب شجاعی کی زبان سے سنیے! ”تشدد گروپ“ کے واعظوں نے نہ صرف مسلک کی سیخ کو بدنام کیا۔ بلکہ اپنے اکابر کو ایک مخمضے میں مبتلا کر دیا ہے۔ جگہ جگہ قائلین ”سمع صلوٰۃ و سلام“ کو کافر اور مشرک کا فتویٰ

دیا اور اہل توحید کو خانہ جنگی پر مجبور کر دیا ہے۔ سیخ سوار ہونے کے بعد جہاں یہ لوگ ”گوٹیا اور بھانڈوں کا پاٹ ادا کرتے ہیں وہاں یہ شتر بے مہار عالم“ خطیب اور مفتی بھی خود بن بیٹھے ہیں۔ بہاولپور گھلوں میں مولوی احمد سعید صاحب نے کہا۔

۱۔ جو شخص حضور علیہ السلام کے سماع صلوٰۃ و سلام عند القبر کا قائل ہے خواہ کسی تاویل سے ہے وہ قرآن وحدیث اور شریعت کی رو سے بلا تاویل کافر ہے مرتد ہے۔

۲۔ اگر نبی علیہ السلام کے سماع عند القبر کا قائل ابو بکر صدیقؓ ہوں تو وہ بھی کافر ہیں۔ (العیاذ باللہ)

۳۔ حلقہ ممدال کبیر والا کے حافظ اللہ ڈتہ نے قسیمیہ بیان دیکر کہا کہ ہمارے ہاں ایک جلسہ میں مولوی احمد سعید چتر وڑ گڑھی نے کہا جو شخص حضور کو کہتا ہے کہ قبر پر درود سنتے ہیں وہ دلا شخص مشرک اور کافر ہے۔

(تفصیل کیلئے دیکھیے ”دعوت الٰہ انصاف فی حیات جامع الاوصاف“)

اور اسی کتاب میں مولانا عبدالعزیز صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ۔

یہ نو مولود تحقیق (کہ آنحضرتؐ عند القبر صلوٰۃ و سلام نہیں سنتے) سید عنایت اللہ شاہ بخاری صاحب کا چھوڑا ہوا شو شاہ ہے (اس بیان کو زینت سیخ انہوں نے ہی بنایا ہے)

اکابر کی کتب کی توہین

آئندہ سطور میں حجتہ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ (بانی دارالعلوم دیوبند) کی حیات النبیؐ کے موضوع پر لا جواب کتاب ”آب حیات کے متعلق آپ

پڑھیں گے حضرت رحمہ اللہ نے اس موضوع پر انوکھے انداز میں بحث فرمائی ہے اور ردّ شیعیت پر آپکی نایاب کتاب ”ابوہ اربعین“ ہے جس میں شیعہ کے چالیس سوالات کے مدلانہ، محققانہ اور مسکت جوابات دیئے گئے ہیں چنانچہ اس کتاب میں آپ مذک کے متعلق بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”سوتم (شیعہ) ہی کہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی قدر دانی ہے کہ جیسے اور شیعہ مر کر ناپاک ہو جاتے ہیں اور پھر طعمہ مور و مار بن جاتے ہیں۔ کیا رسول اللہ علیہ وسلم بھی ایسے ہی جسم بے جان ہو گئے؟ جیسے اینٹ اور پتھر ہیں آپکا جسم بھی بے جان ہو گیا۔ ہمارا تو عقیدہ ہے کہ آپکی حیات زیر پردہ موت اسی طرح مستور ہے جیسے چراغ کو ہنڈیا میں رکھ کر سرپوش ڈھک دیجئے۔ یہ نہیں کہ جیسے چراغ روشن ہنڈیا میں ہو یا ہنڈیا سے باہر، اسکے روشن میں کچھ کلام نہیں بلکہ ہنڈیا میں ہو تو نور منتشر اکٹھا ہو جاتا ہے۔ اور اسکے اندر ہی سما جاتا ہے جس سے بنسبت سابق ہم تو زیادہ سمجھتے ہیں۔ آپ اپنی کہیئے آپ کیا سمجھتے ہیں۔

بہر حال ہمارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں زندہ ہیں۔ اس لیے آپکے مال میں میراث جاری نہیں ہو سکتی۔ (ابوہ اربعین حصہ اول صف ۱۰۴)

مولانا عنایت اللہ شاہ بخاری صاحب نے مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کی تصانیف کیساتھ کیا حشر کیا حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب جہلمیؒ (تلمیذ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ و بانی جامعہ حنیفہ تعلیم الاسلام جہلم) کی زبانی سنئے۔

میں (حضرت جہلمیؒ) اکثر و بیشتر حضرت نانوتویؒ کی ”آب حیات“ اپنے پاس رکھتا تھا۔ چونکہ شاہ صاحب کے ساتھ تبلیغی سفر جاری تھے۔ کشمیر کے ایک مقام پر (غالباً ڈھڈیال) ہم دونوں اکٹھے تھے۔ شاہ صاحب نے جب نجی محفل میں مسئلہ حیات النبیؐ پر گفتگو شروع کی تو میں نے ”آب حیات“ ان کے سامنے رکھ دی، شاہ صاحب نے کتاب اٹھا کر جوتیوں پر پھینک دی۔ اس دن یہ سوچ کر ہم نے سارے ربط کاٹ دیئے کہ اس شخص کیلئے غالباً ہدایت کے دروازے بند ہو چکے ہیں اب اصلاح کی کوششیں بیکار ہیں۔

(ماہ نامہ حق چاریار کا حضرت جہلمیؒ نمبر نومبر ۱۹۹۸ء)

بانی دارالعلوم دیوبند کی کتاب کو جوتیوں پر ڈالنے والے کوئی مرزائی، رافضی، یا متعصب رضا خانی نہ تھے۔ بلکہ دیوبندی کہلوانے والے، بلکہ دیوبندیت پر ناز کرنے والے سید عنایت اللہ شاہ بخاری صاحب تھے جب بڑے حضرت کا یہ حال تھا تو چھوٹے کیوں پیچھے رہتے۔ ماہ نامہ نغمہء توحید گجرات کے جنوری ۲۰۰۴ء کے شمارہ میں مضمون نگار نے ”آئیے دلائل کی پیروی کریں“ کے عنوان سے ہمارے ایک اخباری مضمون کا جواب دیا تھا جس کے جواب الجواب میں ہم نے ”آئینہ دکھایا تو برامان گئے“ نامی پمفلٹ شائع کیا۔ مماتی مضمون نگار نے اپنے مضمون میں محققین اور علمائے دیوبند کو ”فکار“ تک کہہ دیا تھا۔

جب جماعت کے بانی اکابر کی کتابوں کو جوتیوں پر جگہ دیں تو چھوٹوں کا ”فکار“ کہنا کونسا جرم ٹھہرا۔ مشہور حنفی مفسر علامہ سید محمود آلوسیؒ لکھتے ہیں۔

والحیوة فی القبر لا تستلزم الخروج وانا اقول بها فی حق الانبیاء

میں (حضرت جہلمیؒ) اکثر و بیشتر حضرت نانوتویؒ کی ”آب حیات“ اپنے پاس رکھتا تھا۔ چونکہ شاہ صاحب کے ساتھ تبلیغی سفر جاری تھے۔ کشمیر کے ایک مقام پر (غالباً ڈھڈیال) ہم دونوں اکٹھے تھے۔ شاہ صاحب نے جب نجی محفل میں مسئلہ حیات النبیؐ پر گفتگو شروع کی تو میں نے ”آب حیات“ ان کے سامنے رکھ دی، شاہ صاحب نے کتاب اٹھا کر جوتیوں پر پھینک دی۔ اس دن یہ سوچ کر ہم نے سارے ربط کاٹ دیئے کہ اس شخص کیلئے غالباً ہدایت کے دروازے بند ہو چکے ہیں اب اصلاح کی کوششیں بیکار ہیں۔

(ماہ نامہ حق چار یار کا حضرت جہلمیؒ نمبر نومبر ۱۹۹۸ء)

بانی دارالعلوم دیوبند کی کتاب کو جوتیوں پر ڈالنے والے کوئی مرزائی، رافضی، یا متعصب رضا خانی نہ تھے۔ بلکہ دیوبندی کہلوانے والے، بلکہ دیوبندیت پر ناز کرنے والے سید عنایت اللہ شاہ بخاری صاحب تھے جب بڑے حضرت کا یہ حال تھا تو چھوٹے کیوں پیچھے رہتے۔ ماہ نامہ نغمہء توحید گجرات کے جنوری ۲۰۰۴ء کے شمارہ میں مضمون نگار نے ”آئیے دلائل کی پیروی کریں“ کے عنوان سے ہمارے ایک اخباری مضمون کا جواب دیا تھا جسکے جواب الجواب میں ہم نے ”آئینہ دکھایا تو برامان گئے“ نامی پمفلٹ شائع کیا۔ مماتی مضمون نگار نے اپنے مضمون میں محققین اور علمائے دیوبند کو ”فکار“ تک کہہ دیا تھا۔

جب جماعت کے بانی اکابر کی کتابوں کو جوتیوں پر جگہ دیں تو چھوٹوں کا ”فکار“ کہنا کونسا جرم بٹھرا۔ مشہور حنفی مفسر علامہ سید محمود آلوسی الحنفیؒ لکھتے ہیں۔

والحیوة فی القبر لا تستلزم الخروج وانا اقول بها فی حق الانبیاء

عليهم السلام. (روح المعانی جلد نمبر ۲۲ ص ۳۶)

قبر میں زندگی اسی بات کو مستلزم نہیں کہ صاحب قبر باہر بھی نکلے ہاں میں حضرات انبیاء کرام کی حیات فی القبر کا قائل ہوں۔

راقم الحروف کا خیال ہے کہ علامہ آلموسیؒ ”مولوی احمد سعید اور شاہ صاحب“ سے تو بڑے عالم ہی ہونگے۔ غور کیجئے وہ کیا فرما رہے ہیں۔ اور انہوں نے وضاحت کر دی ہے کہ اجسام اور ارواح کے مجموعے کیساتھ قبروں سے نکل کر دنیا میں انبیاء علیہم السلام تصرف نہیں کرتے اور میں اس نظریے کا قائل نہیں ہوں لیکن حیات فی القبر کا بہر حال قائل ہوں۔

حیات انبیاء علیہم السلام اور غیر مقلدین

غیر مقلدین خود کو محمد بن عبد الوہاب نجدی کا پیروکار کہتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔
والذی لعتقد ان رتبہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی مراتب
المخلوقین علی الاطلاق و انه حی فی قبرہ حیوة مستقرة ابلغ من
حیات الشهداء المخصوص علیہا فی التنزیل اذہوا فضل منهم بلاریب
وانہ یسمع من یستم علیہ.

(اتحاف النبلاء ص ۱۵ مطبوعہ کا پور)
(بحوالہ تسکین الصدور ص ۲۶۲، طبع نہم)

ترجمہ:-

جس چیز کا ہم اعتقاد کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ کا درجہ ساری کائنات سے مطلقاً بڑھ کر ہے۔ اور آپ قبر مبارک میں دائمی حیات سے متصف ہیں

جو شہداء کی حیات سے اعلیٰ ارفع ہے۔ جس کا ثبوت قرآن پاک سے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت بلاشبہ شہداء سے افضل ہیں اور جو شخص آپ پر درود و سلام (عند القبر) کہتا ہے آپ سنتے ہیں۔ جہاں عبارت النص سے حیات شہداء ثابت ہے وہاں دلالت النص سے یہی حیات حضرات انبیاء کیلئے بھی ثابت ہے۔ اور بطریق اولیٰ ثابت ہے اس لیے کہ باتفاق امت حضرات شہداء سے حضرات انبیاء علیہم السلام کا درجہ افضل و اعلیٰ ہے۔ اور اس حیات میں سلف و خلف میں سے کسی کو بھی کوئی اختلاف نہیں، حضرات صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات کا انکار کسی نے نہیں کیا۔

اپنے بے سرو پا عقیدے پر ممتاؤں کو جب کہیں سے کوئی دلیل نہ ملی۔ تو انہوں نے بالترتیب سب پر دانت پسینے شروع کر دیئے۔ صرف ایک عقیدہ کیلئے ان لوگوں نے خرافات کا انبار لگا دیا اور ورق کے ورق سیاہ کر ڈالے۔ اس ”محقق“ ٹولے کے ایک ”محقق اعظم“ نے حیاۃ النبیؐ کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا جسکے صفحہ ۲۵ پر الانبیاء علیہم السلام حیات ”فی قبورہم یصلون حدیث کو من گھڑت لکھا ہے۔ میری مراد مولوی عطا اللہ صاحب بندیالوی ہیں۔ اس کا مفصل جواب حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ”اکابر علماء دیوبند کا عقیدہ حیات النبیؐ اور مولانا عطا اللہ بندیالوی“ کے نام سے کافی شافی دیا ہے۔ قارئین کو مشورہ ہے کہ ضرور اس کا مطالعہ کریں۔

آدم برسر مطلب

اس موضوع پر بڑی بڑی علمی کتابیں موجود ہیں جو اہل ایمان کے ایمان کے تحفظ کیلئے کافی ہیں۔ اور ”آٹے میں نمک“ کے برابر معلومات آپکو اس کتاب میں بھی مل جائیگی۔ اب ہم نہایت اختصار کیساتھ انعقاد مناظرہ کا پس منظر حقائق و واقعات کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔

منکرین حیات النبیؐ کے فتوؤں کے ”بریسٹ“ زیادہ تر ان علاقوں میں گرے جو جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اتنی نفرتیں پیدا کر دی گئیں کہ بھائی بھائی کا دشمن بن گیا۔ قائلین سماع و صلوة عند القبر کی ذبیحہ تک کو حرام قرار دیا گیا۔ علماء حق کی کردار کشی شروع ہو گئی۔ اسٹیج پر جب کوئی عالم آتا تو جان بوجھ کر محض شرارت پیدا کرنے کی غرض سے پرچیوں پر سوالات لکھ کر عنوان کا رخ موڑا جاتا غرضیکہ پراگندگی پیدا کرنے کا کوئی حربہ ”مہربانوں“ نے ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ نور پوتھل خوشاب کے علاقہ میں۔ راقم الحروف مجلس علماء اہلسنت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری عبدالغفور حقانی صاحب کے ہمراہ تھا کہ دورانِ تقریر شرارت شروع کر دی گئی۔ مسجد کا تقدس پامال کیا گیا۔ کبھی لاؤڈ سپیکر بند کر دیا جاتا اور کبھی لائیں آف کر دی جاتیں۔ کبھی کہتے قبر کی تشریح کرو۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ سامعین میں ہر ایک ”پیدائشی“ مفتی اور محقق ہے۔ اور جو نمبر رسولؐ پہ ہے وہ اگلے نزدیک ”براجاہل اور کتاب و سنت سے ناواقف ہے۔“

خدا کی شان ہے ناچیز، چیز بن بیٹھیں
جو ہوں بے تمیزیوں باتمیز بن بیٹھیں

کبیر والا چونکہ مولوی احمد سعید صاحب کا شہر تھا۔ چنانچہ مولوی صاحب نے قدیم مادر علمی دارالعلوم کبیر والا کے مشائخ اور علماء کرام کو ستانا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ”علماء پاکستان کے نام کھلا خط“ لکھا کہ میرے پاس قرآن پاک کی ستر آیات اور اٹھارہ سوا حدیث پر مشتمل خزینہ موجود ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ اپنی قبر شریف میں زندہ نہیں ہیں۔ کبیر والا کے علماء نے سوچا کہ مناظرے کی مجلس قائم کی جائے۔ اور ذرا دیکھیں تو سہی کہ وہ ستر آیات اور اٹھارہ سوا حدیثیں کونسی ہیں جو امام ابوحنیفہؒ، علامہ آلوسیؒ سمیت اکابر علماء دیوبند بھی نہ پڑھ سکے۔ اور نہ سمجھ سکے۔ ادھر ڈیرہ غازی خان کے علاقہ میں ”تکفیری میزائل“ برس رہے تھے۔ چنانچہ مناظرے کا اعلان کر دیا گیا۔ مماتی ٹولے کی جانب سے مولوی احمد سعید صاحب اور اہل السنۃ والجماعت کی جانب سے حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کا نام آیا۔ مولانا اوکاڑویؒ انتہائی متحمل، منکسر المزاج اور صلح پسند شخصیت تھے۔ شرافت و متانت کے پیکر اتم، اور علم و تحقیق کے ناپیدا کنار سمندر اپنے فکر و عمل میں اسلاف کی سچی تصویر تھے۔

”حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا“

چنانچہ ۵ جنوری ۱۹۸۳ء مناظرے کی تاریخ مقرر کی گئی۔ اس مناظرے میں فتح کس کو ہوئی، شکست کس کو ہوئی۔ یہ آپ خود اس کتاب میں پڑھ لیں گے۔ اس مناظرے کو پڑھ کر آپ درطہ حیرت میں پڑ جائیں گے کہ جو شخص بڑی تعلیٰ سے چیلنج

کرتا تھا۔ کہ میرے پاس ستر آیات قرآن اور اٹھارہ سوا حادیث ہیں۔ وہ ایک آیت اور ایک حدیث بھی پڑھنے کی جرأت نہ کر سکا۔ بس مولوی سعید صاحب کا یہی پہلا اور آخری مناظرہ تھا اسکے بعد غبارے سے ہوا نکل گئی۔

اعتراف شکست

اس مناظرے پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت مولانا ثناء الدین صاحب (گوجرانوالہ) نے فرمایا کہ ماسٹر امین کے دلائل واقعی لا جواب تھے اور سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری نے فرمایا کہ یہ شکست احمد سعید کی شکست ہے ہماری نہیں۔ اس مناظرے بعد جمعیتہ اشاعتہ التوحید نے اپنے دستور کے اندر یہ شق بھی شامل کر دی کہ آئندہ جماعت کی اجازت کے بغیر کوئی مناظرہ نہ کر سکے گا۔

قارئین کرام:

مماتی حضرات نے یہ کیٹیں چھپانے کی بڑی کوشش کی مگر ”تاڑنے“ والے قیامت کی نگاہ رکھتے ہیں۔ ہم نے پوری دیانت داری اور انصاف سے ہر دو حضرات کی گفتگو درج کی ہے۔ باوجودیکہ کیٹیں بہت پرانی تھیں۔ لیکن جہاں ہمیں شک پڑا اسکو بار بار ہم نے سنا۔ اور کوشش کی کہیں کوئی بات خلاف واقعہ نہ درج ہو جائے پھر بھی اگر ایسی کوئی غفلت ہوئی ہے تو ہم بارگاہ ایزدی میں معافی کے خواستگار ہیں۔ ہمارا مقصد مولوی احمد سعید صاحب یا انکے معتقدین کی دل آزاری ہرگز نہیں۔

ہم بدعا ہیں کہ اللہ پاک ہر ایک کو اپنے اسلاف کی اتباع نصیب فرمائے۔

اس کتاب میں مناظرہ کی روئیداد کے علاوہ ہم نے اپنے بزرگوں (اکابرین دیوبند) کی ترجمانی کی ہے۔ اور حجتہ الاسلام فاضل بے نظیر خاتم الحقیقین، سلطان المدققین، جناب حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے بعد سے آج تک ان کے مسلک و مشرب پر چلنے والے علماء کرام کا نظریہ دربارہ حیات النبیؐ پیش کیا۔ اس لیے کہ اکابرین دیوبند گلشن علم و عمل اور زہد و تقویٰ کے پھول ہیں۔ اور ہم اگرچہ پھول نہیں مگر ان پھولوں کے کانٹے ضرور ہیں کیونکہ

جمن میں رکھے ہیں کانٹے بھی اک مقام اے دوست
فقط گلوں ہی سے گلشن کی آبرو تو نہیں

اظہارِ تشکر

راقم الحروف جہاں ان جید علماء کرام کا شکر گزار ہے جنہوں نے اس رسالے پر تقاریظ لکھ کر حوصلہ افزائی فرمائی وہاں اپنی مسجد و مدرسہ کے بانی و مہتمم برادر م قاری دلدار احمد صدیقی کا بھی بصمیم قلب شکر گزار ہے کہ جنہوں نے اپنے ذاتی خرچ پر اس کتاب کو چھپوایا ورنہ جاننے والے جانتے ہیں کہ راقم علم و عمل اور جسامت کے اعتبار سے جتنا کمزور ہے اتنا ہی مالی اعتبار سے بھی گیا گذرا ہے۔ اگر قاری صاحب موصوف بیڑا نہ اٹھاتے تو یہ قیمتی دستاویز کب کی میرے اوراق منتشرہ میں دب چکی ہوتی۔ اللہ پاک انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور دین و دنیا کی سرخروئی نصیب فرمائے۔ اور ہم سب کو اپنے اسلاف کے دامن سے وابستہ

رہنے کی توفیق دے آمین۔

”این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد“

والسلام!

خاکپائے اکابر دیوبند مولوی محمد عبدالجبار سلفی

خطیب جامع مسجد ختم نبوت

فاروق اعظم ٹریٹ

نیو مدینہ کالونی کھاڑک

ملتان کروڈلاہور

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین در ایں مسئلہ کہ جمعیت اشاعت
 ”التوحید والسنة“ والے خود کو اکابر علماء دیوبند سے وابستہ کرتے ہیں۔ مگر
 اکابرین کے برعکس رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد زمینی قبر میں آپ ﷺ کی
 حیات کا انکار کرتے ہیں۔ اور اس پر زور شور سے تقریریں کرتے ہیں۔ کتاب و سنت
 اجماع صحابہؓ ”آئمہ اربعہ“ سلف صالحین اور اکابر علماء دیوبند کے عقائد کی روشنی میں
 واضح کیا جائے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ایسے امام کے پیچھے
 نماز پڑھنا اور اپنے بچوں کو تعلیم دین کیلئے اس کے پاس بھیجنا کیسا ہے؟
 براہ کرم مطمئن فرمائیں۔ (شکریہ)

(علماء دیوبند کی خدمت میں بھیجے گئے فتوے کا مضمون)

نوٹ: تمام فتاویٰ کی فوٹو کاپیاں ہم سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

فتویٰ دارالعلوم دیوبند (دسمبر 2003ء)

حامد ومصليا مسلما قبر شریف میں حضرت نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ پر اہل حق علماء اعلام کی تصانیف موجود ہیں ”انباء الاذکیاء بحیۃ الانبیاء میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے بہت دلائل ذکر فرمائے ہیں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے ”آب حیات“ اسی موضوع پر لکھی ہے علامہ ابن حجر مکیؒ نے فتاویٰ کبریٰ میں اس کو ثابت کیا ہے اور بہت اجلہ علمائے کرام نے اس بحث پر بہت کچھ تحریر فرمایا ہے باقی جو شخص حیات طیبہ کا منکر ہے اسکو اس انکار کی وجہ سے ضال مضل قرار دیکر دائرہ اہلسنت والجماعت سے خارج قرار دیا جائیگا۔ هذا ما عندنا واللہ اعلم بالصواب واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

احقر محمود حسن غفرلہ، بلند شہری

الجواب صحیح دارالعلوم دیوبند

حبیب الرحمان عفا اللہ عنہ 19 - 10 - 1414ھ

صدر مفتی دارالعلوم دیوبند، U.P، سہارنپور انڈیا۔

فتویٰ جامعہ اشرفیہ لاہور (پاکستان)

انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات فی القبر اور سماع عند القبر کا عقیدہ اہلسنت و الجماعت کے نزدیک اجماعی ہے جو اسکے خلاف عقیدہ رکھے وہ بدعتی اور اہلسنت و الجماعت سے خارج ہے اور اسکو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اور اپنے بچوں کو اسکے پاس تعلیم دلوانا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ وہ انکو بھی یہی عقیدہ سکھائے گا اور گمراہ کریگا۔
فقط واللہ اعلم

کاتبہ، شیر محمد علوی

الجواب صحیح

خادم دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

المفتی حمید اللہ جان

رئیس دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور 16 رجب 1424ھ

فتویٰ جامعہ قاسم العلوم ملتان

حضور ﷺ کی قبر مبارک میں زندگی جسد مبارک کیساتھ ثابت ہے اور روح مبارک کا جسد غضریٰ کیساتھ تعلق اہلسنت والجماعت میں متفق علیہ ہے جو شخص آنحضرت ﷺ کی حیات جسمانی کا منکر ہوا اہلسنت والجماعت سے خارج ہے ایسے شخص کو امام بنانا اور اسکے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ حیات انبیاء علیہم السلام خصوصاً امام الانبیاء کی حیات جسمانی پر جمیع صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ آئمہ اربعہ، حضرات محدثین و مفسرین اور جمہور علماء امت کا اتفاق ہے (چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات) صفحہ 613 جلد نمبر 1 اور مدارج النبوة جلد 2 صفحہ 447 میں فرماتے ہیں۔

”حیات جسمانی انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین متفق است میان علماء امت و بیچ کس را در اں اختلاف نیست“ لہذا یہ عقیدہ رکھنے والا ہرگز ہرگز دیوبندی نہیں ہے اسکے پاس بچوں کو تعلیم نہ دلوائی جائے۔

فقط

حررہ

(مفتی) منظور احمد، جامعہ قاسم العلوم ملتان

19 شعبان 1424ھ

فتویٰ دارالعلوم کبیر والا

اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں جسدِ عنبری کیساتھ زندہ ہیں۔ جس شخص کا عقیدہ مذکورہ بالا عقیدے سے مختلف ہو اور وہ آپ ﷺ کی حیات کا منکر ہو ایسے شخص کو اپنے اختیار سے امام بنانا جائز نہیں اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے عقیدہ کی خرابی کا خطرہ ہو تو ایسے شخص کے پاس بچوں کو تعلیم نہ دلوائی جائے۔

(مولانا) حفیظ اللہ ڈیروی

(مولانا) حامد حسن دارالعلوم کبیر والا

الجواب صحیح

14 رجب 1424ھ

جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد کا

فتویٰ

جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ نہیں یا روضہ مبارک میں آپ کے جسم کے ساتھ روح کا بالکل تعلق نہیں۔ اور اگر قبر شریف پر درود شریف پڑھا جائے تو آپ بالکل نہیں سنتے۔ تو ایسا عقیدہ رکھنا قرآن و حدیث اور اہلسنت والجماعت کے خلاف ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اور انتظامیہ پر لازم ہے کہ کسی اچھے عقیدے والے کو امام مقرر کریں۔ اسی طرح بچوں کے عقائد خراب ہونے کا خطرہ ہو تو ایسے عقیدے کے حامل شخص سے تعلیم دلوانے سے احتراز کیا جائے۔

واللہ اعلم بالصواب

محمد اصغر عفی عنہ

الجواب صحیح

دارالافتاء جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

محمد اعجاز

۱۴۲۴ / ۱۱ / ۷

جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کا فتویٰ

جو لوگ حیات النبی ﷺ کے منکر ہیں وہ دیوبندی تو کجا اہلسنت والجماعت سے خارج ہیں بدعتی اور گمراہ عقیدے والے ہیں انکے پیچھے نماز بھی مکروہ ہے اور ایسے لوگوں کے ہاں بچوں کو تعلیم دلوانے کیلئے یا انکے پروگراموں میں شرکت کرنے سے احتراز کیا جائے۔

فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
(مفتی) محمود الحسن طیب عفا اللہ عنہ،

16 شعبان المعظم 1424ھ

13۔ اکتوبر 2003ء

جامعہ رشیدیہ ساہیوال کا فتویٰ

اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کو اپنی قبور میں اپنی دنیاوی اجسام سے حیات حاصل ہے مگر اس کی پوری حقیقت اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ احادیث میں ہے کہ آپ ﷺ قبر میں نماز پڑھتے ہیں امت کے اعمال آپ کے روبرو پیش کیئے جاتے ہیں جو قریب سے درود پڑھے اسکو خود سنتے ہیں اور جواب ارشاد فرماتے ہیں، جو شخص اس عقیدے کا منکر ہو وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے اور اس کا علماء دیوبند سے کوئی تعلق نہیں ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور ایسے آدمی سے بچوں کو تعلیم دلوانا گمراہی کی طرف راہنمائی کرنا ہے۔ لہذا احتیاط ضروری ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

(مولانا مفتی) ظہور احمد غفرلہ،

دارالافتاء جامعہ رشیدیہ ساہیوال

1424- 10 - 28 ھ

مدرسہ مفتاح العلوم سرگودھا کا فتویٰ

بلا تاویل حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر بدعتی ہے۔ اور اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر ایسا شخص اپنے اسی عقیدے کی نشر و اشاعت بھی کرتا ہے۔ اور بچوں کے ذہن کو خراب کرینا کا اندیشہ ہو تو ایسے شخص کے پاس بچوں کو تعلیم دین کیلئے نہ بٹھایا جائے۔

ویکرہ امامۃ عبد و اعرابی۔ الا ایكون ای غیر فاسق (و مبتدع) ای صاحب بدعت و ہی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول۔
(الدر المختار ص ۵۴۰ ج ۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

الجواب صحیح امیر حمزہ

محمد طیب ۱۴۲۵ھ

مدرسہ جامع مفتاح العلوم سرگودھا

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کا فتویٰ

نصوص صحیحہ کی روشنی میں علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ اس دارِ فانی سے وفات پا جانے کے بعد آنحضرت ﷺ کو حیات جسمانی حاصل ہوئی ہے یعنی روح کا تعلق جسد غضریٰ کیساتھ ہے اور اس لیے اس پر بعض دنیاوی امور مثلاً ادراک، سماع صلوٰۃ و سلام وغیرہ مرتب ہوتے ہیں۔

آپ کے ملک پاکستان میں جو فرقہ اسکے مختلف عقیدہ رکھتا ہے ان کے متعلق پاکستانی علماء سے رجوع کریں۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح حررہ العبد محمد طاہر عفا اللہ عنہ

(مفتی مقصود احمد) مظاہر علوم سہارنپور (بھارت)

12 رمضان المبارک 1424ھ

نوٹ: پاکستانی علماء کے فتاویٰ پیچھے گزر چکے ہیں۔

جميع علماء دیوبند کا عقیدہ

”عندنا وعند مشائخنا حضرت الرسالة صلی اللہ علیہ وسلم حی فی

قبرۃ الشریف“

ترجمہ: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبر شریف

میں زندہ ہیں۔ (المہند علی المہند صفحہ 21)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور عقیدہ حیات النبیؐ

آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ (ہدایۃ الشیعہ صفحہ 44)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور عقیدہ حیات النبیؐ

حضور پاک ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کو اس عالم کا رزق دیا جاتا

ہے اور آپ نماز پڑھتے ہیں جو کہ صرف لذت حاصل کرنے کیلئے ہیں۔

(نشر الطیب: ماہ نامہ الحسن کا حکیم الامت نمبر صفحہ 407 دسمبر 1987ء)

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور عقیدہ حیات النبیؐ

اکابر علماء دیوبند وفات ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی

کے صرف قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زور و شور سے اس پر دلائل قائم

کرتے ہیں۔

(نقش حیات جلد اول صفحہ نمبر 122)

رئیس المفسرین مولانا حسین علیؒ واں پھر اں اور عقیدہ حیات النبیؐ
 آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے میری قبر کے پاس درود شریف
 پڑھا تو میں خود سنتا ہوں جس نے دور سے پڑھا تو مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

(تحریرات حدیث صفحہ 211)

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب اور عقیدہ حیات النبیؐ
 علامہ سخاویؒ نے قول بدیع میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ زندہ ہیں اپنی قبر شریف
 میں اور آپ کے بدن اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اور اس پر اجماع ہے۔ امام بیہقیؒ نے
 انبیاء علیہم السلام کی حیات میں مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے اور علامہ سیوطیؒ نے بھی
 اس موضوع پر مستقل رسالہ تصنیف فرمایا۔

(فضائل درود شریف صفحہ نمبر 32-33)

امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوریؒ اور عقیدہ حیات النبیؐ
 میرا عقیدہ وہی ہے جو حضرات اکابر علماء دیوبند کا ہے کہ انبیاء اپنی قبروں
 میں اسی جسد غضری سے زندہ ہیں جو اس دنیا میں تھا۔ انبیاء علیہم السلام کا ابدان
 دنیاوی کیساتھ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہونا اہلسنت والجماعت کا اجماعی اور متفقہ
 عقیدہ ہے۔

(از خدام الدین دسمبر 1960ء)

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا محمد عبداللہ در خواستی اور عقیدہ حیات النبی

نوٹ: حضرت در خواستی نے 1362ھ میں فریضہ حج ادا کرنے کے بعد روضہ رسول پر یہ اشعار کہے۔

هو حی فی قبره کحیاة الانبیاء
و حرم علی الارض ان تاكل اجساد الانبیاء
حیاتهم اعلیٰ و اکمل من الشهداء
و شانهم ارفع فی الارض و السماء

ترجمہ: آپ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسا کہ دیگر انبیاء زندہ ہیں اور زمین پر حرام ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جسدوں کو کھائے۔ انبیاء علیہم السلام کی حیات شہداء کی حیات سے اعلیٰ و اکمل ہے اور انبیاء علیہم السلام کی شان زمین و آسمان میں بہت اونچی ہے۔

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور عقیدہ حیات النبیؐ
میرا اور میرا اکابر کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے روضہ اطہر میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں یہ حیات برزخی ہے مگر حیات دنیوی سے بھی قوی تر ہے جو حضرات اس مسئلہ کے منکر ہیں میں ان کو اہل حق میں سے نہیں سمجھتا۔ نہ وہ علماء دیوبند کے مسلک پر ہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد اول صفحہ نمبر 91/90)

(ماہ نامہ بینات کراچی کا شہید اسلام نمبر صفحہ نمبر 689)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی البازی اور عقیدہ حیات النبی

میرا عقیدہ وہی ہے جو تمھور علماء دیوبند کا ہے کہ نبی علیہ السلام قبر مبارک میں
مکمل طور پر زندہ ہیں اور دعوے پر علماء دیوبند کے ادلہ قوی و اقویٰ صحیح واضح ہیں۔

والسلام

فقیر محمد موسیٰ بازی غفی عنہ جامع اشرفیہ لاہور

یکم محرم 1418ھ - 9 مئی 1997ء

نوٹ: مولانا موسیٰ خان کے خط کی فوٹو سیٹ ہمارے پاس موجود ہے۔

حجتہ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور عقیدہ حیات النبیؐ

دارالعلوم دیوبند کے بانی اور علوم اسلامیہ کی ازسرنو اشاعت کرینوالے عظیم المرتبت عالم دین کامل درجہ کے ولی خدا پرست اور عالم ربانی و عالم حقانی حجتہ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے اثبات میں باقاعدہ کتاب تصنیف فرمائی ہے بڑے سائز کے دوستوں صفحات پر مشتمل اس کتاب کا نام ”آپ حیات“ ہے۔ کتاب کیا ہے گویا علم و عرفان کا سمندر ہے۔ ہر مسلمان کے پاس اس عظیم کتاب کا ہونا ضروری ہے۔

شیخ طریقت حضرت مولانا محمد عبد اللہ بہلویؒ اور عقیدہ حیات النبیؐ

شجاع باد ضلع ملتان کے ولی کامل، مفسر قرآن حضرت مولانا عبد اللہ بہلویؒ نے عقیدہ حیات النبیؐ پر ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ”القول النقی فی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ ہے۔ چنانچہ مذکورہ رسالے کے صفحہ نمبر 30 پر لکھتے ہیں۔

ہمارے اکابر و اسلاف رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہم ہمارے مرشدین نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی اعتقاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیاوی وفات کے بعد قبر مبارک میں جسمانی روحانی حیات سے زندہ ہیں۔
(القول النقی فی حیات النبیؐ)

حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ اور عقیدہ حیات النبیؐ

حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ کے نام نامی سے کون واقف نہیں؟ ردّ شرک و بدعت اور بالخصوص اوخر زندگی میں آپ نے ردّ شیعیت پر جو کام کیا۔ اہل علم

دانش رہتی دنیا تک آپ کے ممنون رہیں گے۔ حیات النبیؐ کے متعلق لکھتے ہیں۔

حضراتِ انبیاء علیہم السلام اور خاص کر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قبور میں حیات حاصل ہے۔ اس لیے حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آپ کا جسد اطہر روح سے خالی رہتا ہے اور جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب دلوانے کیلئے اس میں روح ڈال دیتا ہے اس بناء پر شارحین نے ”رُزُّ روح“ کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ قبر مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کی تمام تر توجہ دوسرے عالم کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی جمالی و جلالی تجلیات کے مشاہدہ میں معروف رہتی ہے۔ اور یہ بات بالکل قرین قیاس ہے۔ پھر جب کوئی امتی سلام عرض کرتا ہے اور وہ فرشتہ کے ذریعہ یا براہِ رست آپؐ تک پہنچتا ہے تو اللہ کے اذن (حکم) سے آپ کی روح اس طرف سے متوجہ ہوتی ہے اور آپؐ سلام کا جواب دیتے ہیں۔

(معارف الحدیث صف ۸۷۳ جلد ۵)

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ اور عقیدہ حیات النبیؐ

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ صاحب سابق متہم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں۔ ”علماء دیوبند بصدق قلب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل الکائنات افضل البشر اور افضل الانبیاء یقین کرتے ہیں۔ وہ (اکابر دیوبند) برزخ میں آپؐ کی جسمانی حیات کے قائل ہیں، وہ (علمائے دیوبند) اسکے اقراری ہیں کہ آج بھی امت کے ایمان کا تحفظ گنبد خضراء کے منبع ایمانی سے ہو رہا ہے۔

(ماہ نامہ الرشید کا دارالعلوم دیوبند نمبر 1975ء)

نوٹ:

قارئین کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ حدیث ”رَدَّ اللہ عَلَیْ رُوحِی“ کے متعلق اختصاراً حضرت مولانا منظور احمد نعمانی صاحبؒ کے بیان میں بحث گزر چکی ہے۔ حضرت قاری صاحبؒ نے جو بحث کی ہے وہ انتہائی جامع اور حکیمانہ رنگ میں ہے۔ اختیار آپکا اسم گرامی چومنے کو جی چاہتا ہے۔ بخوف طوالت ہم یہاں پوری بحث تو نہیں لکھ سکتے البتہ بقدر ضرورت درج کر دیتے ہیں۔ شائقین و طالبین مکتوبات حکیم الاسلام کے مکتوب نمبر 10 میں خود ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت قاری صاحبؒ سے پوچھا گیا کہ جب امت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ آجنگاہ قبر شریف میں حیات ہیں تو پھر آپؐ پر روح لوٹائے جانے کا کیا معنی؟

حضرت قاری صاحبؒ کا جواب ملاحظہ ہو

آپؐ نے حدیث ”رَدَّ اللہ عَلَیْ رُوحِی“ کے بارے میں یہ اشکال ظاہر فرمایا کہ اگر حضور اکرمؐ حیات ہیں اور بلاشبہ حیات ہیں جیسا کہ امت کا مسلمہ مسئلہ ہے تو پھر روح لوٹانے کے کیا معنی؟ روح تو ہر وقت بدن میں رہتی چاہئے ورنہ لوٹائے جانے کے معنی تو یہی ہونگے کہ وہ بدن میں نہ تھی جب ہی تو لوٹائی گئی گویا دوبارہ زندہ کیا گیا۔ یہ اعتراض اصل میں عربیت کے قواعد اور اسلوب بیان کی ناداشی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس مسئلہ کو عربیت کے اصول سے دیکھئے۔ یہاں رَدَّ اللہ کا ضلہ عَلَی لایا گیا ہے اگر فی لایا جاتا تو معنی یہ ہوتے کہ مجھ میں لوٹائی جاتی ہے۔ اس کا

صاف مطلب یہی ہوتا کہ روح پہلے نہ تھی اب بدن میں آگئی ظاہر ہے کہ اس سے حیات کا مسئلہ باقی نہیں رہ سکتا تھا لیکن یہاں علی لایا گیا ہے جسکے معنی یہ ہوتے ہیں کہ روح مجھ پر لوٹا دی جاتی ہے یا مجھ پر ڈال دی جاتی ہے روح کا کسی کے اوپر ڈال دیا جانا کنایہ ہوتا ہے۔ عربیت کے قاعدہ کی اس تفصیل کے بعد اب حدیث کا مطلب واضح ہو گیا کہ روح میرے اندر تھی میں زندہ تھا مگر متوجہ نہ تھا صلوٰۃ و سلام کے پڑھنے والوں نے جب سلام بھیجا تو اللہ نے میری روح پھر لوٹا دی یعنی مجھے متوجہ کر دیا غرضیکہ رد کا صلہ جب فی سے آتا ہے تو معنی دخول کے ہوتے ہیں اور جب علی سے آتا ہے تو معنی توجہ سے ہوتے ہیں اس لئے یہاں ”رَدَ اللّٰہُ عَلٰی رُوْحِی“ فرمایا گیا ہے۔ ”رَدَ اللّٰہُ فِی رُوْحِی“ نہیں فرمایا گیا تو وہ اشکال رفع ہو گیا جو آپ کو پیدا ہوا (مکتوبات حکیم الاسلام صفت ۸۲)

نوٹ:

منکرین حیات النبیؐ اس قسم کی احادیث سے مغالطہ دیتے ہیں لہذا گذارش ہے کہ قدم پھونک پھونک کر رکھیں گے۔ اکابر پر اعتماد کرتے ہوئے کتب اکابر اور تحقیق اکابر کی روشنی میں عقیدہ رکھیں تو انشاء اللہ ماتیت کے دھوکے میں کوئی نہ آئے گا۔

مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ اور عقیدہ حیات النبیؐ

حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ (والد گرامی مولانا فضل الرحمن صاحب) لکھتے ہیں۔ آپؐ جسمانی حیات سے زندہ ہیں آپ کی روح مبارک کا تعلق آپ کے جسدِ عنبری کیساتھ ایسا قائم کر دیا گیا ہے کہ اُس دنیاوی جسد اطہر کیساتھ (جیسے اللہ تعالیٰ

نے زمین پر حرام کر دیا ہے) تمام افعال و حرکات مثل سب بصر و بطش مشی و کلام وغیرہ پر قادر ہیں۔ یہ عقیدہ کہ آپکا جسد اطہر ساکن و صامت قبر مبارک میں صحیح سلامت موجود ہے اور اس سے افعال و حرکات کا صدور نہیں ہوتا۔ (یہ) عقیدہ فاسدہ ہے۔ اور تمام علماء اہلسنت والجماعت کے عقیدے اور مسلک علمائے دیوبند کخلاف ہے۔

الاحقر الافقر

ابوالفضل محمود عفا اللہ عنہ قاسم العلوم ملتان 21/4/77 ہجری

(بحوالہ القول النقی)

مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہ اور عقیدہ حیات النبیؐ مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی نے دارالعلوم کراچی کے طلباء سے خطاب فرماتے ہوئے کہا۔

”میں اس حیاتی اور مماتی مسئلہ کو اسلام اور کفر کا مسئلہ تو نہیں سمجھتا لیکن بہر حال یہ علماء اہلسنت والجماعت کے عقیدہ کا مسئلہ ہے، علماء دیوبند کے عقیدے کا مسئلہ ہے۔ اگر کوئی شخص مماتی عقیدہ رکھتا ہے یا اس جیسے اور مختلف فیہ مسائل میں علماء دیوبند سے مختلف اور علیحدہ عقیدہ رکھتا ہے تو ایک کام تو وہ یہ کرے کہ اپنے آپکو دیوبندی کہہ کر دوسروں کو دھوکہ نہ دے۔ ہمیں بھی دھوکہ نہ دے۔

اقتباسات افتتاحی خطاب حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ

ماخوذ از ماہ نامہ البلاغ کراچی بابت مئی ۱۹۹۷ء

امام اہلسنت حضرت العلام مولانا محمد عبدالستار تونسوی مدظلہ اور عقیدہ

حیات النبیؐ

پاکستان میں رد و فرض و بدعت کے اسپیشلسٹ، نامور محقق اور مناظر اعظم
حضرت مولانا عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ نے چناب نگر میں دوران خطاب
فرمایا۔

اہل السنۃ والجماعت اور تمام علماء کرام کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام
وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نماز اور عبادات میں مشغول ہیں۔ یہ مشائخ
اہلسنت کا اجماعی عقیدہ ہے

(ختم نبوت کانفرنس سے خطاب مورخہ 9 ستمبر ۲۰۰۴ء)

عقیدہ حیات النبیؐ پر علماء حق کی تصنیفی خدمات

جس طرح متقدمین علماء اہلسنت میں سے علامہ سیوطیؒ اور علامہ سخاویؒ اور
ان جیسے دیگر حضرات نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھیں یا اپنی کتب میں مستقل
ابواب دیئے اس طرح علماء دیوبند نے اس موضوع پر شاندار خدمات سرانجام دی
ہیں۔ بالخصوص پاکستان میں منکرین حیات النبیؐ کے فتنے کے ظہور کے بعد علماء ربانی
گھل کر سامنے آئے ہیں۔ ہم یہاں ان علماء کرام کے اسماء گرامی اور انکی تصنیف کردہ
کتب درج کریں گے تاکہ بوقت ضرورت مطالعہ کرنے میں آسانی رہے۔ اس سلسلے
میں سب سے بنیادی کتاب تو۔ حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی ہے۔
جس کا حوالہ گذشتہ سطور میں گزر چکا ہے۔ بقیہ کا تعارف ملاحظہ ہو۔

کتاب تسکین الصدور اور عقیدہ حیات النبی

یہ کتاب مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے شیخ الحدیث محقق العصر حضرت مولانا محمد سرفراز خالص صاحب صفدر مدظلہ کی ہے۔ کتاب کے مستند اور علمی مواد کیلئے جناب کا اسم گرامی ہی کافی ہے۔ کتاب کا مکمل نام یہ ہے ”تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموقی فی البرزخ والقبور“ درجنوں ایڈیشن اس کتاب کے شائع ہو چکے ہیں۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب ”علامہ شمس الحق افغانی اور مولانا دوست محمد قریشی حضرت خواجہ خان محمد صاحب سمیت تقریباً انیس جید علمائے دیوبند کی تصدیقات اس کتاب پر موجود ہیں۔ ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل یہ کتاب علم کا خذینہ ہے۔

کتاب مقام حیات اور عقیدہ حیات النبی

عظیم اسلامی اسکالر حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ (ڈائریکٹر اسلامک سنٹر مانچسٹر) کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے۔ آثار الاہسان اور آثار الحدیث جیسی علمی کتابوں کے مصنف ہیں عقیدہ حیات النبی پر آپ کی کتاب مقام حیات ایک علمی شاہکار ہے۔ جس نے ممانیت کے پرچے اڑادیئے ہیں۔ ضرور مطالعہ فرمائیں۔

کتاب حیات الاموات اور عقیدہ حیات النبی

حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری تنظیم اہلسنت پاکستان کے سرپرست اعلیٰ انتہائی وسیع المطالعہ اور تحریر و تقریر کے بادشاہ تھے۔ صحابہ کرامؓ کے سچے سپاہی اور

مخلص وکیل تھے۔ درجنوں کتابیں آپ نے لکھیں۔ الاصحاب فی الکتاب، عادلانہ دفاع۔ نبی و صدیقؐ۔ جیسی علمی کتب علماء حق کی لائبریریوں کی زینت بنی ہوئی ہیں۔ عقیدہ حیات النبیؐ پر آپ نے ”حیات الاموات خصوصاً حیات سید الکائنات“ کے نام سے کتاب لکھ کر مکرین حیات النبیؐ کی گوشمالی خوب خوب کی۔

کتاب حیات النبیؐ اور عقیدہ حیات النبیؐ

پنجاب کے پسماندہ ضلع میانوالی کی تحصیل چکڑالہ میں بہت بڑی علمی ہستی مولانا اللہ یار خان چکڑالویؒ کے نام سے گزری ہے۔ آپ کا اصل موضوع تردید شیعیت تھا۔ ۱۹۵۶ء میں باگڑ سرگاندہ ضلع ملتان میں حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی سرپرستی میں شیعہ سنی مناظرہ ہوا تھا۔ جو بڑا مشہور اور فیصلہ کن معرکہ تھا اسمیں سنی مناظر علامہ عبدالستار تونسویؒ تھے اور صدر مناظر مولانا اللہ یار صاحبؒ تھے۔ مناظرین اہلسنت کو آپ کی علمی گہرائی پر بھرپور اعتماد تھا۔ آپ نے بیسار کتابیں لکھی ہیں جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ چنانچہ عقیدہ حیات النبیؐ پر آپ کی کتاب ”حیات النبیؐ مذاہب اربعہ اہل السنۃ والجماعت کی نظر میں“ کے نام سے موجود ہے۔ میانوالوی لہجے میں جس طرح آپ نے رافضیت کی خبر لی اُسی طرح مکرین حیات النبیؐ کا خوب پوسٹ مارٹم کیا۔ اور مسلک دیوبند کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا۔

کتاب دعوت الانصاف اور عقیدہ حیات النبیؐ

مفسر قرآن مولانا عبدالعزیز شجاعیادیؒ علمی تبحر اور تقویٰ و طہارت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ تھے۔ پہلے پہل آپ جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے

ساتھ رہے۔ جب حقیقت آشکار ہوئی۔ اور مولوی احمد سعید صاحب کے ”تکفیری میزائل“ تا بر توڑ برس رہے تھے۔ آپ نے اشاعت التوحید سے استعفیٰ دیا اور اپنے اکابرین کے سچے مسلک کی نہ صرف تائید بلکہ ترجمانی شروع کر دی۔ چنانچہ مسئلہ حیات النبیؐ پر آپ کی کتاب ”دعوت الانصاف فی حیات جامع لاوصاف“ کے نام سے موجود ہے جس پر حضرت مفتی محمودؒ اور محدث کبیر حضرت مولانا محمد شریف صاحب کشمیریؒ کی تقاریظ موجود ہیں۔

کتاب تسکین الاتقیاء اور عقیدہ حیات النبیؐ

علی پور ضلع مظفر گڑھ (جنوبی پنجاب) میں دارالعلوم دیوبند کے فاضل حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ صاحبؒ گزرے ہیں۔ جامعہ امدادیہ حبیب المدارس کے نام سے مظفر گڑھ ہی میں مدرسہ قائم ہے آپ کے صاحبزادے مولانا محمد مکی صاحبؒ نے ”تسکین الاتقیاء فی حیات الانبیاء“ کے نام سے کتاب لکھی ہے۔ کتاب اگرچہ مختصر ہے مگر دلائل کے اعتبار سے کافی شافی ہے۔ جو حضرات تفصیلی کتب نہیں پڑھ سکتے اُن کیلئے بہت ہی بہتر ہے اللہم ذذ فزذ۔

قارئین کرام:

عقیدہ حیات النبیؐ کے متعلق اردو زبان کی چند لا جواب کتابیں جو چوٹی کے علما دیوبند نے لکھی ہیں۔

وہ ہم نے پیش کر دی ہیں تاکہ عوام الناس کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ اور ساتھ انہیں اس عقیدے کی اہمیت و افادیت کا بھی پتہ چلے کہ اگر یہ اصولی اور بنیادی عقیدہ

نہ ہوتا تو علماء حق تصانیف و تالیف کی مشقت میں نہ پڑتے۔ اور تحقیق کے بحر بیکراں میں غوطہ زن نہ ہوتے امت کو گمراہی کے عمیق گڑھے سے بچانے کیلئے اہل حق نے اپنا فرض منصبی ادا کر دیا۔ آگے ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے۔

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ اور عقیدہ حیات النبیؐ

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسینؒ فتنوں کے خلاف گویا سیف بے نیام تھے۔ شیعیت، مودودیت، مماثیت سمیت تمام فتنوں کا بیک وقت اور بیک قلم تعاقب کرنا آپ ہی کا کام تھا۔ جب منکرین حیات النبیؐ کی خلاف علماء حق میدان میں اترے تو حضرت قاضی صاحبؒ اہل حق کے قافلے کے سالار تھے۔ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ آپکا بیحد احترام کرتے تھے۔ اور آپ ہی کے دستِ حق پرست پر بیعت تھے۔ آپؒ نے اپنی ہر کتاب میں اس فتنے کے متعلق قلم چلایا ہے اور اس عظیم فتنے سے مسلمانوں کو آگاہ کیا ہے۔

”حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا“

مسجد نبوی نصف شب کو بند کیوں کر دی جاتی ہے؟

حضرت مولانا مجاہد الحسنی صاحب فاضل دارالعلوم ڈابھیل کہتے ہیں کہ میری موجودگی میں حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخوائیؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ مسجد الحرام کو سعودی انتظامیہ ساری رات کھلا رکھتی ہے لیکن مسجد نبویؐ

نصف شب کے بعد بند کر دی جاتی ہے، یہ تفاوت کیوں ہے؟ تو حضرت درخواستی نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ مکہ معظمہ کی مسجد الحرام میں اللہ تعالیٰ کا علامتی گھر بیت اللہ شریف ہے۔ اور اللہ کی ذات اقدس کو ”لَا تَأْخُذْهُ سِنَةٌ“ و ”لَا نَوْمٌ“ اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند اسلئے مسجد الحرام ساری رات کھلی رہتی ہے۔ اور مدینہ منورہ کی مسجد نبوی حجرہ نبوی سے ملحق ہے۔ چونکہ حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری آرام گاہ اور مسکن ہے۔ آپ کو آرام و استراحت کی بھی ضرورت ہے، اسلئے مسجد نبوی رات کے کچھ حصے میں تہجد تک کیلئے بند کر دی جاتی ہے۔

(ماہ نامہ انوار القرآن کراچی کا حافظ الحدیث نمبر صف ۲۱۸)

مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ اور عقیدہ حیات النبیؐ

حضرت مفتی عبدالکریم گمٹھلویؒ کے صاحبزادے جامعہ حقانیہ سرگودھا کے بانی شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے تلمیذ رشید اور شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا سید عبدالشکور ترمذیؒ نے بھی مسلک و مذہب کی بے انتہا خدمت کی ہے۔ علم کے بحر بیکراں تھے۔ علماء حق کو آپ پر ناز تھا۔ درجنوں کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کی سوانح حیات ”حیات ترمذیؒ“ کے نام سے تقریباً ایک ہزار صفحات پر مشتمل چھپ چکی ہے مگرین حیات النبیؐ کیخلاف آپ نے بہت مؤثر کام کیا۔ چنانچہ بڑے دکھ کیساتھ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب گجراتی کو ایک صاحب نے کہا فتاویٰ رشدیہ میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ نے حیات النبیؐ کے عقیدے کو اجماعی عقیدہ لکھا ہے تو شاہ صاحب نے فرمایا ”کیا کہیں جی بس

بزرگ جو ہوئے، انکے اتنا کہنے پر مجھے اتنا دکھ ہوا کہ یہ شخص حضرت گنگوہیؒ کو بزرگ بھی مانتا ہے اور انکے خلاف اپنی تحقیق پر بھی ڈٹا ہوا ہے۔

(حیات ترمذی)

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور حیات النبیؐ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ حیات نبویؐ مہم ۲ پر لکھتے ہیں۔

تمام اہل السنۃ والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ اور نماز عبادات میں مشغول ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ اور عقیدہ

حیات النبیؐ

صوفی باصفا، ولی کامل، حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور میں سالہا سال سے بخاری شریف پڑھا رہے ہیں۔ مربع خلائق ہیں۔ افکار حضرت تھانویؒ کی شمعیں روشن کیے ہوئے ہیں۔ (راقم الحروف۔ سلفی) نے آپ سے بالمشافہ ملاقات اور بعد ازاں بذریعہ خط منکرین حیات النبیؐ کے متعلق حضرت مدظلہ کے خیالات کے اظہار کی گزارش کی تھی۔ چنانچہ آپ نے اپنے جوابی مکتوب میں تحریر فرمایا۔

”احقر تو یہ کہتا رہتا ہے کہ مماتی کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے“

فقط

محمد سرور عفی عنہ

۱۴ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

امیر عزیمت شہید ناموس صحابہؓ مولانا حق نواز صاحب جھنگوی شہیدؒ
 مولانا شہیدؒ کو اس صدی کا مجدد کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ ردّ شیعیت پر ایسی
 مؤثر تحریک چلائی کہ رافضیت سرچھپاتی پھر رہی ہے۔ اگرچہ آپ نے تمام تر توجہ
 دفاع ناموس صحابہؓ پر مرکوز رکھی۔ بایں ہمہ مسلک اکابر دیوبند کا بھی خوب خوب دفاع
 کیا۔ چنانچہ دارالعلوم کبیر والا میں مولوی احمد سعید صاحب چتر و گڑھی کی خلاف تقریر
 کرتے ہوئے فرمایا:

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات ہیں۔ یہ احادیث مدتوں سے پڑھی
 جا رہی ہے۔ کوئی ایک روایت کائنات کی کسی کتاب سے ایسی پیش کر دی جائے جس کا
 عنوان اور موضوع یہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مردہ ہیں، سلام نہیں سنتے؟ چودہ
 صدیوں میں صرف ایک آدمی چاہیے جو یہ عقیدہ پیش کرتا ہو کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں
 میں زندہ نہیں مردہ ہیں۔ ایک آدمی پیش کر دو تو میں موقف بدل لوں گا۔ اور اگر پیش
 نہیں کیا جاسکتا تو مجھے کہنے کا حق پہنچتا ہے کہ چودہ صدیوں میں غنڈہ پیدا ہوا ہے
 جس نے نبی کی حیات کا انکار کیا۔

(دارالعلوم کبیر والا میں یادگار خطاب)

مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ اور عقیدہ حیات النبی

حضرت مولانا عنایت اللہ شاہ بخاری اس طبقے کے سربراہ ہیں جو کہتے ہیں
 کہ نبی قبر میں زندہ نہیں ہیں۔ سید عنایت اللہ شاہ بخاری سے پہلے اسلام کی تاریخ میں
 کسی انسان کا یہ عقیدہ نہیں کہ نبی قبر میں زندہ نہیں ہیں۔ یہ ایک مسلم چیز ہے کہ نبی قبر

میں حیات ہیں۔

(خطاب بہاولپور ۱۲ جون ۱۹۸۸ء)

مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ اور عقیدہ حیات النبیؐ

(خطیب یورپ و ایشیا) مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ جنکی گرج سے ایوان شرک و بدعت کانپ اٹھتے تھے۔ فرماتے ہیں ”میں کسی خوفِ تردید اور جھجک کے بغیر اپنے عقیدہ کا اعلان کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اگر دور سے درود پڑھا جائے تو فرشتے پہنچا دیتے ہیں اور اگر قبر مبارک کے پاس پڑھا جائے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ یہ میرے اکابر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا مسلک تھا اور یہی میرے پیرومرشد حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کا مسلک تھا اور یہی انکی خاک پا خطیب کا مسلک ہے۔ میں اپنے اکابر کے مسلک کو صحیح سمجھتا ہوں اور اسی پر قائم رہنا سعادت اور فلاح سمجھتا ہوں۔ عقیدہ حیات النبیؐ پر جو تحقیق مرشد مدنی اور حکیم الامت تھانویؒ کی ہے میں اس پر کار بند رہنا اپنے لیے سعادت ابدی سمجھتا ہوں۔

(خطبات قاسمی جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۵۳ دیوبند انڈیا)

حضرت مولانا مفتی عاشق الہی بلند شہریؒ

اصحاب مدارس غور فرمائیں دیوبندی مدارس میں بڑھتا ہوا مماتی فتنہ

بگرامی خدمت حضرات اصحاب اہتمام و مدرسین کرام دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جیسا کہ عموماً اہل علم جانتے ہیں اور دوست اور دشمن سب کو اس کا علم ہے کہ حضرات اکابر علماء دیوبند کا مقصد مدارس عربیہ ویدیہ قائم کرنے کا صرف اتنا ہی نہیں تھا کہ طلبہ کو جمع کیا کریں اور صرف عربی کتابیں پڑھا دیا کریں بلکہ ان کا ایک مسلک ہے جو معروف اور مشہور ہے، جب احمد رضا خان بریلوی نے ان حضرات کو بدنام کرنے کی بات چلائی اور ان پر کفر کا فتویٰ تھوپنے کیلئے اپنی کتاب حسام الحرمین تصنیف کی اور علماء الحرمین شریفین سے اس پر دستخط کرائے تو حضرت گنگوہیؒ کے اجل خلفاء میں حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اور شارح ابوداؤد حضرت مولانا فاضل احمد سہارنپوری اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہم بقید حیات تھے، جب ان حضرات کو احمد رضا خان کی دسیسہ کاری کا علم ہوا تو اس کی تردید کی طرف متوجہ ہوئے اور حسام الحرمین سے جو شر پھیل رہا تھا اس کے دفاع کیلئے حضرت مولانا فاضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”المہند علی المفند“ تالیف فرمائی، اس زمانہ کے اکابر دیوبند موجود تھے ان سب نے اس کی توثیق اور تصدیق کی اور اس کتاب میں مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عقائد علماء دیوبند میں لکھا ہے اور سلفا عن خلف چاروں مذاہب کے علماء اس پر متفق رہے ہیں۔

ایک نیا فرقہ پچاس ساٹھ سال سے نمودار ہوا ہے جسے دور حاضر کے علماء نے لفظ ”مماتی“ کے ساتھ ملقب کیا ہے، پہلے تو یہ فتنہ اتنا زیادہ عام نہیں تھا، تھوڑے سے لوگ تھے لیکن آج کل بہت زیادہ بڑھ گیا ہے اور مدارس میں پھیل رہا ہے، طلباء میں اچھی خاصی تعداد میں اس فتنے کے حامی طلبہ ہوتے ہیں، ان لوگوں کو اپنے مسلک کی نام نہاد دلیل یاد ہوتی ہیں، دوسرے طلبہ کو ان کے خلاف دلائل یاد نہیں ہوتے اور یہ لوگ داعی

ہوتے ہیں، طلبہ میں اپنی باتیں پھیلاتے رہتے ہیں اور انہیں اپناتے رہتے ہیں، مماتی طلبہ کو بے تکلف داخلہ دے دیا جاتا ہے، یہ لوگ علماء دیوبند سے علم بھی سیکھتے ہیں اور انہیں کم از کم گمراہ تو سمجھتے ہی ہیں بلکہ بعض منچلے تو حیات انبیاء کا عقیدہ رکھنے والوں کو کافر بھی کہتے ہیں، ایک مماتی کا لفظ سننے میں آیا کہ ابو بکر صدیقؓ بھی حیات انبیاء کے قائل ہیں تو وہ بھی کافر ہے، اب یہ فتنہ زور پکڑ رہا ہے اور ہمارے اصحاب مدارس اس کے دفاع سے غافل ہیں بلکہ بعض مدارس کے اکابر مدرسین اس عقیدے کے حامی ہیں جو طلبہ میں اس کی ترویج کرتے ہیں، اہل مدارس یہ سب کچھ جانتے ہوئے ان مدرسین کو رکھے ہوئے ہیں، بڑی بڑی تنخواہیں دیتے ہیں اور اس مزاج کے طلبہ کو پالتے ہیں جو پوری طرح فتنہ گر ہوتے ہیں۔

اس سے پہلے کہ مدارس میں سر پھول ہو اور جنگ و جدال کی نوبت آئے اور دیوبندیوں کے مدارس عقیدہ مہمات کا مرکز بن جائیں اس کے دفاع کا راستہ سوچنے کی ضرورت ہے، اہل مدارس کو تغافل کیوں ہے اس بارے میں کوئی واضح بات نہیں بتائی گئی، کچھ ایسا سمجھا جاتا ہے کہ اگر اس مزاج کے طلبہ کے عدم ادخال یا اخراج کے بارے میں کوئی اقدام کیا گیا تو مدارس میں طلبہ کی تعداد کم ہو جائے گی یا ہڑ بونگ ہوگی، پہلی بات تو یہ ہے کہ اہل مدارس مدارس کو مقصود نہ سمجھیں، خدمت دین حفاظت سنن رد بدعات کے کام میں لگے رہیں اور یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہو، مدارس مقصود نہیں جیسا کہ حضرت گنگوہیؒ نے اکابر دیوبند کو لکھ دیا تھا (جبکہ وہاں جاہل لوگوں نے کمیٹی کا ممبر بننے کی کوشش کی تھی) کہ مدرسہ مقصود نہیں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہے جن لوگوں کو مدارس ہی مقصود ہیں اتحاق حق اور حفاظت دین اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی مقصود نہیں ایسے لوگ اپنی آخرت کے بارے میں غور کریں اور انما الاعمال بالنیات کو بار بار پڑھیں ایسے اصحاب اہتمام کے مدارس میں جو طلبہ پڑھیں گے ان طلبہ کے قلوب پر بھی طلب دنیا کے اثرات ہی اثر انداز ہوں گے، علم ہی تو مقصود نہیں ہے اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہونا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد من تعلم علما مما یتقی بہ وجہ اللہ لا یتلعمہ الا لیصیب بہ عر ضا من الدنیا لم یجد عرف الجنة یوم القیامۃ۔ ہر طالب علم کے پیش نظر ہے۔ مماتی لوگوں کو مدارس میں داخل کرنے اور پالنے کا نتیجہ آگے جا کر یا تو بہت بڑے فتنہ و فساد اور جنگ و جدال کا باعث ہوگا یا یہ دیوبندی مدارس اور ان کے طلبہ مماتی بن کر غالب ہو جائیں گے اور دیوبندی مدارس مہماتیوں ہی کی جولانگاہ بن جائیں گے، اس سے پہلے سوچنے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

لے یہ مفوظ مولانا محمد سعید کا ہے حوالہ دیجیے گزر چکا ہے۔

آخر مہماتوں سے دہنے کی کیا وجہ ہے؟ کیا اپنے اکابر کا مسلک دلائل کے اعتبار سے کمزور ہے یا غلط ہے، اگر یہ بات اصحاب اہتمام کے قلوب میں گھر کر گئی ہے تو دیوبندی ہونے کا دعویٰ کرنے کی کیا ضرورت ہے، کھل کر اعلان کر دیں ہم دیوبندی نہیں ہیں اور ہمارے مدارس اکابر دیوبند کے خلاف دوسرے مسلک کے حامی اور خادم ہیں اور وہی دوسرا مسلک حق ہے تاکہ عامۃ الناس دھوکہ میں نہ رہیں اور سوچ سمجھ کر چندہ دیں، دھوکہ دیکر چندہ لینا مخلصین کے کسی مذہب میں بھی جائز نہیں ہے، یہ تو غدرو خیانت ہے۔

اگر یقین کے ساتھ یہ سمجھتے ہیں کہ اکابر دیوبند کا مسلک حق ہے اور مماتی گمراہ ہیں تو پھر کھل کر ان کی تردید کی جائے اور دلائل سے ان کی گمراہی واضح کی جائے اور مدارس میں ایسے اساتذہ اور طلبہ کا مقاطعہ کیا جائے اور امت پر واضح کیا جائے کہ یہ لوگ دیوبندی نہیں ہیں خوارج کی طرح گمراہ ہیں ورنہ یہ کتمان حق اور سکوت عن الحق بڑے نقصان اور حرمان اور خسران کا باعث ہوگا، مماتی لوگ ایک طرف تو عقائد دیوبند کے خلاف حیات اور توسل اور سفر بینہ زیارت قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور قبر شریف پر سلام پڑھنے کو گمراہی قرار دیتے ہیں اور احادیث صحیحہ اور اجماع امت کو غلط قرار دیتے ہیں اور اکابر دیوبند کے مسلک کو غلط بتاتے ہیں، دوسری طرف دیوبندی بن کر دیوبندی عوام سے چندہ لیتے ہیں وہ تو دھوکہ دیتے ہی ہیں دیوبندی مدارس کے اکابر کو ان کی دھوکہ دہی کو پروان چڑھانے کی کیا ضرورت ہے۔

میں نے یہاں ایک مماتی سے بات کی کہ تم لوگ دیوبندی عقیدہ کے خلاف بھی ہو اور دیوبندی بھی بنتے ہو، صاف اعلان کیوں نہیں کرتے کہ ہم دیوبندی نہیں ہیں، تو اس نے جواب دیا کہ ایک بات میں مخالف ہونے سے دیوبندیت سے کیسے نکل جائیں گے، دیوبندیت کوئی ذرا سی چیز تو نہیں ہے، اس کے بعد مدینہ منورہ میں لاہور کے ایک عالم سے ملاقات ہوئی، انہوں نے بھی یہ جواب نقل کیا جس سے اندازہ ہوا کہ مماتیوں نے جواب دیوبندیت سے مستفید رہنے کیلئے تراشا ہے اگر حضرات علماء دیوبند کے نزدیک یہ جواب درست ہے اور اسی سے مطمئن ہو کر مہماتوں کو گلے لگانے کا جواز نکال رکھا ہے تو بریلویوں سے بھی کیا ضد ہے ان کی بھی تو ایک ہی بات زیادہ سخت ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غیب کلی۔۔۔ تجویز کرنا، اسی طرح غیر مقلدوں سے صرف تقلید اور عدم تقلید کا اختلاف ہے باقی مسائل تو عموماً وہی ہیں جو شافعیہ و حنفیہ میں مختلف فیہ ہیں اور مودودی صاحب سے بھی ایسی ہی ایک دو بات میں اختلاف ہے پھر ان جماعتوں سے بعد اور مقاطعہ کیوں ہے، ان کو بھی دیوبندیوں میں شامل کر لیں۔

آج کل بعض اہل فکریوں کہہ رہے ہیں کہ جو نئے نئے ظاہر ہو رہے ہیں وہ عموماً مدعیان دیوبندی میں

ہیں، خوارج حجاز بھی دیوبندی، نواصب بھی دیوبندی، فکرونی الہی جماعت بھی دیوبندی، جو شلزم کی داعی ہے، اس مزاج کے طلباء مدارس میں موجود ہیں دیکھئے آگے چل کر کیا بنتا ہے۔

اگر اصحاب اہتمام اور اکابر مدرسین مہماتوں کے اکابر کو جمع کر کے دلائل سے بات کر کے نمادیں تو کیا اچھا ہوا اگر ایسا نہیں کر سکتے تو اول یہ اعلان کر دیں کہ یہ لوگ دیوبندی نہیں ہیں ہم ان سے بیزار ہیں، دوسرے اس مزاج کے طلباء کو اپنے مدارس میں داخل نہ کریں۔

جب حضرت مولانا غلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے المہند علی المہند لکھی تھی اس وقت اس پر اکابر دیوبند نے تقاریض لکھی تھیں اور علماء مصر و شام نے بھی تصدیق کی تھیں، اکابر دیوبند میں سے ---- حضرت شیخ الہند مفتی عزیز الرحمن (دارالعلوم دیوبند) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم رائے پوری، حضرت مولانا محمد احمد ابن مولانا محمد قاسم نانوتوی مہتمم دارالعلوم دیوبند اور ان کے نائب مولانا حبیب الرحمن صاحب دیوبندی اور مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی اور حضرت گنگوہی کے صاحبزادے مولانا مسعود احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

۱۳۷۸ھ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ کی خدمت میں مماتی عقیدہ کے بارے میں سوال پیش کیا گیا تھا، سوال و جواب معارف شیخ کی پہلی جلد میں مسطور ہے حضرت شیخ الحدیث نے علامہ سخاویؒ سے نقل کیا ہے نحن نومن ونصدق بانہ صلی اللہ علیہ وسلم حی یوزق فی قبرہ۔ پھر لکھا ہے جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے پاس کھڑا ہو کر درود پڑھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سنتے ہیں من صلی عند قبری سمعته نص صریح ہے، علامہ سخاویؒ نے حافظ ابن حجرؒ سے نقل کیا ہے سندہ جید۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے یہ بھی لکھا ہے یہ ناکارہ ان اکابر کا بالکل متبع ہے ان کے اس صاف ارشادات اور تحریرات کے بعد جس پر حضرت سہارنپوری، حضرت شیخ الہند حضرت رائے پوری، حضرت تھانوی قدس اللہ اسرارہم نے بلا کسی اجمال کے ہذا معتقدنا و معتقد مشائخنا لکھا ہے کیا کوئی گنجائش ہے اس کے خلاف کچھ کہا جاسکے۔

بعض مماتی یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ہم قرآن پیش کرتے ہیں اور دیوبندی وہ قاسم الذی (حضرت نانوتویؒ) کا قول پیش کرتے ہیں گویا قرآن کو دور حاضر میں صرف مہماتوں نے ہی سمجھا ہے حضرات صحابہ اور تابعین اور بعد میں آنے والے حضرات سلفا عن خلف اشاعرہ ماترید یہ آئمہ اربعہ کے مقلدین شرح حدیث فقہاء کرام، مشائخ عظام، عقیدہ حیات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حامل گمراہ اور

جاہل ہو گئے، انہوں نے نہ قرآن کو سمجھا اور نہ احادیث شریفہ کی تصریحات سے واقف ہو گئے، یہ نئے زمانے کے لوگ قرآن کو سمجھ گئے درحقیقت سلف صالحین سے کئے گا وہی مبتدع ضال ہوگا اور تتبع غیر مسیل المومنین کا مصداق ہوگا، موطا امام محمد میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے واپس آتے تھے تو قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر آپؐ پر اور آپ کے صاحبین (حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ) کی خدمت میں سلام پیش کیا کرتے تھے، ممکن ہے کہ بعض مماتی مزاج مدعیان دیوبندیت یوں کہیں کہ عقائد میں تقلید نہیں کی جاتی اس لئے ہم اکابر دیوبند کے مقلد نہیں، مہاتویں کے دلائل قوی ہیں اس لئے ہم نے دیوبندی ہوتے ہوئے ان کے مسلک کو قبول کر لیا، احقر کا کہنا یہی تو ہے کہ واضح اعلان کر دیں کہ اکابر دیوبند کا مسلک غلط ہے تاکہ امت پر واضح ہو جائے کہ آپ کا مسلک وہ نہیں جو اکابر دیوبند کا مسلک ہے۔۔۔ لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ۔

دیوبندی مدارس کے اکابر توجہ فرمائیں اور اس فتنہ سے اپنے طلباء کو محفوظ رکھنے کی پوری مساعی اور جهود کام میں لائیں، واللہ الموفق وهو المستعان وعلیہ التکلان۔

(العبر الغفر)

محمد عاشق الہی برنی بلند شہری عفی اللہ

(بشکریہ ماہنامہ حق چار یاڑ)

۹ رجب ۱۴۲۰ھ

محمد فیاض خان سواتی ابن مفسر قرآن مولانا سواتی گوجرانوالہ

دیوبندی کہلانے کا مستحق کون؟

رکھو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف
آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

تمہید

جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ گجرات کا ترجمان ماہنامہ نغمہ تو حید جلد ۱۵ شمارہ ۷ ستمبر ۲۰۰۳ء کے صفحہ ۳۱ پر ایک مضمون بعنوان ”آئینہ انکو دکھایا تو --- قافلہ حق و صداقت کیا یہ علماء دیوبندی نہیں؟“ حضرت مولانا محمد یعقوب تبسم کا تحقیقی مضمون۔ --- شائع ہوا جس میں انہوں نے سات علماء کو دیوبندی ثابت کرنے کیلئے بے تحاشا زور صرف کیا اور اس ضمن میں انہوں نے مسئلہ حیاۃ النبیؐ اور سماع موتی کو یکساں ظاہر کر کے من پسند نتائج نکالنے اور پھر نہایت ہوشیاری سے والد محترم مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی مدظلہ کو مولانا قاضی شمس الدین کا شاگرد ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی کتاب فیوض حسنی کے مقدمہ سے چند ادھرے اقتباسات بھی نقل کئے اور پھر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کو بھی قاضی شمس الدین کا شاگرد لکھا ہذا ضروری سمجھا گیا کہ اصل حقائق بھی منظر عام پر آنے چاہئیں۔

اس سے قبل ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ستمبر ۲۰۰۲ء کے صفحہ ۱۱ پر ایک مضمون نگار مولانا محمد عبدالقیوم قریشی صاحب نے بھی حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کے متعلق لکھا تھا کہ انہوں نے ”قاضی شمس الدین مرحوم کے سامنے زانوئے تلمذ بچھایا۔“

ہم پہلے یہ سمجھتے رہے کہ شاید مضمون نگار نے سہواً ایسا لکھا ہے لیکن اب نغمہ تو حید میں دوبارہ ایسا ہی لکھنے سے معلوم ہوا کہ سہواً نہیں بلکہ عمدہ لکھا جا رہا ہے اور اس کے ضمن میں عجیب و غریب تاثرات بھی پھیلانے جارہے ہیں، حیرت کی بات یہ ہے کہ محترم تبسم صاحب نے مقدمہ فیوض حسنی کے اپنے من پسند کئی ادھرے اقتباسات تو اپنی تائید میں نقل کر دیئے لیکن قاضی صاحب سے استاد ی شاگردی کا مسئلہ بھی اسی

مقدمہ طبع سوم میں بڑے جلی حروف سے درج تھا جسے یکسر نظر انداز کر کے حافظ محمد اکبر شاہ بخاری صاحب کی کتاب ”اکابر علماء دیوبند“ کی غیر تحقیقی بات کا سہارا لیا حالانکہ انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ ”لیس الخبر کا المعاینہ“ کے اصول کے مطابق اسی مقدمہ فیوضات حسینی پر انہیں اس مسئلہ میں اعتماد کرنا چاہیے تھا، خیر اس سے قاضی صاحب کی شان میں کوئی خاص اضافہ ہو یا نہ ہو، مضمون نگار کی یہ حیثیت تو واضح ہو گئی کہ انہوں نے اس باب میں اصل حقائق سے صرف نظر کرتے ہوئے جنبہ داری سے انصاف کے دامن کو ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے چنانچہ اصل حقیقت یہ ہے جیسے مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی مدظلہ رقمطراز ہیں ”مرحوم (قاضی شمس الدین) احقر کے استاذ نہیں تھے لیکن احقر انکا اساتذہ کی طرح احترام کرتا رہا“ (مقدمہ فیوضات حسینی ص ۱۱)

سواتی برادران بجز اللہ تعالیٰ حیات ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی صحت اور عمر میں برکت عطا فرمائے آمین۔ اصل کی موجودگی میں دوسروں کی باتوں پر اعتماد کرنا انوکھی تحقیق ہے، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ سے بھی ہر آدمی بالمشافہ اس بات کی تصدیق کر سکتا ہے کہ وہ بھی قاضی صاحب مرحوم کے شاگرد نہیں ہیں بلکہ تصویر کا دوسرا رخ تو یہ بھی ہے جو حضرت صوفی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔۔۔۔۔

”جب قاضی شمس الدین صاحب مدرسہ نصرت العلوم میں مدرس تھے تو میں فجر کی نماز کے بعد درس دیتا تو قاضی صاحب اس میں سامعین کے ساتھ بیٹھتے اور پھر جب میں دارالاہتمام میں آ کر طلباء کرام کو فہم کی کتابیں پڑھاتا تو قاضی صاحب بھی طلباء کے ساتھ بیٹھ کر سبق سنتے تھے“

دیوبندی کہلانے کا مستحق کون؟

حضور کے صحابہ کرامؓ کے پیروکار اہلسنت والجماعت ہیں جو تسلسل کے ساتھ قیامت کی صبح تک موجود رہیں گے، انہی میں سے اکابر علماء دیوبند بھی ہیں، امت میں افتراق و انتشار کے دور میں باطل فرقوں سے علیحدہ اور ممتاز رہنے کیلئے ان ہی اکابر نے قرآن و سنت کی روشنی میں کچھ ضروری اور بنیادی اصول و ضوابط مرتب فرمائے تاکہ اہلسنت والجماعت عقائد میں گمراہی کی راہ پر گامزن نہ ہوں، یہ عقائد ”المہند علمی المہند“ نامی کتاب میں درج ہیں اور اس پر گزشتہ صدی کے مشہور اکابر علماء عرب و عجم کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں جو آدمی ان عقائد کا قائل و فاعل ہے وہ دیوبندی کہلانے کا مستحق ہے بصورت دیگر بچلہ ہے وہ کتنا ہی داویلا کرتا رہے اور کمزور دلائل کا سہارا لیتا رہے وہ سنی دیوبندی کہلانے کا مستحق نہیں ہے، ان ہی عقائد میں ایک عقیدہ حیاۃ النبیؐ کا بھی ہے کہ آپؐ اپنی قبر مبارک میں حیات ہیں اور صلوة و سلام سنتے ہیں، جمہور اہل اسلام کا یہی عقیدہ ہے اور المہند علمی المہند میں بھی مختصر اور درج ہے۔ تقریباً سن ۱۳۷۲ھ تک یہ مسئلہ

متفق علیہ رہا پھر حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری مرحوم جو اب زندہ نہیں ہیں ہم ان کے بارہ میں کچھ لکھنا نہیں چاہتے تھے لیکن ان کی جماعت کے لوگ حقائق کو مسخ کر رہے ہیں اس لیے یہ مختصر وضاحت لکھی جا رہی ہے شاہ صاحب پہلے خود بھی اسی عقیدہ کے قائل تھے حتیٰ کہ مدرسہ نصرت العلوم میں ایک جلسہ عام میں انہوں نے اس عقیدہ کا برملا اظہار کیا تھا، بعد میں جمہور سے اختلاف کرتے ہوئے انہوں نے اس مسئلہ کا شدت کے ساتھ رد کیا اور جمہور علماء امت اور اکابر علماء دیوبند سے علیحدہ موقف اپنایا تو علماء نے اس مسئلہ پر کلام کیا اور فتوے جاری کئے، ہم یہاں اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی بجائے دارالعلوم دیوبند کا ایک فتویٰ درج کرتے ہیں جو اتفاق سے حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری مرحوم کے استاد محترم کے قلم حق رقم سے جاری ہوا اور پھر یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اپنے استاد محترم کے خلاف کون چلا، اپنے اکابر کے برعکس کس نے موقف اختیار کیا اور یہ بھی کہ دارالعلوم دیوبند کے فتویٰ کے خلاف راہ اختیار کرنے والا دیوبندی کیونکر رہا جسے دارالعلوم دیوبند کا دارالافتاء ہی اہلسنت والجماعت سے خارج کر دے اسے ماوثا کون ہوتے ہیں سنی دیوبندی بنانے والے۔ ملاحظہ فرمائیں حضرت مولانا مفتی مہدی حسن رقمطراز ہیں۔۔۔

الجواب هو المصوب

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار مبارک میں بحسد موجود اور حیات ہیں، آپ کے مزار مبارک کے پاس کھڑے ہو کر جو سلام کرتا ہے اور درود پڑھتا ہے آپ خود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں، ہمارے کان نہیں کہ ہم نہیں، آپ اپنے مزار میں حیات ہیں، مزار مبارک کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق بحسد و روح ہے جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے، وہ بدعتی ہے، خراب عقیدے والا ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے، یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے حدیث میں آتا ہے ان اللہ حرم علی الارض ان تا کل اجساد الانبیاء۔ الحدیث وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عنق قبری سمعته ومن صلی علی من بعید اعلمته رواہ ابو الشیخ وسندہ جیدہ القول البدیع ص ۱۶۶ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء (صلوات اللہ علیہم) احياء فی قبورهم یصلون رواہ ابن عدی والبیہقی وغیرہما (شفاء القام ص ۱۳۳) دو تین حدیثیں نقل کر دی ہیں، اس باب میں بکثرت احادیث وارد ہیں جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور جو انکار کرتا ہے بدعتی اور خارج اہلسنت والجماعت ہے غرض پڑھنے والے کو ثواب بھی پہنچتا ہے اور مزار مبارک کے قریب پڑھنے سے آپ سنتے بھی ہیں اور اپنے مزار مبارک

میں مجسّمہ موجود ہیں اور حیات ہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (کتبہ السید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۳/۵/۷۶ھ مہر دارالعلوم دیوبند)

معلوم ہوا کہ جو لوگ حیاۃ النبی کے منکر ہیں وہ اس فتویٰ کی رو سے دیوبندی تو کجا اہلسنت والجماعت سے ہی خارج ہیں، بدعتی اور گمراہ عقیدے والے ہیں، ان کے پیچھے نماز بھی مکروہ ہے، مضمون نگار نے قاری طیب کا ایک حوالہ بھی پیش کیا ہے اور اس حوالہ کے ضمن میں ایسے نظریہ کے حامل شخص کو سنی دیوبندی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ قاری صاحب کے حوالہ کے اختتامی الفاظ بڑی گہرائی سے مطالعہ کے قابل ہیں جس میں وہ لکھتے ہیں ”اس لیے انہیں (سید عنایت اللہ شاہ کو) ان کے حال پر چھوڑ کر سکوت اختیار کر لیا جانا ہی قرین مصلحت اور جانہیں کیلئے مفید ثابت ہوگا“ (خطبات حکیم الاسلام ص ۴۳۶ ج ۸ بحوالہ مضمون مذکور) قاری صاحب نے مصلحت کی بات کی ہے فتویٰ کی بات نہیں کی، یاد رہے کہ عمل کیلئے فتویٰ کی بات معتبر ہوتی ہے جو انہی کے زیر اہتمام ان کے دارالعلوم دیوبند سے جاری ہو چکا ہے لہذا قاری صاحب کی اس بات کو زیادہ سے زیادہ طعن و تشنیع سے رکنے اور حسن ظن پر محمول کیا جاسکتا ہے کیونکہ قاری طیب کا موقف وہی ہے جو انہوں نے تسکین الصدور پر تقریظ میں لکھا ہے ملاحظہ فرمائیں ”(اس میں) جن جن مسائل پر کلام کیا گیا ہے وہ اپنی جگہ نہ صرف یہ کہ اہلسنت والجماعت کے مسلک اور مذہب منصور کے مطابق ہی نہیں بلکہ فی نفسہ اپنی تحقیقی رنگ کی وجہ سے پوری جامعیت کے ساتھ منضبط ہو گئے ہیں“۔۔۔ (ص ۲۰) گویا انہوں نے عقیدہ حیاۃ النبی کو مسلک اہلسنت والجماعت اور مذہب منصور قرار دیا ہے، اس سلسلہ میں قاری طیب کی چشم کشا قریب وہ بھی ہے جو انہوں نے مولانا خیر محمد جالندھری کے نام اپنے ایک خط میں لکھی، قاری صاحب نے اس میں دیوبندیت کا معیار کسے قرار دیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

”۔۔۔۔۔ مسئلہ زیر بحث (حیاۃ النبی) میں جہاں تک اپنے بزرگوں کی کتابوں، فتاویٰ، مقالات اور متواتر ذوق کا تعلق ہے دیوبندیت تو یہی ہے کہ برزخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات دنیوی کے ساتھ زندہ مانا جائے“۔۔۔۔۔ نیز ”دیوبندیت تو حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حیات دنیوی ہی ہے جو برزخ میں قائم ہے“ فقط محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۸۷) لہذا قاری صاحب کی طرف یہ نسبت کہ انہوں نے شاہ صاحب کو سنی دیوبندی قرار دیا ہے مذکورہ بالا حوالوں کی وجہ سے بالکل درست نہیں ہے، اس کے بعد بھی اگر کوئی یہ کہے کہ دیوبندیت کے ٹھیکیدار فلاں و فلاں ہیں تو یہ سوائے کج فہمی کے اور کیا ہو سکتا ہے، ہم دیوبندیت کے اصل ٹھیکیداروں کا ایک حوالہ مزید پیش کیے دیتے ہیں جس میں

بالکل صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ حیاۃ النبیؐ کا منکر دیوبندی نہیں۔ یہ حوالہ ماہنامہ پیام مشرق لاہور جلد نمبر ۳۰ شمارہ نمبر ۴ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ بمطابق ستمبر ۱۹۶۰ء میں بعنوان ”مسئلہ حیات النبیؐ کے متعلق دور حاضر کے اکابر علماء دیوبند کا مسلک اور ان کا متفقہ اعلان“ شائع ہو چکا ہے جس پر ان دس اکابرین کے دستخط بھی درج ہیں (۱) مولانا محمد یوسف بنوری۔ (۲) مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک۔ (۳) مولانا محمد صادق بہاولپور۔ (۴) مولانا ظفر احمد عثمانی۔ (۵) مولانا شمس الحق افغانی۔ (۶) مولانا محمد ادریس کاندھلوی۔ (۷) مولانا مفتی محمد حسن۔ (۸) مولانا رسول خان۔ (۹) مولانا مفتی محمد شفیع۔ (۱۰) مولانا احمد علی لاہوری۔ لکھتے ہیں ----

”حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اکابر علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زند ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ یعنی محفوظ ہیں اور جسد غصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیاۃ حاصل ہے اور حیاۃ دنیوی کے مماثل ہے۔ صرف یہ کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس میں جو درود پڑھا جاوے بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہلسنت والجماعت کا مسلک ہے، اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء پر ’آب حیات‘ کے نام سے موجود ہے، حضرت مولانا ظلیل احمد صاحبؒ جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ ”المہند علی المقند“ بھی اہل انصاف اور اہل بصیرت کیلئے کافی ہے، اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں والہ

يقول الحق وهو يهدي السبيل۔ (بلفظہ)

امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ، قائد اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین مدظلہ اور مناظر اسلام حضرت مولانا امین صفدر اداکوڑویؒ تو ان اکابر کی ہی عبارتیں نقل کرنے اور ان کو بیان کرنے کی وجہ سے مفت میں بدنام ہو گئے وگرنہ دیوبندیت کے ٹھیکیدار نہ تو یہ خود ہیں اور نہ ان کے شاگرد بلکہ دیوبندیت کے اصل ٹھیکیدار اکابر علماء دیوبند اور خود دار العلوم دیوبند کا دارالافتاء ہے، فریق مخالف کو چاہیے کہ ان کو، کو سے جنہوں نے متفقہ طور پر انہیں دیوبندیت سے نکال باہر کیا ہے۔

دل کو نہیں حقیقت دل کو بغور دیکھ

یہ ہی تو ہے وہ قطرہ کہ دریا کہیں جسے

تجم صاحب نے شاہ صاحب کو دیوبندی ثابت کرنے کیلئے ص ۴۲ پر ایک نہایت ہی انوکھا استدلال

کیا ہے لکھتے ہیں ”جبکہ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صاحب مفسر شاہ جی کے متعلق لکھتے ہیں ”شیخ التفسیر حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری“ (دیکھئے راہ سنت طبع ہفتم ۱۹۶۷ء ص ۸) بھلا اس ادھورے بٹلے سے شاہ صاحب کا دیوبندی ہونا کہاں ثابت ہوتا ہے یہ تو وہی بات ہوئی کہ لا یقصر بوا الصلوۃ بس وانتم مسکونی کو چھوڑ دیا جائے۔ بخاری مرحوم کے نظریہ کے خلاف لکھی گئی ”تسکین الصدور“ ساری کی ساری ہی نظر انداز کر دی گئی اور صرف ان کو شیخ التفسیر حضرت مولانا لکھ دینے سے وہ دیوبندی ہو گئے حالانکہ حیاۃ النبی کے مسئلہ میں شاہ صاحب کے جارحانہ اختلاف کے بعد راہ سنت سے ان کا نام خارج بھی کر دیا گیا تھا۔

تبسم صاحب نے اپنے مضمون میں حافظ سید محمد اکبر شاہ بخاری صاحب کے بہت سے حوالے دئے ہیں، ان کی تحقیق کے متعلق ہم شروع میں بھی عرض کر چکے ہیں انہوں نے اپنی کتاب ”تذکرہ اولیائے دیوبند ص ۳۳۹“ پر پیر مرہ علی شاہ مرحوم کا مستقل تذکرہ کیا ہے، کیا فریق مخالف کو یہ بات بھی تسلیم ہے کہ پیر مرہ علی شاہ دیوبندیوں کے اولیاء میں سے تھے جنہوں نے عنایت اللہ بخاری مرحوم کے مرشد مولانا حسین علی سے مناظرہ کیا اور اس سلسلے میں تو لوگ بڑی بڑی داستانیں بھی سناتے ہیں۔

فاضل مضمون نگار نے اپنے مضمون میں فیوضات حسنی کے من پسند اور ادھورے اقتباسات بھی نقل کئے ہیں مثلاً لکھتے ہیں ”حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی صاحب فرماتے ہیں کہ مولانا حسین علی کے آخری دور کے متوسلین میں سے مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب گجرات والے بھی ہیں، مولانا عنایت اللہ شاہ بخاری کو حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب سے اور مولانا مفتی مہدی حسن صاحب اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب سے تلمذ حاصل ہے“ (مقدمہ فیوضات حسنی ص ۳۵) یہ اقتباس بظاہر ایک ہی معلوم ہوتا ہے لیکن فاضل محقق نے درمیان سے پورے ایک صفحے کی عبارت گول کر دی ہے یہاں مکمل اقتباس نقل کیا جاتا ہے تاکہ تحقیق اور قطع و برید کی قلعی کھل جائے اور اصل حقائق بھی سامنے آجائیں۔ حضرت صوفی صاحب مدظلہ کی اصل عبارت تسلسل کے ساتھ یوں ہے ----

”حضرت مولانا حسین علی کے آخری دور کے متوسلین میں سے مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب گجرات والے بھی ہیں، ان کو حضرت سے کچھ زیادہ استفادہ کا موقع نہیں مل سکا، بڑے ذہین اور خوش آواز ہیں، مقرر اور واعظ بھی بڑے درجے کے ہیں، برصغیر کی تقسیم سے قبل مجلس احرار اسلام کے ساتھ وابستہ رہے ہیں اور بڑی سرگرمی سے کام کرتے رہے ہیں، ایک زمانہ میں صوبہ پنجاب کی مجلس احرار اسلام کے صدر رہے چکے ہیں آخر میں کچھ اندرونی اختلافات کی بناء پر مجلس سے کنارہ کش ہو گئے، کم و بیش ربع صدی سے گجرات کا لری دروازہ کی جامع مسجد کے خطیب ہیں تبلیغ میں بڑا انہماک ہے، اہل بدعت کے خلاف ایک دور میں

پورے صوبہ میں ان کا طوطی بولتا تھا بالآخر مسئلہ حیاۃ النبیؐ میں ان کے بے جا اصرار نے ان کے وقار کو بہت کچھ کم کر دیا تھا، شاہ صاحب جس درجہ کے ذہین اور اپنے اعمال و کردار میں متوازن معلوم ہوتے تھے، اتنا ہی خلاف توقع انہوں نے ایک ایسے مسئلے میں اس قدر شدت سے اختلاف کیا جس کی قطعاً توقع نہ تھی، ایک ایسا مسئلہ جس پر تقریباً تمام جماعت علماء دیوبند کا اتفاق چلا آ رہا تھا اور کسی قسم کا شبہ اس مسئلہ میں پیدا نہ ہوا تھا، اگر شاہ صاحب کی تحقیق میں اس مسئلہ میں انہیں اختلاف پیدا ہو گیا تھا تو انہیں یہ بات ہرگز مناسب نہ تھی کہ وہ اس مسئلہ کو اسٹیج پر لا کر دیوبندی جماعت میں تفریق و انتشار کا باعث بننے، مسائل کی تحقیق میں اختلاف علماء میں ہر زمانہ میں ہوا ہے اور ہوتا رہے گا، یہ کوئی عیب کی بات نہیں بلکہ قباحت اس میں ہے کہ اس قسم کے مسائل میں ادا کیا جائے کہ بس جو بات میری سمجھ میں آگئی ہے حق وہی ہے اور دوسرے باطل پر ہیں کیا یہ مسئلہ مشہور بین الاقوام نہیں کہ سامع موتی کے بارہ میں حضرات صحابہ کرامؓ سے لیکرامت کے اندر دونوں قسم کے خیالات پائے جاتے ہیں، کسی نے سامع اموات کا اعتقاد رکھا اور کسی نے انکار کیا لیکن دوسرے اعتقاد والے کو گمراہ اور بدعتیہ نہیں کہا، مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ شاہ صاحب قائلین سامع کو ”ابو جہل کا نمبر“ تک اپنی تقریروں میں کہنے سے بھی گریز نہیں کرتے، اک زمانہ تک قرآن کریم کی وہ آیات جو کہ شاہ صاحب اہل بدعت اور مشرکین دور حاضر کے خلاف پیش کرتے تھے اب وہی آیات عقیدہ حیات النبیؐ کو ماننے والوں اور سامع موتی کے قائلین کے خلاف چسپاں کرتے ہیں کیا یہ انتہاء پسندی نہیں؟ سامع موتی کے قائل تو حضرت عمرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ بھی ہیں اور امت کے بہت سے جلیل القدر ائمہ دین بھی ہیں بلکہ جمہور ائمہ کرامؓ سامع موتی کے قائل ہیں، کیا یہ سب ابو جہل کا نمبر ہے؟ یہ باتیں اگر کسی اور آدمی سے سرزد ہوتیں تو شاید وہ درخور اعتناء نہ کیا جاتا لیکن ایک ایسا عالم دین جس کو بڑے بڑے اکابر سے شرف تلمذ حاصل ہو جیسا کہ مولانا عنایت اللہ صاحب کو حضرت مولانا سید انور شاہ صاحبؒ سے اور مولانا مفتی مہدی حسن صاحب اور مفتی کفایت اللہ صاحبؒ سے تلمذ حاصل ہے، اگر مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب کا المہند جس کو مرتب کرنے والے حضرت مولانا غلیل احمد سہارنپوریؒ ہیں اور جس پر حضرت شیخ الہندؒ سے لیکر حضرت مفتی کفایت اللہؒ تک تمام ذمہ دار حضرات کے دستخط موجود ہیں اس پر اطمینان نہیں تھا تو اس کے اظہار کی یہ صورت تو کسی طرح بھی اچھی نہیں تھی، اگر شاہ صاحب کا یہ اختلاف نفسانیت اور ضد کی وجہ سے نہیں تو پھر بڑے افسوس کا مقام ہے کہ اس کو اس قدر ایمان اور کفر کا مدار بنا کر اسٹیج پر پیش کیا گیا اور جماعت کے عظیم کام میں رخنہ اندازی کی گئی، کیا اچھا ہوتا کہ شاہ صاحب اپنی تحقیقات کو اپنے پاس رکھتے اور اس پر ایسا بے جا اصرار نہ کرتے۔ ہمارے خیال میں تمام اکابر خواہ وہ مولانا حسین علیؒ یا مولانا حسین احمد مدنیؒ یا مولانا اشرف علی تھانویؒ ہوں یا مولانا سید انور

شاہ کشمیری، مولانا نانوتوی، مولانا گنگوہی، مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا ظلیل احمد اور مولانا احمد علی لانہوری ہوں یہ تمام حضرات کتب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستفید ہونے والے تھے اور حضرات صحابہ، تابعین اور ائمہ دین کے نقش قدم پر تھے اور سب اہل حق میں سے ہیں، ان کا بعض مسائل میں ایک دوسرے سے اختلاف بھی ہوا ہے اور ہو سکتا ہے لیکن کیا یہ اس اختلاف کی بناء پر اس حد تک چلے جائیں کہ دوسرے کو اہل باطل اور اہل بدعت کے زمرہ میں شامل کر دیں العیاذ باللہ۔

بادۂ ساغرت از خونِ دل یاراں است

وائے اغیار اگر ایں اجر وفا داراں است

(مقدمہ فیوضات حسینی ص ۴۳، ۴۵)

قارئین کرام اس طویل اقتباس کو پڑھنے کے بعد خود فیصلہ فرمائیں کہ سماع موتی کے قائلین کو ابو جہل کا نمبر قرار دینے والا جس میں صحابہ کرام، تابعین اور جمہور علماء امت سب ہی شامل ہوں سنی اور دیوبندی جماعت کا ممبر کیسے رہ سکتا ہے، حضرت عمرؓ تو خلیفہ راشد بھی ہیں، ان کا ہر عمل سنت کا درجہ پاتا ہے علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهديين۔

باقی کسی کا دیوبندی کہلانا یا کسی کا کسی کو دیوبندی لکھ دینا یا دیوبند کا فاضل ہونا یا صدر مناظر ہونا یا سیاست میں دیوبندی علماء کا ساتھ دینا یا خواب میں کسی دیوبندی بزرگ کے ساتھ بیٹھا ہوا ہونا وغیرہ باتوں سے آدمی دیوبندی مسلک کا نہیں ہو جاتا کیونکہ امتی کا خواب تو ویسے ہی حجت شرعیہ نہیں، اگر خواب میں کسی دیوبندی بزرگ کے ساتھ کوئی غیر مسلک کا آدمی نظر آ جائے تو اس سے وہ دیوبندی کیسے ثابت ہو سکتا ہے؟ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی زیر صدارت مظہر علی اظہر شیعہ نے لاہور میں متحدہ کے خلاف ایک گھنٹہ تقریر کی تھی حتیٰ کہ اس کا جنازہ بھی مولانا عبید اللہ انورؒ نے پڑھایا تھا اور پھر مسٹر جناح کا جنازہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے پڑھایا، کیا ان کو بھی دیوبندی تسلیم کر لیا جائے؟ سیاست میں علماء دیوبند کا ساتھ ہر فرقہ نے دیا ہے کیا ان سب کو دیوبندی مان لیا جائے؟ دیوبند کے کئی فضلاء غیر مقلد، بریلوی، شیعہ وغیرہ فرقوں میں چلے گئے کیا ان کو بھی دیوبندی کہا جائے گا؟ مولانا غلام اللہ خانؒ کا شاگرد اور نگزیب جو بریلوی ہوا اور برطانوی راج پر اپنے آپ کو ان کا شاگرد ظاہر کرتا تھا، خود ہمارے گوجرانوالہ کا مفتی بشیر حسین مرحوم دارالعلوم دیوبند کا فاضل تھا اور اپنے آپ کو آخر تک دارالعلوم کا فاضل کہتا اور لکھتارہا لیکن اس نے بریلوی مسلک اختیار کر لیا تھا، کیا محض دیوبند کے فاضل ہونے کی وجہ سے جبکہ اس کے سر پر بھی اکابر علماء دیوبند نے ہی دستار باندھی تھی وہ پھر بھی دیوبندی جماعت میں شامل سمجھا جائے گا؟ قطعاً نہیں بلکہ دیوبندی جماعت میں شامل رہنے کیلئے اس کے اصل

ٹھیکیداروں کی اسی کسوٹی پر عملدرآمد ضروری ہے جو خود سید عنایت اللہ شاہ بخاری مرحوم کے اساتذہ نے مقرر کی ہے۔ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ پر پھبتیاں کسنے والے بتائیں کہ اساتذہ کا احترام کون نہیں کرتا، اپنے بزرگوں اور اپنے پیروں اور پیروں کے مرشدوں کے نظریات کی دھجیاں کس نے اڑائیں؟ علماء دیوبند کے معتمد مولانا محمد علی جالندھرؒ فاضل دیوبند کے منہ پر طمانچہ کس نے رسید کیا؟ کیا شیخ الغفر صاحب کا یہ اخلاقی حدود اور بوجہ ہے؟ اور اس کے باوجود بھی وہ سنی دیوبندی ہی کہلائیں گے؟

بے دلی ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق

بے بسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں

ایک عرصہ تک نعرہ توحید میں قائلین سماع کے مشرک ہونے کا فتویٰ چھپتا رہا، کیا اس میں صحابہؓ، تابعینؓ، جمہور علماء امت اور خصوصاً سید عنایت اللہ شاہ مرحوم کے اساتذہ، پیر کے مرشد بھی شامل ہیں یا نہیں؟ ان کے شامل ہونے کی صورت میں احترام استاد و مرشد یا ان کی آل اولاد کی مکرم کا درس دینے والے کیا خود اس کی زد میں نہیں آئیں گے؟

فریب دے کے لیا دل تو کیا کیا تم نے

بتائیں ہم تمہیں آتا نہیں اگر لینا

فاضل مضمون نویس نے اپنے مضمون کا مدار ان سات علماء کو ٹھہرایا ہے۔۔۔۔

(۱) رئیس المفسرین فانی التوحید حضرت مولانا غلام حسین علی پنجابی الوانی۔

(۲) شیخ الغفر حضرت مولانا قاضی نور محمد امیر اول جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان۔

(۳) شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان۔

(۴) شیخ القرآن حضرت مولانا محمد طاہر بیچ پیری۔

(۵) شیخ الغفر والحدیث حضرت مولانا قاضی شمس الدین۔

(۶) پیر طریقت خطیب اسلام حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری۔

(۷) شیخ الغفر والحدیث حضرت مولانا عبد الغنی الجاروی۔

ان سات حضرات کو دیوبندی ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا لا حاصل زور صرف کیا گیا ہے جس کیلئے کانت تراش سے حوالے بھی پیش کئے گئے حالانکہ ان سات حضرات میں سے اکثر و بیشتر حضرات مسئلہ حیاۃ النبیؐ میں سید عنایت اللہ شاہ بخاری مرحوم سے متفق ہی نہ تھے۔

تیمم صاحب نے اپنے مضمون ص ۳۳ پر بڑی چالاکی سے یہ بات لکھ کر عقیدہ حیاۃ النبیؐ اور سماع موتی کو آپس میں خلط ملط کر دیا تاکہ نتیجہ ان کی مرضی کا برآمد ہو ”لکھتے ہیں ہم نے ان (سات) حضرات کو (دیوبندی ثابت کرنے کیلئے) اس لئے منتخب کیا ہے کہ یہ سب جمعیت اشاعت التوحید والنتہ کے سرکردہ افراد ہیں اور موخر الذکر پانچ بزرگ تو مسئلہ حیات و سماع اموات کے اختلاف کے وقت نہ صرف حیات تھے بلکہ مخالفین کے نزدیک اس اختلاف میں مکمل فریق تھے یا کم از کم شریک ضرور تھے اور بعد میں بھی کافی عرصہ تک حیات رہے“

قارئین کرام غور فرمائیں حیات النبیؐ میں اختلاف تقریباً ۱۳۷۴ھ میں واقع ہوا جبکہ عام سماع اموات کا اختلاف صحابہ کرامؓ کے دور سے چلا آ رہا ہے اس وقت یہ بزرگ کہاں حیات تھے؟ حقیقت میں حیاۃ النبیؐ اور عام سماع اموات کو یکساں ظاہر کرنا ہی بہت بڑا فریب ہے کیونکہ حیاۃ النبیؐ کے منکر کو اہل سنت والجماعت اور دیوبندی جماعت سے خارج سمجھا جاتا ہے جبکہ عام اموات کے سماع کے منکر کو نہ تو اہل سنت والجماعت سے خارج سمجھا جاتا ہے اور نہ ہی دیوبندی سے، اس میں صرف رائج اور مرجوح کی بات کی جاتی ہے، جمہور علماء امت سماع موتی کے مسلک کو رائج قرار دیتے ہیں جبکہ دیگر حضرات عدم سماع اموات کو۔

فاضل مضمون نگار منکرین حیاۃ النبیؐ کو منکرین سماع اموات کے ساتھ برابر قرار دیکر نتیجہ یہ نکالنا چاہتے ہیں کہ یہ دونوں قسم کے لوگ اہل سنت والجماعت اور دیوبندی ہیں، اسے کہتے ہیں ذوتے کو نکلے کا سہارا۔
تیمم صاحب ص ۳۲ پر یہ بھی لکھتے ہیں ---- ”جمعیت اشاعت التوحید بھی دیوبندی ہی شمار ہوگی کیونکہ اس کے عقائد و نظریات وہی ہیں جو علمائے دیوبند کے ہیں اور اس جماعت کے بانی بھی علمائے دیوبند ہی میں سے ہیں۔۔۔۔۔“

قارئین کرام یہ ایک خوشنالیل ہے گزشتہ بحث سے آپ سمجھ چکے ہیں کہ ایسا دعویٰ درست نہیں ہے، جمعیت اشاعت التوحید والنتہ میں دونوں قسم کے لوگ شامل ہیں، حیات النبیؐ کے قائل بھی اور منکرین بھی، جو لوگ عقیدہ حیاۃ النبیؐ کو تسلیم کرتے ہیں، وہ اہل سنت والجماعت اور دیوبندی میں شامل ہیں اور جو تسلیم نہیں کرتے وہ اکابر علماء دیوبند کے متفقہ فیصلہ کے مطابق شامل نہیں بلکہ یہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔

ذیل میں تیمم صاحب کے منتخب کردہ حضرات کے اقوال و تحریریں اور نظریات کا کچھ نمونہ پیش کیا جاتا ہے جس سے واضح ہو جائے گا کہ یہ لوگ جمہور علماء امت کے ساتھ مسئلہ حیاۃ النبیؐ میں متفق تھے گو عام سماع اموات کے قائل نہ تھے لہذا دونوں کا حکم جدا جدا ہوگا۔

(۱) حضرت مولانا حسین علی پنجابی الوانیؒ کا نظریہ

مقدمہ فیوضات حسینی ص ۵۱ پر لکھا ہے ”مسئلہ سماع موتی کے بارہ میں حضرت مولانا حسین علیؒ کی ذاتی رائے عدم سماع کی طرف معلوم ہوتی ہے جیسا کہ تحریرات حدیث میں اس پر پوری بحث موجود ہے لیکن اس کے ساتھ جمہور کے مسلک کو بھی بڑے شرح صدر کے ساتھ آپ نے لکھا ہے (لکھتے ہیں) و نؤمن بسان المیت يعرف من يزوره اذا اتاه و آكده يوم الجمعة بعد طلوع الفجر قبل طلوع الشمس (تحریرات حدیث ص ۲۵۷) ”اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ میت پہنچاتا ہے جو اس کی زیارت کیلئے جاتا ہے اور یہ بات بروز جمعہ طلوع فجر کے بعد اور سورج نکلنے سے قبل بہت زیادہ نمایاں ہوتی ہے“ جس سے آپ کی انصاف پسندی اور جمہور کے مسلک کا احترام صاف ظاہر ہے۔

آپ کے استاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا بھی یہی نظریہ تھا کہ ”انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۱۰۰ طبع دہلی)

(۲) حضرت مولانا قاضی نور محمدؒ کا نظریہ

قاضی صاحب کے متعلق فاضل مضمون نگار نے مقدمہ فیوضات حسینی کا جو اقتباس اپنے مطلب کا نقل کیا اس سے آگے یہ بھی درج ہے، حضرت صوفی صاحب لکھتے ہیں (قاضی نور محمدؒ) مسئلہ حیات النبیؐ میں علماء دیوبند کے طرفدار تھے چنانچہ ایک دفعہ ہمارے سامنے کی بات ہے کہ حدیث سماع کا ذکر تھا (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ من صلی عند قبری سمعته ومن صلی نائبا ابلفته) تو قاضی صاحب مرحوم فرمانے لگے کہ جس حدیث کے بارہ میں ملا علی قاریؒ، حافظ ابن القیمؒ، امام ابن تیمیہؒ، سخاویؒ اور حافظ ابن حجرؒ جیسے بزرگوں نے یہ کہا ہے کہ یہ صحیح ہے، اگر ہم کہیں کہ یہ صحیح نہیں تو کوئی دانشمندی کی بات نہ ہوگی۔ اور اسی طرح آپ نے صاف الفاظ میں یہ فرمایا کہ ”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی قبر مبارک میں حیات حاصل ہے، ایسی حیات کہ جس سے اپنی قبر کے پاس صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں باقی کیفیت کا ہمیں علم نہیں، نہ اس کی کیفیت کے معلوم کرنے کے ہم مکلف ہیں۔“ (مقدمہ فیوضات حسینی ص ۳۶) نیز آپ نے اسی مسئلہ میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ کے ۲۲ جون ۱۹۶۲ء کے محاکمہ پر بھی دستخط ثبت فرمائے تھے جس پر مولانا غلام اللہ خانؒ اور مولانا محمد علی جالندھریؒ کے بھی دستخط ہیں۔

(۳) حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ کا نظریہ

(۱) وفات کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں متعلق روح حیات

حاصل ہے اور اسی حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں۔“ (ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ماہ اگست سن ۱۹۶۲ء)

(۲) آپ ہی کے زیر اہتمام تعلیم القرآن کے دارالافتاء سے ۲۷ صفر ۱۳۷۹ھ میں مولانا مفتی عبدالرشید نے حیاۃ النبی کا فتویٰ جاری کیا تھا جس میں صاف موجود ہے ”عند القمر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا سماع بلاشبہ ثابت ہے خصوصاً سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام بہت بلند ہے اور آپ کے سماع میں تو کوئی شبہ ہی نہیں۔“ (ماہنامہ تعلیم القرآن ستمبر ۱۹۵۹ء) گویا یہ فتویٰ آپ ہی کی سرپرستی اور رضا سے جاری ہوا تھا جس پر آپ نے الجواب صحیح کے بعد لاشی غلام اللہ خان کے دستخط بھی کئے۔

(۳) مدرسہ نصرت العلوم کی انجمن کے صدر میاں محمد عارف ایڈووکیٹ اس بات کے راوی اور یحییٰ شاہد ہیں، ہر آدمی ان سے تصدیق کر سکتا ہے کہ مولانا غلام اللہ خان نے اپنے ہندوستان کے سفر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرتے اور روتے ہوئے اپنے ارد گرد کھڑے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ تم سب لوگ گواہ رہنا کہ میرا عقیدہ وہی ہے جو اس قبر والے کا ہے۔

(۴) حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ کا نظریہ

مسالک العلماء کے آخر میں قاضی صاحبؒ یہ سرخی قائم کرتے ہیں ”ہمارا موقف“ پھر اس کے ذیل میں لکھتے ہیں (ہم)۔۔۔۔۔ ”سلام عند القبر کے جواز ہی کے قائل نہیں بلکہ اس کو باعث ہزار سعادت سمجھتے ہیں“ چند سطروں کے بعد مزید لکھتے ہیں۔۔۔۔۔ ”حیات انبیاء علیہم السلام کا تو وہی معنی ہے جس کی نوعیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حیات شہداء کی تفسیر میں بیان فرمادی اور کیفیت میں وہ حیات شہداء سے بھی افضل و اکمل ہے مگر بایں ہمہ ارواح طیبہ کا ابدان مبارکہ سے تعلق جس کی کنہ ہم نہیں جانتے اس کو تسلیم کرتے ہیں واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ ایمان کیلئے ہم اتنا کافی سمجھتے ہیں کہ ایک شخص یہ یقین کرے کہ انبیاء علیہم السلام دنیا سے رخصت ہونے کے بعد زندہ ہیں جس کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔“ (مسالک العلماء فی حیاۃ الانبیاء طبع اول ض ۱۶۷ و ۱۶۸) قاضی صاحب اور سواتی برادران کی استادی شاگردی کی بات ابتداء مضمون میں لکھی جا چکی ہے البتہ ان کے جنازے کا آنکھوں دیکھا حال بھی لکھا جاتا ہے، حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ کے جنازے میں سواتی برادران اور ان کے صاحبزادگان شریک ہوئے، احقر بھی شریک تھا کیونکہ وہ حیات النبی کے قائل تھے، شیرانوالہ باغ میں جنازہ سے پہلے لاؤڈ سپیکر پر یہ اعلان کیا گیا کہ نماز جنازہ شیخ الحدیث و التفسیر حضرت مولانا قاضی عصمت اللہ صاحب پڑھائیں گے چونکہ وہ بھی حیاۃ النبی کے سلسلہ میں اپنے والد محترم قاضی نور

محمد والا ہی موقف رکھتے ہیں لہذا لوگ مطمئن رہے لیکن جب صفیں بن گئیں تو عین وقت پر سید عنایت اللہ شاہ بخاری مرحوم کو آگے کر دیا گیا گویا کہ لوگوں کے ساتھ دھوکہ کیا گیا پھر شاہ صاحب مرحوم نے جنازہ بھی غیر مقلدانہ طریقے پر پڑھایا، جنازہ میں شریک سینکڑوں لوگ اس پر گواہ ہیں، اس کے باوجود بھی کسی کو قاضی صاحب کے جنازہ میں بخاری مرحوم کی امامت میں نماز جنازہ ادا کرنے پر کونسا یا اس سے بخاری مرحوم کا دیوبندی ثابت کرنا نہایت مشکل فیصلہ ہے۔

(۵) حضرت مولانا محمد طاہر بیچ پیریؒ کا نظریہ

فاضل مضمون نگار نے اپنے مطلب کا تعارفی اقتباس نقل کرنے کے بعد مقدمہ فیوضات حسینی کا یہ حصہ گول کر دیا ”بعض مسائل میں آپ (مولانا طاہر بیچ پیریؒ) کی تحقیقات اور طرز روش فی الجملہ تشدد پسندانہ ہے جس کی وجہ سے تلامذہ کے اذہان پر تیزی کا غلبہ ہو جاتا ہے اور پھر حدود اعتدال کو قائم نہیں رکھ سکتے اور ابتلاء و تشمت کا باعث بن جاتے ہیں، کاش اگر یہ لوگ اکابر کی روش کو ترک نہ کرتے تو کیا اچھا ہوتا۔“ (مقدمہ فیوضات حسینی ص ۳۹)

سید عنایت اللہ شاہ مرحوم کا اپنا مقرر کردہ معیار اہلسنت

تعلیم القرآن جولائی اگست ۱۹۶۰ء ص ۳۲ پر ایک فتویٰ کے آخر میں لکھا ہے --- ”حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خصوصاً سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد الموت سب سے اعلیٰ و ارفع و افضل حیات برزخیہ عطا فرمائی گئی، یہ جمہور اہل سنت و الجماعت کا مسلک ہے اس پر کتاب اللہ احادیث صحیحہ اور ارشادات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم شاہد ہیں“ بلفظہ عنایت اللہ شاہ بخاری عفی عنہ مسجد جامع گجرات۔

اس فتویٰ پر پچاس علماء کرام کی تصدیقات بھی موجود ہیں جن میں مولانا محمد طاہر بیچ پیریؒ، مولانا نصیر الدین غور غشتویؒ، مولانا عبدالرحمن بہبودیؒ، مولانا دلی اللہ انہمی والےؒ، مولانا غلام اللہ خانؒ، مولانا قاضی شمس الدینؒ، مولانا فیض علی شاہؒ، قاضی غلام مصطفیٰ مرجانویؒ، قاضی نور محمدؒ، مولانا محمد امیر سرگودھویؒ، مولانا احمد حسین حجاب بخاریؒ، قاضی عصمت اللہ صاحب وغیرہ علماء کے دستخط بھی موجود ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ سید عنایت اللہ شاہ مرحوم نے جمہور اہل سنت و الجماعت کا جو معیار خود مقرر کیا اور اس پر احادیث صحیحہ اور ارشادات صحابہؓ کی شہادت بھی درج کی اور پھر خود ہی اس کا انکار بھی کر دیا اور اس کے باوجود وہ اہل سنت و الجماعت کے رکن اور دیوبندی ہی رہے فیما للعجب وللضیعة الادب۔

قارئین کرام آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ تبسم صاحب نے جن لوگوں کو دیوبندی ثابت کرنے کیلئے بڑا زور صرف کیا اور جس کیلئے انہیں غلط کاری کا سہارا بھی لینا پڑا یہ لوگ تو مسئلہ حیاۃ النبیؐ میں سید عنایت اللہ شاہ

مرحوم کا ساتھ ہی نہیں دیتے، اگر ساتھ دیتے ہیں تو ان کی یہ تحریریں غلط ہیں، اگر تحریریں صحیح ہیں تو ساتھ دینا غلط ہے، فیصلہ خود ہی کیجئے۔

سمجھنے کو تو وہ سب داستان غم سمجھتے ہیں
جو مطلب کہنے والے کا ہے اس کو کم سمجھتے ہیں

حرف آخر

مسئلہ حیات النبیؐ اور سماع موتی پر تحقیقی اور فیصلہ کن کتابیں امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ العالی خلیفہ مجاز حضرت مولانا حسین علی واں پھراں نے تصنیف فرمائی ہیں، تسکین الصدور پر اس وقت کے بے شمار اکابر علماء دیوبند کی تصدیقات و تقریظات بھی درج ہیں، یہ کتاب اکابر علماء دیوبند کی مشاورت سے نئی تصنیف کی گئی تھی، ان مسائل پر اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ مزید لکھنا کوئی فائدہ مند نہیں۔ فاضل مضمون نگار نے اپنے مضمون میں یہ تاثر دینے کی بھی کوشش کی ہے کہ مولانا سرفراز خان صفدر مناظر نہیں تھے، یہ جھگڑا اور خوش فہمی میں مبتلا رہنے والی باتیں ہیں، جتنا آپ نے تمام فرق باطلہ کے ساتھ ہمہ جہت مقابلہ کیا اس کی مثال جماعت دیوبند میں شاذ و نادر ہی ملے گی، آج تک حضرت کی کتابوں کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکا حتیٰ کہ تسکین الصدور کا جواب لکھنے کی بھی بہت سے لوگوں نے اپنی سی کوشش کی لیکن منہ کی کھائی، آپ کی اکابر علماء دیوبند کی مصدقہ کتابیں آج بھی میدان میں موجود ہیں جس میں بہت بوز و آرمائی کر لے۔

زور بازو آزما شکوہ نہ کر صیاد سے
آج تک کوئی قفس ٹوٹا نہیں فریاد سے

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ نے باوجود صلاحیت کے تقریری مناظرہ کا میدان اختیار ہی نہیں کیا بلکہ تحریری مناظرہ کا میدان اختیار فرمایا جو تقریری کی بنسبت مشکل ہے جس میں آپ نے چوکھی لڑائی لڑی ہے، انہوں نے اگر مولانا قاضی عصمت اللہ صاحب کی طرف تقریری مناظرہ کیلئے سفارش کے طور پر آدمی یا رقعہ بھیجا تو اس میں کوئی عیب والی بات ہے اگر اس سے یہ تاثر دینا مقصود ہے کہ مولانا محمد سرفراز خان صاحب تقریری مناظر نہیں تھے تو یہ بالکل ایسے ہی ہوگا جیسے کوئی کہہ دے کہ قاضی عصمت اللہ صاحب تحریر کے شہسوار نہیں ہیں لکل فن رجال۔

بہر حال ہم نے اختصار کے ساتھ یہ چند باتیں لکھی ہیں تاکہ قارئین کرام کو حقیقت حال تک رسائی آسان ہو جائے اور یہ بھی پتہ چل جائے کہ دیوبندی کون ہے اور مقدمہ فیوضات حسینی کی قطع و برید اور نام نہاد تحقیق کا پردہ بھی چاک ہو جائے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق بات سمجھنے اور پھر اس پر عمل کرنے کی ہم سب کو توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

مگلستان کیلئے رونے سے کچھ بنتا نہیں فانی
نظر میں حسن پیدا کر سنور جائے گا ویرانہ

خلافتِ اشدہ

بِأَمْرِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ ﷺ

حق چارباغ

قَالَ النَّبِيُّ الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ
(حدیث الامیر المومنین)

مظہر حیاتِ نبوی

ما بین

مناظر اہلسنت علامہ محمد امین صفدر اوکاڑوی
مولوی احمد سعید ملتانی صاحب چتر و گڑھی

از

حافظ عبد الجبار سلفی

خطیب جامع مسجد ختم نبوت کھاڑک لاہور

ناشر

ادارہ مظہر التحقیق کھاڑک ملتان روڈ لاہور

فون: 7834038

مولانا امین صفدر اوکاڑوی

”نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم“ میرے دوستو بزرگوا یہ جو محفل اس وقت اکٹھی ہوئی ہے۔ اس میں آنحضرت ﷺ کی قبر میں حیات زیر بحث ہے۔ اور جیسا کہ سردار صاحب نے فرمایا یہاں علماء ہیں یا پھر سردار صاحب کے متعلقین جو دعویٰ اور دلیل کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ کسی مقدمہ میں ایک فریق مدعی ہوتا ہے۔ دوسرا مدعا علیہ ہوتا ہے۔ عدالت ہمیشہ مدعی سے گواہ طلب کرتی ہے۔ اور مدعا علیہ کو اسکے گواہوں پر جرح کا حق دیتی ہے۔ مدعا علیہ نہ کوئی گواہ پیش کرتا ہے۔ اور نہ اس کا یہ حق ہوتا ہے۔ اب اس مسئلہ میں جیسا ہم چاہتے تھے اپنا دعویٰ جناب مولانا احمد سعید صاحب کو لکھ کر بھیج دیا۔ عقیدہ اجماعیہ اہلسنت والجماعت یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجسام مطہرہ و منورہ اپنی قبروں میں الآن و ماکان بالکل محفوظ اور تروتازہ ہیں۔ اور وہ زندہ ہیں۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے۔

اب بات یہ تھی کہ مولانا احمد سعید صاحب بھی اپنا عقیدہ ہمیں لکھ کر بھیجتے۔ عقیدے میں جو بات ہوتی ہے وہ ہوتی ہے اثبات پر پہلو کہ میں یہ بات مانتا ہوں۔ لیکن مولانا نے جو چٹ لکھ کر بھیجی ہے اصول مناظرہ کے مطابق یہ دعویٰ نہیں بلکہ انکار دعویٰ ہے۔ انہوں نے لکھا کہ موت کے بعد قبر ارضی میں نبی پاک ﷺ کو ایسی حیات ثابت نہیں جس طرح دنیا میں ساتھ تھی۔ (فقط احمد سعید)۔ اب سنیں اور سردار صاحب بھی اس نکتے کو اچھی طرح سمجھیں کہ جب انہوں نے اپنا دعویٰ نہیں لکھا اور جب تک وہ دعویٰ لکھ کر نہ دیں۔ انکو کوئی دلیل پیش کر نیکاحق نہیں۔ کیوں کہ دلیل کا نمبر ہمیشہ بعد میں ہوتا ہے۔ اور دعویٰ پہلے لکھا جاتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے دوسری غلطی یہ ہے کہ ہمارے عقیدہ کا انکار کرنا تھا تو انہیں صرف ہمارے دعویٰ کے نیچے یہ الفاظ لکھنے چاہئے تھے کہ اس مدعا علیہ بانی مناظرہ ہیں

عقیدہ کو تسلیم نہیں کرتا۔ انہیں ایک اپنی طرف سے عقیدہ ہماری طرف منسوب کر کے جب ہم بیٹھے ہیں اور ہم نے عقیدہ لکھ کر بھیج دیا ہے۔ اپنی طرف سے کم بیشی کر کر ہمارے ذمہ لگا کر انہیں کوئی قانونی و شرعی حق نہیں ہے۔ اس لئے یا تو سعید صاحب اسی طرح اپنا عقیدہ مثبت الفاظ میں لکھ کر دیں کہ میں رسول پاک ﷺ اور تمام انبیاء کو اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان سمجھتا ہوں یہ اثباتی پہلو ہے۔ یا تو یہ لکھ کر بھیجیں اس پر پھر وہ اپنے دلائل بیان کریں گے۔ اور اگر وہ سرے سے عقیدہ ہی لکھنے سے انکار کر جائیں جیسا کہ اب تک ہو چکا ہے تو الحمد للہ یہ ہمیں پتہ چل گیا کہ علامہ احمد سعید صاحب نے اپنے کھلے خط میں جو فرمایا ہے کہ میرے پاس ستر آیات اور اٹھارہ سوا احادیث ہیں نبی پاک ﷺ کی۔ اب سوال تو یہ ہے کہ وہ آیات بھی دلیلیں ہیں۔ وہ احادیث بھی دلیلیں ہیں۔ وہ دلیلیں ہیں کس دعویٰ پر؟ وہ دعویٰ حضرت لکھ کر کیوں نہیں دے رہے تو اصل بات میں سردار صاحب کی خدمت میں یہی عرض کروں گا کہ جب تک یہ بات نہ ہو (آگے نہیں چلنے دیا جائیگا) دوسرا میں بھی الحمد للہ اس بات کا اہتمام کروں گا کہ کوئی بات ذاتیات کے طور پر علامہ صاحب کے بارے میں کچھ نہ کہوں۔ اور نہ کسی اور صاحب کے بارے میں کہوں۔ تیسری بات یہ ہے کہ یہاں ہم جو لوگ اکٹھے ہوئے ہیں۔

اسمیں ہماری بھی ذمہ داری ہے جو مناظرہ کر رہے ہیں اگر ہمارے مناظرہ سے کوئی ایک شخص بھی ضد چھوڑ جائے تو الحمد للہ ہم کامیاب ہیں۔ اور اگر ہمارے مناظرے کے طریقے سے جو لوگ یہاں بیٹھے ہیں وہ دین سے متنفر ہو کر انھیں تو یہ ہمارا بہت بڑا دین و دنیا کا نقصان ہے۔ اور یہی ذمہ داری جناب سردار صاحب پر بھی ہے کہ اگر ایک مناظر اپنے دعویٰ کے موافق دلائل عرض کر رہا ہے اور دوسرا شخص ادھر ادھر کی باتیں کر رہا ہے۔ تو سردار صاحب کا فرض ہے کہ وہ میں ہوں یا کوئی دوست

ہو۔ انکو روکیں اسکے دو فائدے ہیں ایک تو یہ کہ جیسا سردار صاحب نے فرمایا لوگ ایسے زیادہ ہیں جو واقفیت نہیں رکھتے۔ تو ایسے لوگوں کے سامنے بات جتنی واضح ہوگی وہ سمجھیں گے۔ بات جتنی مخصوص اور مختصر ہوگی اتنا ہی وہ زیادہ سمجھیں گے۔ اس لئے میں اپنے اس دعوے پر سب سے پہلے حضرت محمد ﷺ کا ارشاد پیش کرتا ہوں۔ امام بیہقیؒ اپنی کتاب ”کتاب الانبیاء“ جو ان کی اصل کتاب ہے اس میں فرماتے ہیں۔ قال انس بن مالک قال قال رسول اللہ۔ حضرت انس بن مالکؓ جو آنحضرتؐ کے خادم خاص ہیں فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ“ انبیاء علیہم السلام سب سمجھ رہے ہیں کہ انبیاء نبی کی جمع ہے فی قبورہم۔ قبور لفظ قبر کی جمع ہے۔ احياء اسکا معنی سارے سمجھتے ہیں کہ زندہ ہیں۔ يُصَلُّونَ۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔ محدثین نے حدیثوں کے بارے میں مختلف کتابیں لکھی ہیں۔ بعض وہ کتابیں ہیں جن میں صرف وہ حدیثیں اکٹھی کی ہیں جو متواتر ہیں۔ تو یہ بھی متواتر ہے۔ اِنْ مِنْ جُمْلَةٍ مَا تَوَاتَرَ عَنِ النَّبِيِّ حَيَاةُ الْأَنْبِيَاءِ فِي قُبُورِهِمْ۔ ہمارے پیغمبر پاکؐ سے جو بات اس امت میں تواتر کیسا تھ پہنچی ہیں۔ ان میں یہ بات بھی ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ ”مرقاۃ السعود حاشیہ سنن ابی داؤد“ میں فرماتے ہیں کہ تواتر بھالاخبار“ کہ اس قسم کی حدیثیں متواتر ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ اللہ کے پیغمبر اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اور دوسری کتاب میں فرماتے ہیں ”حَيَاةُ النَّبِيِّ فِي قَبْرِهِ“ قبر میں نبی پاکؐ کی زندگی ”ہو سائوہ الانبیاء“ اور جتنے بھی نبی گزرے ہیں ”معلومہ عندنا علما قطعیا“ اس امت میں قطعی علم کیسا تھ ثابت ہے یہ بات۔ تو دیکھیے میرے دعوے کے مطابق میں نے تین باتیں عرض کرنی تھیں۔ اور ایسی عام فہم کہ جسکو عام آدمی بھی سمجھ جائے کہ نبی

کالفظ آجائے حیاة کالفظ آجائے اور قبر کالفظ آجائے۔ اور الحمد للہ میں نے اپنا دعویٰ اللہ کے نبی کی اس حدیث سے ثابت کر دیا جسکو محدثین نے متواتر تسلیم کر لیا ہے۔ اور متواتر قطعی الثبوت بھی ہوتی ہے اور جو دلالت اسکی ہے وہ بھی قطعی ہے کیوں کہ یہ الفاظ موجود ہیں۔ اب اس بارے میں جناب سعید صاحب کی خدمت میں گزارش کرونگا کہ وہ اپنی تقریر سے پہلے یا تو اپنا عقیدہ لکھ کر دیں جو انکا عقیدہ قرآن کی ستر آیات اور اللہ کے نبی کی اٹھارہ سواحادیثوں میں آتا ہے۔ اور اسکے بعد وہ ستارہ سو نانوائے بیشک رہنے دیں۔ صرف ایک صحیح حدیث پیش کر دیں۔ اور اگر وہ سند پر بحث کرنا چاہیں تو پہلے وہ حدیث بیان کر دیں گے۔ اس کے بعد پہلے میں اپنی سند پر انشاء اللہ العزیز بحث کرونگا۔ کہ اسکے راوی کیسے ہیں اس کے بعد جناب سعید صاحب کی سند پر بحث ہوگی۔ پہلے حدیث لکھنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ حضرات کو ہم بات سمجھا سکیں۔ کیوں کہ بات یہ ہے کہ سند کے راوی پر جس قسم کا اعتراض انکی سند پر ہو سکتا ہو۔ اب اگر وہ میری سند پر کریں یا میں انکی پیش کردہ سند پر ایسا اعتراض کروں جو میری سند پر بھی ہو سکتا ہے تو یہ وقت کو ضائع کرنے کے مترادف ہوگا۔ دیکھیے پچھلے دنوں فیصل آباد کی عدالت میں غیر مقلدین سے مناظرہ ہوا۔ غیر مقلدین نے بھی حدیث پیش کی کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھنی ہم نے بھی پیش کی۔ انہوں نے اعتراض کیا کہ اسکا راوی مدلس ہے۔ میں نے کہا انکی سند میں تین مدلس ہیں۔ تو دیکھیے سمجھنے میں جج صاحب کو کتنی آسانی ہوئی کہ جو اعتراض انہوں نے میری سند پر کیا وہ تین گنا انکی سند پر ہو گیا۔ اس طرح جیسے میں نے حدیث پیش کی کہ انبیاء قبروں میں زندہ ہیں میں نے محدثین جو اہل فن ہیں کیوں کہ محدثین ہی اس فن کو اصل جانتے ہیں۔ جیسے سنار سونے کو پہچانتا ہے۔ ساری دنیا کہتی رہے کہ یہ پیتل ہے اور سنار کہے

کہ سونا ہے اور سنا بھی ایماندار ہے۔ تو ہمیں سنا کی بات ماننی پڑے گی۔ دوسروں کی نہیں۔ علامہ سعید صاحب بھی ایسی ایک حدیث پڑھ دیں ان اٹھارہ سو میں سے کہ اللہ کے سارے پیغمبر معاذ اللہ اپنی قبروں میں مردہ اور بے جان ہیں۔ اور جس طرح میں نے دو محدثین سے اسکا متواتر ہونا ثابت کیا کیوں کہ قرآن کہتا ہے دو شہادتیں پیش کرو اس طرح جناب سعید صاحب اپنی حدیث پیش کرنے کے بعد دو محدثین سے اسکا متواتر ہونا بھی ثابت کریں گے۔ تاکہ برابر کی دلیل سامنے آجائے۔ اور انہیں لفظ اتنے صاف ہوں جیسے میں نے بیان کیے ہیں۔ نبی کا لفظ ہو قبر کا لفظ ہو بے جان اور مردہ کا لفظ ہو (معاذ اللہ) اسکے بعد انشاء اللہ العزیز میں اپنی سند پر بھی بحث کروں گا۔ لیکن جیسا میں نے پہلے عرض کیا ہمارا کمال انہیں یہی ہے کہ ہم بات اتنی

عام فہم کریں کہ سننے والے سارے فائدہ اٹھا سکیں۔ اگر ہم نے ایسی باتیں کیں الفاظ ایسے استعمال کیے جو ان لوگوں کی سمجھ میں نہ آئے تو اسکا تو مطلب ہے پھر ایسی بحث صرف عربی دان اور علماء کی مجلس میں کرنی چاہیے۔ تو حصر میں نے عام فہم الفاظ میں اپنا دعویٰ بیان کر دیا اور جناب سعید صاحب نے ابھی تک ہمیں اپنا دعویٰ لکھ کر نہیں دیا۔ انہوں نے ہمارے دعوے پر انکار کرنے کی کوشش کی لیکن ہمارے نہیں اپنے ہی دعوے پر انکار ثابت ہو گیا۔ اگر انہوں نے ہمارے دعوے کا انکار کرنا تھا تو اصول مناظرہ کے تحت ان کا فرض تھا کہ وہ لکھ کر دیتے کہ یہ عقیدہ نہیں مانتا اور جب تک وہ اپنا عقیدہ بیان نہ کریں تو آپ سب سمجھ چکے ہیں کہ جو شخص اپنا عقیدہ بھی ابھی تک لکھ کر نہیں دے سکا وہ دلائل کیسے بیان کرے گا؟ تو جب تک وہ عقیدہ نہ لکھیں انکو کوئی حق نہیں کہ وہ کوئی آیت یا حدیث پڑھیں۔ کیوں کہ آیت یا حدیث انہوں نے عقیدہ ثابت کرنے کیلئے پڑھنی ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی عدالت نہیں ہے جو دعویٰ دائر نہ ہو اور وہ پہلے ہی

مدعی سے پوچھتی پھرے کہ جا اپنا گواہ لے کر آ دعویٰ بعد میں دائر ہوگا۔ اصول تو یہی ہے۔ اس لئے الحمد للہ میں نے آپ کے سامنے اپنا دعویٰ بھی پیش کر دیا ہے۔ ہمارا لکھا ہوا دعویٰ جناب سعید صاحب کے پاس پہنچ چکا ہے۔ میں نے اس دعوے پر حدیث بھی پیش کر دی اور اتنی عام فہم جسکے کسی ایک لفظ میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اب اسی طریقہ سے جناب سعید صاحب بھی حدیث پیش کریں کہ نبی قبروں میں مردہ بیجان ہیں۔ یہ بات جناب احمد سعید صاحب کے ذمہ ہے۔ اگر وہ قرآن پاک کی صریح آیت سے پیش کر سکتے ہیں کہ جسکے سامنے رکھ دیجائے وہ اردو ترجمہ علماء دیوبند کا دکھادیں۔ کہ فلاں آیت کا ترجمہ علماء دیوبند نے یہ کیا ہے۔ تو ہم ضد نہیں کریں گے ہم تسلیم کریں گے۔ کہ واقعی جناب احمد سعید صاحب نے اپنا مسئلہ آیت سے صحیح ثابت کر دیا۔ جو میں نے حدیث دکھائی ہے اور ترجمہ کیا ہے اول تو کسی کو شبہ ہی نہیں۔ ورنہ میں علماء دیوبند سے اسکا ترجمہ یہی دکھلا سکتا ہوں۔ (ناؤم ختم)

XXXXXXXXXXXX

مولوی احمد سعید صاحب

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ! محترم عزیز شرکائے اجتماع جناب مولانا محمد امین صاحب نے اپنا دعویٰ ثابت کرتے ہوئے افتتاح کیا ہے۔ حدیث رسول اللہ سے خود انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ مدعی ہم ہیں۔ جب مدعی مولانا صاحب بن گئے ہیں تو میں یقیناً منکر بنوں گا انکے دعوے کا۔ میرے اوپر پھر یہ سوال کہ وہ بھی دعویٰ کریں یہ تشکیک الحسین کا مقام میرا خیال ہے۔ آج تک ذی شعور قوم کے اندر نہیں آیا۔ ایک فریق مدعی بن جاتا ہے تو دوسرا فریق اسکے دعوے کا انکار کرتا ہے۔ جب مولانا اپنے آپ کو مدعی بنا چکے

ہیں۔ تو میں یقیناً منکر ہوں انکے دعوے کا۔ انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ نبی پاکؐ اور انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ میں انکار کرتا ہوں کہ شریعت محمدیہ علیہ التحیہ والتسلیم الی یوم القیامت تک اللہ کے پاک پیغمبر کی وفات مقدسہ کے بعد صحیح دلائل کے پیش نظر کوئی اپنا دعویٰ ثابت نہیں کر سکتا کہ اس قبر جس قبر مقدس میں دفن کیا گیا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہؐ کے جسم پاک کو اس قبر کے اندر اسی طرح زندہ ہوں۔ جیسے مولانا صاحب تسلیم کرتے ہیں۔ آخر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جب وہ دعویٰ کرتے ہیں تو میں نے انکار ہی کرنا ہے۔ ہاں جب میں مدعی بنا تو میرے ذمہ ہوگا۔ اپنے

دعوے پر دلائل پیش کرنا۔ ایک غلطی تو یہ ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ حدیث میں نے پیش کی متواتر۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ مولانا قرآن مقدس سے کیوں ناراض ہیں۔ جب فرماتے ہیں کہ میرا عقیدہ ہے۔ عقیدہ کی ابتدا باجماع اصحاب رسول اللہؐ جب قرآن پاک سے ہوتی ہے۔ انہوں نے قرآن مقدس کی آیت یا نص قطعی کیوں نہیں تلاوت کی۔ میرا ان پر یہ اعتراض ہے میں سائل سوال کرتا ہوں کہ اگر نبی اکرمؐ اور دیگر انبیاء اپنی قبروں میں ایسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات سے پہلے تھے تو کوئی اک آیت، آیت کا کوئی ایک حصہ جو قطعی الثبوت کیساتھ قطعی الدلالت بھی ہو۔ یہ قیامت تک مولوی صاحب پیش نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر مولانا صاحب کو یہ اعتراض ہے کہ قرآن مقدس سے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں تو بے شک یہ تحریر لکھ کر دیدیں کہ واقعی قرآن میں اس قسم کی آیت نہیں مل سکتی پھر حدیث رسول اللہ تعالیٰ پیش کریں تو ”چشم مارو شن دل ماشاد“ پھر ایک حدیث کے مقابلے میں مولانا صاحب کا یہ مطالبہ بھی پورا کر دوں گا اٹھارہ سو حدیث بھی انشاء اللہ ہاں سند پیش کی جائیگی۔ مگر مسلمانوں کی اسلامی شق کے مطابق دلائل ایسے دینے ہیں جیسے اسلام کے اندر ہے۔ قرآن مقدس میں سے آیت پیش کریں تو قطعی الثبوت کیساتھ

قطعی الدلالت ہو۔ آپ کا چونکہ عقیدہ ہے عقیدہ ضروریہ سمجھتے ہو۔ اس لئے عقیدہ ضروریہ پر قرآن تلاوت کریں۔ تلاوت قرآن سے اور ترجمہ کرنے سے عام لوگوں کو پتہ چل جائے کہ آپ کا دعویٰ ثابت ہے۔ پھر مولانا آپ نے پڑھا ”الانبياء احياء في قبورهم“ آپ نے حوالہ ان محدثین کا دیا ہے جو خود ناقل ہیں اسماء الرجال سے نقاد محدث نہیں خود ناقل ہیں۔ نقل کرتے ہیں۔ اسکے بعد وہ اس پر عمل پیرا ہونا چاہتے ہیں۔ پھر آپ نے روایت پڑھی۔ اس کا ترجمہ بھی نہیں کیا۔ آپ نے کہا انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ آگے جو ”يُصَلُّونَ“ آپ نے پڑھا اس کا ترجمہ نہیں کیا کہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ آخر کوئی شک تو آپ کو ہوا ہے۔ کہ ”يُصَلُّونَ“ کا معنی ہی چھوڑ دیا۔ بہر حال سب سے پہلی بات جو طے شدہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ اپنا عقیدہ جس میں آپ مدعی ہیں۔ آپ کے دعوے کے مقابلے میں میں نے دعویٰ پیش نہیں کرنا اس کا جواب دینا ہے۔ اور بالکل ہمیں اس پر اعتراض یا اصرار نہیں کہ ہم اپنے دلائل کی بھرمار کر دیں۔ وہ تو جب موقع آیا تو آپ انشاء اللہ خود تسلیم کرینگے کہ واقعی دلائل ہیں یا نہیں فی الحال ہمیں دلائل دینے کی ضرورت نہیں دلائل مانگنے کی ضرورت ہے۔

دلائل پیش کرو سب سے پہلی دلیل کتاب اللہ۔ اللہ کی کتاب مقدس جب تک اس میں کوئی ایسی آیت مقدسہ پیش نہ کرو۔ جس میں سے ثابت ہوتا ہو کہ انبیاء جن قبروں میں مدفون ہیں وہ اسی طرح زندہ ہیں جس طرح دنیا کے اندر روح مع الجسم یعنی روح اور جسم سمیت زندگی تھی۔ اس کا دعویٰ اگر آپ کا نہیں تو بدل لو اور اگر دعویٰ وہ ہے تو پھر ثابت کرو۔ قرآن مقدس کی آیت سے۔ اور اگر قرآن مقدس میں سے ثابت نہیں ہو سکتا تو پھر روایات کی بھرمار کرنے کیلئے ہر چھوٹی بڑی روایت آپ پڑھنا شروع کر دیں۔ یا میں پڑھنا شروع کر دوں۔ ادھر مولانا آپ تقریر کرتے ہیں کہ عام فہم بات ہو۔ ڈیڑھ گھنٹہ آپ لگا دیں۔ جسکے اندر غیر متعلقہ باتیں ہوں۔ بس دو ٹوک بات ہے آیت مقدسہ تلاوت کرو جس میں ہر

چھوٹے بڑے کو پتہ چل جائے کہ انبیاء علیہم السلام قبروں کے اندر زندہ ہیں۔ (اللہ اللہ خیر
 سلام) باقی میں نے دعویٰ اس واسطے نہیں کیا کہ میں اصول بخلاف نہیں چلنا چاہتا۔ دعویٰ آپ کا
 ہے میرے پاس آپ کے دعوے کا انکار ہے۔ اور جواب دعویٰ۔ آپ دلائل پیش کریں۔
 دیکھو پھر اس کا جواب کیسے ملتا ہے۔ سب سے پہلا جو اعتراض ہے۔ وہ سائل کا یہ ہے کہ
 آپ اپنا عقیدہ ضروریہ کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اس پہ آپ نے کوئی دلیل پیش
 نہیں کی قرآن مقدس کی۔ کیا نبی محترمؐ سے قبل انبیاء نہیں گزرے؟ کیا قرآن نے انکی
 حیات یا موت کے بارے میں کوئی ذکر نہیں کیا اگر نہیں تو اسکی تحریر ہونی چاہئے۔ اور اگر کیا
 ہے تو اسکی تقریر ہونی چاہئے۔ اسکے بعد پھر دوسرا پوائنٹ ہے حدیث رسول اللہ کا۔

السلام علیکم۔ (نام ختم)

XXXXXXXXXXXX

مولانا امین صفدر!

(بعد از خطبہ) میرے دوستو بزرگو! انشاء اللہ امید ہے کہ بات آج کسی
 نتیجہ پر پہنچے گی مولانا احمد سعید نے میری بات جو میں نے عرض کی تھی مان لیا کہ میں نے
 اپنا عقیدہ ابھی تک پیش نہیں کیا۔ اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں کہ میں منکر ہوں سب
 جانتے ہیں کہ دلائل دعوے پہ ہوا کرتے ہیں انکار پر نہیں ہوا کرتے مولانا کی یہ بات
 کوئی با اصول آدمی کیسے سمجھے کہ دلائل ہیں اور دعویٰ نہیں ہے سورج کی روشنی موجود
 ہے لیکن سورج سرے سے موجود نہیں ہے آگ کی گرمی تو ہے لیکن آگ دنیا میں کہیں
 موجود نہیں ہے تو مولانا جب آپ دلائل کی بھرمار کرنا چاہتے ہیں تو دعوے کو کیوں چھپا
 کر رکھا ہوا ہے اس دعوے کو بھٹک دیا جائے گا۔ ہا مولانا کا یہ فرمان کہ عقیدے میں

سب سے پہلے قرآن پیش کرنا چاہیے اس بات کا حوالہ میں مولانا سے پوچھوں گا کہ کہاں صحابہؓ نے یہ فرمایا ہے چونکہ جناب سردار صاحب نے بھی یہ بات فرمائی تھی کہ بات عام فہم ہونی چاہیے۔ اس لیے میں نے جو طریقہ اختیار کیا یہ باب مدینہ العلم حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو جب اپنی طرف سے مناظر مقرر فرمایا اور خارجیوں کے ساتھ مناظرے کیلئے بھیجا تو انہوں نے ایک نصیحت بیان فرمائی یہ میرے ہاتھ میں ”جامع بیان“ علامہ ابن برکی کتاب ہے۔ اور ایک بات جو سعید احمد صاحب نے فرمائی ہے میں وہ عرض کرتا چلوں کہ انہوں نے پوری سند نقل کی ہے اس لیے کتاب چھوٹی ہو با بڑی یہ سند والی کتاب ہے بے سند نہیں ہے مولانا نے جیسے فرمایا ہے مثلاً مشکوٰۃ ہے اسمیں سند نہیں ہوتی وہ واقعی دوسروں سے لے رہے ہیں بلوغ المرام والا دوسری کتابوں سے لے رہا ہے لیکن امام بیہقیؒ نے اگر یہ حدیث دوسری کتاب سے لی ہے تو مولانا احمد سعید صاحب مجھے اس کتاب کا نام بتائیں کہ انہوں نے کس کتاب سے لی ہے۔ اگر نہ بتا سکیں اور یقیناً نہیں بتا سکیں گے تو بات واضح ہے کہ مولانا نے یہ بات صحیح نہیں فرمائی یہ کتاب سند والی ہے اسی طرح یہ کتاب جامع العلم بھی سند والی ہے یہ کسی اور کتاب سے نقل نہیں کرتے اپنی سند سے حدیثیں نقل کرتے ہیں کہ باب مدینہ العلم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب مناظرہ کرنے کیلئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بھیجا۔ تو انہیں مناظرہ کرنا ایک اصول سمجھایا کیوں کہ حضرت علیؓ کے ذہن میں وہی بات تھی جو آپ کے ذہن میں ہے اور جناب سردار صاحب نے بھی فرمائی کہ بات عام فہم ہو جو سننے والے سمجھ جائیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خارجی کوشش کیجئے کہ قرآن قرآن کا شور مچائیں گے کہ قرآن پیش کرو۔ قرآن پیش کرو۔ یہ حضرت علیؓ کے الفاظ ہیں، کیوں کہ قرآن کریم اتنی مفصل کتاب

نہیں اسمیں اجمال ہے اور اجمالی بات میں غلط فہمی ڈالی جاسکتی ہے اس لیے جب خارجی کہیں کہ قرآن پیش کرو تو تم میرے پیغمبر کی حدیث سے انکو پکڑنا کیوں کہ اللہ کے نبی کی حدیث میں بات اتنی واضح ہوتی ہے کہ اب مثال کے طور پر مولانا احمد سعید صاحب ہے پوچھوں گا دیکھیے قرآن پاک میں ذکر ہے کہ آدم کو فرشتوں نے سجدہ کیا۔ یوسف کو یعقوب نے سجدہ کیا یہ قرآن کی آیتوں میں موجود ہے لیکن کسی نبی کو سجدہ کرنا جائز نہیں یہ علامہ احمد سعید صاحب اسی طرح قرآن مجید سے نہیں دکھلا سکتے وہ حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرتؐ نے سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے اب وہ حدیث اگرچہ خبر واحد ہے لیکن امت کے اجماع کیوجہ سے وہ یقینی ہوگئی ہے اس لیے جب ہمارا مناظرہ ہوتا ہے قادیانی صاحبان سے تو ہم پڑھتے ہیں ان ”عیسیٰ لم یمنت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامتہ“ بیشک عیسیٰ فوت نہیں ہوئے اور وہ قیامت سے پہلے تمہارے پاس آنے والے ہیں لیکن قادیانی یہی شور مچاتا ہے کہ پہلے قرآن پیش کرو قرآن پیش کرو۔ کیوں کہ ہمیں باب مدینۃ العلم حضرت علیؑ نے یہ طریقہ سکھلادیا ہے۔ اب نمازوں کے پانچ وقت یہاں کی ترتیب

آیات سے بھی بعض لوگ لیتے ہیں لیکن ان کا استدلال عام طور پر جو عوام کے مجمع میں ہوتا ہے وہ اللہ کے نبی کی حدیث سے ہوتا ہے اسی لیے جو بات جناب احمد سعید صاحب نے فرمائی وہ غلط ہے اللہ کے پیغمبر کی حدیث یہ یاد رکھیں حضرتؐ نے فرمایا ایسے لوگ دنیا میں آئیں گے میرے امتی کہلانے والے جو کہیں گے ہمیں خدا کی کتاب کافی ہے نبی کی سنت کی ضرورت نہیں ہے تو فرمایا ایسے لوگوں سے پوچھنا کہ گدھا حلال ہے یا حرام اب یہ بھی پوچھنا ضروری سمجھتے ہیں جناب احمد سعید صاحب اللہ کے پیغمبرؐ ہم سے یہ فرما رہے ہیں کہ تم ان سے پوچھو کہ گدھے کے حرام ہونے کی قطعی آیت پیش

کرد قرآن پاک سے یا تحریر لکھ کر دیں تو اسی طریقے سے یہ ایک اصول ایسا ہے کہ بات ایسی ہو عوام کے مجمع میں جسکو عام لوگ سمجھیں اور جب مولانا نے تسلیم کر لیا کہ میں نے محدثین سے اس کا متواتر ہونا ثابت کر دیا ہے تو متواتر بھی قطعی الثبوت ہوتی ہے حضرت عمران بن حصینؓ سے ایک آدمی نے یہی سوال کیا کہ دیکھیے نماز ظہر کی فرض ہے ہمارا عقیدہ ہے کہ اسمیں اتنی رکعتیں ہیں۔ لیکن قرآن سے ساری رکعتیں دکھلاؤ نماز کی وہ نہ ظہر کی رکعتیں میں پڑھنا چھوڑ دوں گا یا لکھ دو کہ ظہر کی رکعتیں عقیدہ ضرور یہ نہیں ہے۔ تو حضرت عمران بن حصینؓ نے فرمایا کہ کیا سارے عقائد اسی طرح ہیں۔ مولانا احمد سعید صاحب وضاحت فرمائیں کہ جو عقائد صراحتاً قرآن مجید میں نہیں ہیں کیا وہ ان کو غیر ضرور یہ عقائد قرار دیں گے۔ پھر ان سے میں کئی عقیدے پوچھوں گا کہ یہ عقائد آپ نے کہاں سے لیے سر دست میں نے کہا کہ نبی کو سجدہ کرنا حرام ہے یا جائز ہے قرآن کی آیات میں آتا ہے کہ سجدے کیے گئے نبیوں کو لیکن وہ ایک آیت نبی کے لفظ سے کہ سجدہ منع ہو قرآن سے پیش نہیں کر سکتے تو اس لیے میں جس اصول پر مناظرہ کر رہا ہوں مجھے وہ اصول حضرت علیؓ نے دیا ہے اسی طرح امام اعظم ابوحنیفہؒ کے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے کہا کہ صرف قرآن پیش کرو تو امام صاحب نے فرمایا اچھا بندہ کا حرام ہونا قرآن سے دکھلا دو کہاں لکھا ہے مولانا احمد سعید نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے پورا ترجمہ نہیں کیا بھی حدیث میں نے پڑھی اور ترجمہ کیا الحمد للہ میں اس بات پر خوش ہوں کہ جو ترجمہ میں نے کیا انہوں نے بھی وہی کر دیا ہے۔ جو حدیث میں نے متواتر کہی انہوں نے بھی کہا کہ یہ محدثین نے متواتر کہی ہے اب نہ اسکے ثبوت میں شبہ رہا اور نہ اسکے ترجمہ میں شبہ رہا اگر وہ کوئی اور ترجمہ کرتے جسمیں اختلاف ہو جاتا تو پھر تو بات تھی اب تو الحمد للہ دو پہر کے سورج کی طرح ہمارا عقیدہ ثابت ہو گیا ہے اور

مولانا ابھی تک اسی بات پر ہیں کہ میں نے ابھی تک اپنا عقیدہ پیش کیا ہی نہیں تو آخر کسی لیے حضرت تشریف لے آئے ہیں آپ آنکھوں سے دیکھیں گے کہ وہ ستر آیتوں سے کونسا عقیدہ ثابت کرتے ہیں اور اٹھارہ سو حدیثوں میں سے کونسا ثابت کرتے ہیں۔ (نام ختم)

XXXXXXXXXXXX

مولانا احمد سعید خان

خطبہ کے بعد: مولانا امین صاحب نے جو گل کھلائے کہ عقیدہ ثابت کر دیا ہے بقول اپنے صرف زبان زبان سے تین حملے کیے ہیں مولانا محمد امین صاحب نے پہلا حملہ انہوں نے یہ کیا کہ مرزائیوں کا تقابل کیا انہوں نے کہ قرآن پاک کی دلیل مانگنا ہمیشہ مرزائیوں کا کام ہوتا ہے میں نے ان پر سوال کیا آپ اپنا عقیدہ قرآن سے ثابت کریں نہیں ہو سکتا تو ضروری نہیں لکھ کے دے دو پھر حدیث سے ثابت کرو مگر مولانا فرماتے ہیں قرآن کی دلیل مانگنا مرزائیوں کا کام ہے اس کا فیصلہ پبلک خود کر لے میں اس میں کوئی دخل نہیں دے سکتا نمبر دو محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ”تروکنم فیکم اقلین“ میری امت والوں میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں ”اولہما کتاب اللہ“ پہلی چیز کوئی ہے؟ کتاب اللہ مولانا فرماتے ہیں کتاب اللہ پہلے نمبر میں بھی نہیں۔ حضرت عمر رضو پاک کے اس جواب میں فرماتے ہیں ”حسبنا کتاب اللہ“ ہمیں کافی ہے اللہ کی کتاب مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ عقیدہ کیلئے کلام اللہ کی ضرورت ہی نہیں ابتدا ہی حدیث سے کی میرا سوال یہ ہے مولانا صاحب سے کہ میں حدیث رسول کا منکر نہیں اور نہ ہی اصحاب رسول کے عمل کا منکر ہوں لیکن

آپ کو قرآن سے مخالفت کیا ہے قرآن مقدس میں سے دلیل دے کر آپ راضی کیوں نہیں وجہ کیا ہے۔ ایک یہ جواب دو۔ دوسری بات یہ ہے جو روایت حضرت علیؓ کی آپ نے پیش کی ہے (ایک بات کہتا چلوں کہ بار بار رکتیں نہ کہا کرو لفظ لا کت ہے یہ مولوی سعید صاحب نے طنزاً کہا) بہر حال نبی کریمؐ کے صحابی حضرت علیؓ کے بارے میں جو کچھ آپ نے فرمایا اس کا انکار کس بد بخت نے کیا؟ آیت پیش کر دو گے تو وہ لوگ اعتراض کریں گے تاویلیں کریں گے قرآن پیش کرنے کے بعد انہیں حدیث رسول اللہؐ کے تیر مارو۔ بات بھی ٹھیک ہے مسلمانوں کے نزدیک سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک مسئلہ قرآن مقدس پیش کرتا ہے اور اسکی تشریح حدیث رسول اللہ تعالیٰ فرمادیں اس بابت میں آپ کو نقصان کیا ہے مولانا اگر آپ یہ لفظ کہہ دیں کہ اصل دعویٰ تو ہمارا قرآن پاک کے اندر موجود ہے مگر اسکی تشریح و تفسیر حدیث رسول اللہؐ سے موجود ہے۔ مگر آپ نے قیامت تک نہیں کہنا نہ قرآن مقدس میں آپ کا دعویٰ ثابت ہے۔ نہ صحیح احادیث سے کوئی قیامت تک ثابت کر سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ دوسری مرتبہ بھی آپ اٹھے تو قرآن مقدس کی نزدیک نہیں گئے۔ باقی آپ نے مجھ پر سوال کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ سے مولوی احمد سعید صاحب دکھلا دیں لو جناب آپ کو پڑھنے کا موقع نہیں ملا ہو گا یہ میرے ہاتھ میں نسائی شریف ہے صحاح ستہ کی کتاب ”الحکم باتفاق اہل العلم“ تمام اہل علم کا اتفاق اجماعی مسئلہ کونسا؟ (ایک لمبی عبارت پڑھنے کے بعد) لو گو رسول اللہ کے بعد ہمارے اوپر ایک ایسا زمانہ آ گیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں مسلمانوں کے مجمع کے اندر ایک اتفاقی قانون مسلمانوں کا پیش کر رہے ہیں صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں اور فرماتے ہیں آج کے بعد یہ قانون ہے اتفاق ہے اگر کوئی فیصلہ بھی آدے تو پھر ”فلیقض بکنت اللہ“ پہلے اس کا فیصلہ اللہ کی کتاب سے تلاش کرو۔ اور اگر نہ ملے

”امر لیس فی کتاب فلیقص بکتابہ النبی“ اگر قرآن سے بات نڈل سکے تو پھر احادیث رسول اللہ کی طرف آؤ۔ سوال پیدا ہوتا ہے ”اہل علم سے مراد کون ہیں۔ ابن مسعودؓ جو اعلان کر رہے ہیں اسکے خلاف کوئی بات کسی صحابی سے ثابت ہے اجماع اس بات پر خود اللہ کے پیغمبرؐ فرماتے ہیں کہ سارے کے سارے مذہب کی ابتدا ”اولہما کتاب اللہ“ پھر مولوی صاحب آپ تو حنفی ہیں الزام دوسروں کو دیتے ہو کہ فلاں مرزائی ہے اور فلاں یہ ہے بہر حال آپ تو حنفی ہیں نا۔ تو امام ابوحنیفہؒ کا جو قانون ہے ”تمسکات ابی حنیفہ اربعۃ اولہا کتاب اللہ“۔ امام ابوحنیفہؒ کا دلیل پکڑنے کا جو طریقہ ہے ان میں پہلا درجہ کتاب اللہ کا ہے میرا سوال یہ ہے کہ اللہ کی کتاب مقدس پر آپ کو کب کا اعتماد نہیں رہا۔ کیوں نہیں قرآن کی تلاوت کر کے اپنے دعوے کو پھر مبرہن کرتے حدیث رسول سے جبکہ ثابت ہو چکا ہے طے شدہ ہے کہ اگر قرآن مقدس کی آیت یا اس کا مفہوم بیان کرنا آپ کو یا مجھے نہیں آتا تو قرآن کی تفسیر حدیث رسول اللہؐ سے بیشک کرو۔ اور اگر احادیث میں سے نہیں مل سکتی تو صحابہ کرامؓ کے اقوال سے کرو نہیں مل سکتی تو آئمہ مجتہدین سلف صالحین کے اقوال سے کرو اس کا انکار کون بد بخت کر سکتا ہے مگر بد بختی سب سے بڑی یہ ہے کہ اللہ کی کتاب مقدس میں یا تو مسئلہ موجود ہے جان بوجھ کر آپ جی چراتے ہو اگر نہیں تو کہہ دو صاف کہ موجود نہیں ہمیں حدیث رسول اللہؐ کی ضرورت پڑ گئی ہے بہر حال اپنا دعویٰ ثابت کرنے کیلئے آپ کو قرآن سے دلیل دینی پڑے گی۔ اسکے بعد آگے چلنے کا مقام ہو گا چاہے حدیث پیش کرو چاہے حدیث کی کوئی تشریح پیش کرو والسلام علیکم۔ (نام ختم)

مولانا امین صفدر اوکاڑوی

بعد از خطبہ میرے دوستو بزرگو! مولانا نے یہ تو تسلیم فرمالیا کہ میں نے اللہ کے پیغمبر کی حدیث پاک پیش کی ہے مولانا نے یہ بھی تسلیم کر لیا کہ حضرت علیؑ نے جو قانون بیان فرمایا اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ مولانا نے اپنا اصول پیش کرنے کیلئے ایک تو یہ حدیث آپ کے سامنے پڑھی ہے بنی اقدسؑ نے فرمایا میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ”اولھما کتاب اللہ“ مولانا یہ الفاظ کس کتاب میں ہیں اور اسکی کوئی سند دنیا کی کسی کتاب میں ہو تو پیش کریں (احمد سعید موطا امام مالکؒ میں ہے)۔

مولانا اوکاڑوی۔ موطا میں جو ہے ”اولھما“ کا لفظ پیش کریں۔ موطا میں یہ الفاظ نہیں ہیں مولانا احمد سعید صاحب نے اللہ کے نبی کی حدیث میں اپنی طرف سے لفظ پیش کیا ہے اور حضرت محمدؐ فرماتے ہیں وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں کرے جو میری طرف جھوٹی نسبت کرتا ہے تو ”اولھما“ کا لفظ وہاں نہیں ہے اور امام مالکؒ نے اپنی سند کیا تھ اسکو نقل ہی نہیں کیا اگر سند نکال دیں تو میں اپنی شکست لکھ دوں گا اور انہوں نے جو حدیث نسائی کے حوالے سے پیش کی ہے۔ ان کا دعویٰ یہ تھا کہ تمام صحابہؓ کا اجماع ہے یہی الفاظ ان کے ٹیپ میں ہیں اب ”اتفاق اہل العلم“ یہ نسائی کا اپنا قول ہے کسی صحابی کا نہیں دوسرا انہوں نے یہ حدیث سند سے پیش کی ہے آپ نے سند سنی ہے سند میں پہلا ایک راوی انہوں نے ابو معاویہ کہا ہے یہ میرے ہاتھ میں احمد سعید کی اپنی کتاب ہے اس میں انہوں نے صفحہ 39 پر لکھا ہے کہ اس روایت میں ابو معاویہ خیر سے غالی شیعہ ہے یہ وہی ابو معاویہ ہے جسکی نماز جنازہ امام کعب جیسے محدث نے پڑھنے سی انکار کر دیا۔ اب پھر آگے لکھتے ہیں ابو معاویہ غالی شیعہ ہے اور آگے لکھتے ہیں اعمش بھی تدلیس کا مریض ہے۔ اب تینوں راوی

انکی نسائی والی سند میں موجود ہیں۔ تو جن راویوں کو انہوں نے غالی شیعہ لکھا اپنی کتاب میں اور جس اعمش کو انہوں نے تدلیس کا مریض کہا یہ تو فرماتے ہیں۔ دلائل کی بھرمار ہے پہلی حدیث ہی سے خیر سے بیمار ہے۔ اور حضرت مجھے تو فرماتے ہیں کہ آپ حنفی ہیں لیکن حضرت آپ ابتداء میں شیعوں کے پاس کیوں پہنچ گئے ہیں جسکو آپ نے اپنی کتاب میں شیعہ لکھا ہے اسکے بعد مولانا کی تحریر ہمارے پاس موجود ہے جو انہوں نے کبیر والہ میں بھیجی تھی انہوں نے ایک اصول لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کا جو قول پیش کیا جائے وہ سند سے پیش کیا جائے انہوں نے جو امام صاحبؒ کا قول پیش کیا ہے اس میں بھی اول کا لفظ موجود نہیں۔ اسکے علاوہ وہ سند پیش کریں علامہ صاحبؒ تا کہ انکی لکھی ہوئی شرطیں ہم دیکھیں کہ ان پر حضرت کیسے پورا اترتے ہیں تیسری بات ایک ہے اجتہاد کی ترتیب ایک ہے مناظرے کی ترتیب جو کچھ بھی مولوی صاحبؒ پیش کر رہے ہیں وہ اجتہاد کی ترتیب ہے ہم یہاں دعوے اجتہاد لیکر کھڑے نہیں ہوئے۔ مقلد کیلئے قطعاً یہ ترتیب نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہؒ مقلد نہیں ہیں وہ مجتہد ہیں اور ابن مسعود کی روایت جو انکے لکھے ہوئے کے مطابق ضعیف ہے انکی اس کتاب کے مطابق اعمش اور ابو معاویہ اس میں موجود ہے وہ بھی مجتہد کیلئے ہے اگر تو جناب احمد سعید صاحبؒ اپنے آپکو مجتہد بنا کر مناظرہ کر رہے ہیں تو ٹھیک ہے وہ ہم ان کو حق دیں گے لیکن کب جب یہ اپنا دعویٰ لکھیں گے پھر دلائل پیش کریں گے تو ہم ان سے پوچھیں گے مولانا احمد سعید صاحبؒ نے ایک بات یہ فرمائی ہے بار بار کہ آپ قرآن کی مخالفت کیوں کرتے ہیں سننے میں عرض کروں گا جناب احمد سعید صاحبؒ سے مخالفت کا معنی اگر آپ جانتے ہیں تو کبھی یہ بات نہ کہتے مخالفت یہ تھی ایک آدمی کہے سردار صاحبؒ یہاں ہیں دوسرا کہے نہیں ہیں مخالفت تو تب تھی اگر مولانا احمد سعید صاحبؒ قرآن کی ایسی آیت پڑھ دیتے کہ تمام نبی قبروں میں مردہ ہیں پھر انکو حق تھا مجھے کہتے کہ تم قرآن کی مخالفت کیوں

کرتے ہو جب میرے عقیدے کو قرآن کی کسی آیت کے مخالف انہوں نے ثابت ہی نہیں کیا تو پھر میرے بارے میں ایسا تاثر دینا کہ میں نے قرآن کی مخالفت کی ہے یہ بات غلط ہے رہا یہ کہنا اور پھلکی اڑانا کہ جو قرآن کا مطالبہ کرے وہ مرزائی ہے حضرت علیؓ کا اسی لیے اسم گرامی پیش کیا تھا آپ نے خود تسلیم کیا کہ قرآن اور حدیث میں اجمال اور تفصیل کا فرق موجود ہے اور جناب سردار صاحب نے بھی شروع میں اور حضرت علیؓ نے بھی یہی کہا کہ عوام کے مجمع میں دلائل خواہ کتنے قوی ہوں۔ وہ دلیل سامنے رکھو جو عوام سمجھ سکے جس کا مطلب عوام اچھی طرح جانتے ہوں جب آپ نے حدیث کو متواتر مان لیا تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا اللہ کے نبی قرآن کے مخالف حدیثیں کیا کرتے تھے کیا معاذ اللہ اللہ نے اس لیے نبی بنا کر بھیجا تھا کہ معاذ اللہ اے میرے محبوب ایک آیت میری سنادینا اور میں اپنی حدیثیں گھڑ دینا لوگوں کو، تو بہر حال میں تو اپنے دعوے پر دلائل قائم کر رہا ہوں میں نے جو حدیث پڑھی تھی ”الانبياء احياء في قبورهم يصلون“ کہ انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں۔ اور نمازیں پڑھتے ہیں امام مسلمؒ فرماتے ہیں مالک راوی ہیں کہ حضرت فرماتے ہیں۔ میں موسیٰ کے پاس سے گزرنا معراج کی رات اور میں نے ریت کے سرخ ٹیلے کے پاس جو انکی قبر ہے انہیں نماز پڑھتے دیکھا۔ اب دیکھیے بات کتنی صاف ہے دیکھنے والے اللہ کے پیغمبر ہیں ریت کے ٹیلے نہ جنت میں ہوتے ہیں نہ علیین میں ہوتے ہیں مٹی کے ٹیلے یہیں ہیں صحیح بخاری میں صراحت موجود ہے کہ وہ ریت کا ٹیلہ جہاں موسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے وہ بیت المقدس کے پاس ہے اب آپ اندازہ لگائیں وہ قبر جہاں موسیٰ علیہ السلام ہیں وہ ان کا جسدِ عنصری تھا یا کوئی خواب خیال والا جسم تھا جب بات واضح ہے تو یہ حیات کی دوسری دلیل ہوگئی۔ (نام ختم)

XXXXXXXXXX

مولوی احمد سعید

(بعد از خطبہ) برداران اسلام سوال میرا آپ سن چکے ہیں وہ ویسے ہی کھڑا ہے مولانا پر جیسے پہلے کھڑا تھا۔ نہ وہ ہلا سکے ہیں اور نہ آگے ان کا ارادہ ہے اسکے بارے میں کچھ عرض کریں حضرت عمر بن خطابؓ امیر المومنین ہونے کی حیثیت سے بھی اور اس حیثیت سے بھی جب صحابہ کرام کا جم غفیر رسول کریمؐ کے پاس موجود ہے اس وقت بھی وہ فرماتے ہیں ”حسبنا کتاب اللہ“ اللہ پاک کی مقدس کتاب کے بعد کسی چیز کی ضرورت نہیں مطلب کیا اگر کتاب مقدس میں کوئی بات موجود ہے تو پھر دوسرے مطالبے کی ضرورت نہیں ہاں البتہ اگر قرآن مقدس میں بات نہیں ملتی تو پھر حدیث رسولؐ کی طرف بیشک چلے آئیں دوسرے نمبر پر مولانا صاحب بار بار یہ رٹا لگاتے ہیں کہ میں نبی پاکؐ کی قبر والی حیاۃ مقدسہ کیلئے یہ دوسری حدیث پیش کی ہے بات تو تھی قرآن سے جواب دینے کی اس کا جواب تو دیدیں کہ کتاب مقدس میں انکا مذہب ہے نہیں یا جان بوجھ کر اغماز کر رہے ہیں اسکی کیا وجہ ہے اسکی آخر صورت کیا ہے کہ کتاب اللہ کی موجودگی میں یا تو اقرار کریں کہ کتاب مقدس میں کوئی ایسی آیت یا دلیل موجود نہیں اور اگر قرآن مقدس میں بھی یہ مسئلہ مل سکتا ہے تو پھر وہ آیت پیش کیوں نہیں کی جا رہی دوسرے نمبر پر جو حدیث پیش کی ہے ”رأیت موسیٰ قائماً یصلیٰ فی قبرہ“ مسئلہ تو ثابت کرنا تھا نبی کریمؐ اور دیگر انبیاءؑ کا قبر مقدس میں زندہ ہونیکا یہ ثابت کر رہے ہیں نمازیں پڑھنے کا یہ دوسرا مسئلہ شروع ہو گیا کہ اللہ کی کتاب کہتی ہے ”واعبد ربک حتیٰ بانیک الیقین“ موت آنے تک آپ اللہ کی عبادت کریں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موت کے بعد کیوں عبادت کرنیکی اجازت نہیں کیوں محمد رسول اللہؐ کو اللہ نے فرمایا۔ اگر حضرت موسیٰؑ نماز پڑھتے ہوئے نظر آئے تو یہ کمال محمد رسول اللہؐ کا ہوا نہ کہ حیات موسیٰؑ علیہ

اسلام کا خشک تنا جس پر بیٹھ کر نبیؐ خطبہ دیتے ہیں جب لکڑی کا منبر بن جاتا ہے اس پر خطبہ دینے بیٹھے تو اس کھجور میں سے رونے کی آواز آتی ہے تو کیا مولوی صاحب تو یہی کہیں گے نا وہ بھی زندہ پڑا تھا کھجور کا درخت اسمیں کھجور کی زندگی ثابت نہیں ہوتی یہ تو معجزہ ہے نبی کریمؐ کا کسی چیز کا اس حالت میں دیکھنے کے بعد اسی پر دعویٰ کرنا بڑے کمال کی بات ہے وہ جو کنکریاں ہیں جنہوں نے نبی پاکؐ کے ہاتھ مبارک کے اندر کلمہ شہادت پڑھا یہ تو کہیں گے وہ پتھر کنکریاں بھی زندہ ہیں حالانکہ وہ معجزہ ہے محمد کریمؐ کا کم از کم کوئی دلیل تو دینی چاہیے۔ چلو ترتیب کے، خلاف آپ چل ہی رہے ہیں قرآن کریم کو پشت کے پیچھے ڈال کے بھاگ رہے ہو۔ جس چیز کے پیچھے چل رہے ہو اسکو تو اچھی طرح نبھاؤ۔

”رَأَيْتُمُوسَىٰ قَائِمًا يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ“ یہ آغاز و کمال نبی پاکؐ کا بنے گا کہ جس چیز میں ہلنے کی طاقت نہیں اللہ پاکؐ نے محمد کریمؐ کے ہاتھ پر کمال ثابت کر دیا ہے پھر لوٹ لٹا کے میرا وہی سوال ہے کہ اللہ کی مقدس کتاب میں سے اپنا عقیدہ دکھاؤ۔ ایسی آیت جو قطعی الثبوت ہونے کیساتھ ساتھ قطعی دلالت بھی ہو جو ہر سننے والے کو ترجمے سے سمجھ آ جائے کہ مولوی محمد امین صاحب کا دعویٰ ثابت ہو گیا ہے اور اگر ایسی چیز نہیں تو پھر اقرار کر لو کہ قرآن مقدس میں ایسی آیت کوئی نہیں، تو ٹھیک ہے پھر ہم بھی تیار ہیں آپ بھی تیار ہو جائیں۔ السلام علیکم۔

XXXXXXXXXX

مولانا امین صفدر

(خطبہ کے بعد) میرے دوستو بزرگو! میں نے یہ عرض کیا تھا کہ مولانا احمد سعید صاحب نے اللہ کے نبیؐ کی حدیث میں اپنی طرف سے الفاظ زیادہ کیے ہیں یہ ایک

گناہ کبیرہ تھا مولانا کو چاہیے تھا کہ وہ کتاب مجھے دکھاتے میری غلطی بتا دیتے یا کم از کم آپکی مجلس میں یہ معافی مانگتے کہ میں نے اللہ کے پاک پیغمبر کی حدیث میں زیادتی کر کے جرم کا ارتکاب کیا ہے لہذا میں تو بہ کرتا ہوں دوسرا میں نے کہا تھا کہ انکی سند ہی ثابت نہیں الحمد للہ میری بات پر وہ ڈٹے ہوئے ہیں کہ وہ اسکی سند موطا امام مالک سے ثابت نہیں کر سکتے تو انہوں نے خود ایک بے سند روایت پڑھی۔ تیسرا میں نے یہ کہا تھا کہ انہوں نے جو حدیث پڑھی اسمیں ابو معاویہ اور اعمش ضعیف ہے اسکو انہوں نے مان لیا اس سے آپ یہ تو سمجھ رہے ہونگے کہ جناب احمد سعید صاحب کھوٹے بیسکے لیے پھر رہے ہیں جنکو وہ خود بھی ضعیف مانتے ہیں جب انہیں پتہ تھا کہ میں اس سند کو اپنی کتاب میں ضعیف لکھ چکا ہوں تو انہیں یہ پیش نہیں کرنی چاہیے تھی اور بات کو لمبا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ نمبر 4 اب اسکے بعد جو انہوں نے روایت پڑھی اسمیں محمد بن بشار جو پہلا راوی ہے جسکو محدثین نے کذاب کہا ہے اسکی توثیق مجھے بتا دیں ذرا علامہ احمد سعید صاحب تو میں بھی سمجھوں کہ علامہ صاحب کوئی صحیح حدیث بھی پڑھ سکتے ہیں اور الحمد للہ جو میں نے حدیثیں پڑھی ہیں انکے بارے میں وہ کسی راوی پر کوئی جرح نہیں کر سکے اسکے بعد علامہ صاحب نے بار بار ایک ہی بات دہرائی ہے میں نے تو بات ختم کر دی تھی ایک ہے اجتہاد کی ترتیب اور ایک ہے مناظرے کی ترتیب مجتہد کی ترتیب وہی ہے جو مولوی صاحب بیان کر رہے ہیں اور میں نے مولانا سے یہ بھی مطالبہ کیا تھا کہ امام ابو حنیفہؒ کے قول کی آپ سند پیش کریں کیوں کہ آپکی تحریر میرے پاس موجود ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا ہم وہ قول مانیں گے جسکی سند صحیح ہوگی تو اسکی سند بھی ابھی مولانا صاحب کے سر پر قرضہ ہے وہ آئندہ تقریر میں ضرور پیش کریں گے۔ اسکے بعد میں نے جو ترتیب رکھی ہے وہ حضرت علیؑ کی ترتیب ہے اور انہوں نے باقاعدہ مناظرے کی یہ ترتیب بتائی ہے جو

روایتیں انہوں نے پڑھی ہیں مولانا احمد سعید صاحب اولاً تو اسکو صحیح ثابت نہیں کر سکتے ثانیاً اس میں مناظرے کا لفظ دکھایا نہیں سکتے تو اس لیے کہیں کی بات کہیں لگا دینا۔ ”يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ“ یہ بات تو بڑھانا ہے تو بات سمجھانا اس سے مقصود نہیں ہوتا۔ اسکے بعد مولانا نے دو باتیں بڑی عجیب بیان فرمائی ہیں ایک تو یہ ہے قرآن کی نص قطعی میں یہ آگیا ہے کہ موت کے بعد عبادت نہیں ہوتی۔ انہوں نے اس کو نص قطعی کہا ہے کیا یقین کے لفظ کا معنی موت قطعی الدلالت ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی لہذا وہ اس کا معنی اللہ کے پیغمبر سے موت قطعی الدلالت ہونا ثابت کر دیں۔ نمبر ۲ مولانا اگر آپ اہلسنت والجماعت ہیں جیسا کہ آپ لوگوں کو کہا کرتے ہیں تو کیا اس اعتراض کا جواب علماء اہلسنت نے نہیں دیا ہوا کہ ایک ہے دنیوی زندگی جسمیں نماز فرض ہونہ پڑھی جائے تو اس پر گناہ ہے ایک ہے تلذذ۔ یہاں بھی آپ تسبیحات و تقدیس پڑھتے ہیں تاکہ جزا ملے لیکن جنت میں بھی پڑھیں گے ہر ہر سانس کے ساتھ تو وہ تلذذ کے طور پر ہوگا تو مولانا وہ حدیثیں بھی پھر آپ کی اس آیت کے خلاف ہوگی جسمیں جنت وغیرہ کا ذکر ہے تو کیا سارے جنتی قرآن کے نص قطعی کے مخالف قرار رہے ہونگے۔ اس لیے علماء اہلسنت کی یہی خوبی ہے کہ وہ قرآن و حدیث میں علامہ صاحب کی طرح اختلاف نہیں مانتے وہ حدیث کا ایسا معنی بیان کرتے ہیں جو قرآن سے نہ ٹکرائے اگر علامہ احمد سعید صاحب سمجھتے ہیں کہ اس آیت میں یقین کا معنی قطعی موت ہے تو متواتر حدیث سے ثابت کریں ورنہ علامہ احمد سعید نے خود اپنی کتاب ”دمدمة الجنود علی دندنة اليهود“ میں لکھا ہے ”قرآن مقدس کی آیات کو گھڑنٹو یعنی پہنا کر تفسیریں دتا دلیس کرتے ہیں۔ (یہ کتاب علامہ احمد سعید نے ڈاکٹر مسعود عثمانی کے خلاف مرتب کی) دیکھیے یہ ایک ایک لفظ علامہ صاحب پر پورا اتر

رہا ہے انہوں نے جو سندیں پیش کیں انکے راوی مجہول ہیں میں مطالبہ کر رہا ہوں کہ موطا امام مالک کی روایت کی سند پیش کریں۔ انہیں پتہ ہی نہیں کہ راوی کون ہیں تو دیکھیے جو کچھ انہوں نے فرمایا تھا گھڑن تو معنی بھی شروع کر دیئے ہیں اور روایات پیش کرنی شروع کر دی ہیں جو مجہول الحال راویوں کی ہیں۔ اور صحیح احادیث جو میں پیش کر رہا ہوں وہ حضرت کو پسند ہی نہیں آرہی۔ تو حضرت نے اپنی کتاب میں جو کچھ فرمایا ہے اسکے خلاف یہاں عمل ہو رہا ہے دوسری بات جو مولانا نے فرمائی ہے کہ معاذ اللہ نبیوں کا قبروں میں نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسے کنکریوں کا کلمہ پڑھنا یا کھجور کا رونا تو دیکھیے اگرچہ وہ بہت کچھ چھپا رہے تھے اپنے عقیدے کو کہ میں اپنا عقیدہ ابھی نہیں لکھو گا لیکن اپنی تقریر میں انہوں نے عقیدہ اپنا بتا دیا ہے۔ کہ میں نبی اقدس کا جسم اطہر قبر میں ایسا ہی مانتا ہوں جیسے کھجور کا تابیجان ہوتا ہے تو مولانا نے اپنا عقیدہ اس ضمن میں واضح کر دیا ہے اب بات یہ ہے کہ انہوں نے اسکو معجزہ بنایا ہے مولانا علامہ صاحب آپ کو نص بالتلاوت کی کوئی سند یاد ہے میں آپ سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ آیت یا حدیث سے اسکا معجزہ ہونا دکھادیں کہ یہ معجزہ ہے ورنہ ہر بات کو معجزہ بناتے جانا (ثام ختم)

XXXXXXXXXX

مولوی احمد سعید

انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ یہ زہر کا پیالہ پی لیں گے اپنے دعوے پر قرآن پیش نہیں کریں گے۔ خیر یہ ادھار تو رہے گا۔ مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ مسائل کے استخراج کی ترتیب یہ ہوتی ہے اور مناظرے کی ترتیب یہ ہوتی ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کے اندر قرآن مقدس پھر سنت رسول اللہ پھر اقوال صحابہ پھر آئمہ مجتہدین۔ آئمہ مجتہدین کا مقام

تو آتا ہے۔ چوتھے نمبر پر کیا جب کسی غیر مسلم کو بات بتائی جائے یا اسلام سکھانا ہو اس وقت اللہ کی کتاب پیش کرنا مسلمانوں کا طریقہ نہیں؟ کسی مسلمان کی اصلاح کیلئے کوئی اقدام کرنا ہو کیا اس وقت اللہ کی کتاب پیش کر نیکا کوئی مقام یا پوزیشن نہیں سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ مناظرہ بازی تو آج میرے آپ کے درمیان استعمال ہو رہا ہے کیا رسول اللہ کے دین میں بھی یہ ترتیب ہے یا تقسیم جو مولانا امین صاحب بیان کر رہے ہیں کہ ایک ہوتی ہے مسائل کو پکڑنے کیلئے ترتیب اور ایک ہوتی ہے مناظرے کی ترتیب کیا یہ تقسیم رسول پاکؐ نے کی ہے چلو بار بار جو روایت پہ زور دے رہے ہو یہی چیز حدیث سے پیش کر دے کہ نبی پاکؐ نے ترتیب دو بتائیں ہیں ایک ترتیب ہے مناظرے کیلئے ایک ترتیب ہے مسائل کے استخراج کیلئے اللہ کے پاک پیغمبر نے تو دین سکھایا ہے اللہ کی کتاب سے استدلال کیا ہے جس بندے کو دعوت دی اللہ کی کتاب سے دی۔ اپنی امت کو سکھایا تو اللہ نے انکی تعریف میں فرمایا ہے۔ (مولوی سعید صاحب سرگاکر پڑھتے ہیں) ”يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ“ مولوی صاحب نے بڑی سر سے پڑھا میں نے کہا ایک دفعہ میں بھی سرگاکر پڑھ لوں بہر حال مزید بھی پڑھیں گے انشاء اللہ اللہ پاک فرماتے ہیں میرے پیغمبر کی پہلی صفت یہ ہے کہ سب سے پہلے لوگوں کو تبلیغ وعظ اللہ کی کتاب سی کرتا ہے ”يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ“ مولوی امین صاحب سب سے پہلے جو خطاب کرتے ہیں تو روایت سے جسکو بڑا زور لگا کر کہتے ہیں کہ متواتر ہے تو جب میں بولا بشرطیکہ قرآن مقدس والا معاملہ پہلے حل کریں۔ انشاء اللہ چٹکیوں میں پتہ چلے گا کہ متواتر حدیثیں ایسی ہوتی ہے جیسے مولوی امین بیان کر رہے ہیں۔ مولوی امین بیان کرتے ہیں دو حدیث متواتر۔ اور قرآن مقدس کی آیت کا معنی پوچھتے ہیں کہ نبی علیہ السلام سے اس کا معنی

ثابت کرو کہ ”یقین کا معنی موت ہے“ میں اگر یہاں یہ دعویٰ کر دوں کہ یہاں یقین کا معنی سوائے موت کے کسی ایک محدث یا مفسر سے ثابت کر دو تو ہم شکست کھا گئے آپ جیت گئے پوری امت کا اجماع ہے یہاں یقین کا معنی سوائے موت کے ہے ہی نہیں اگر ہے تو کسی اردو یا عربی کتاب سے ثابت کریں پتہ چل جائیگا یہ بات نہیں دوسرا فرماتے ہیں جو موسیٰ نے نماز پڑھی ہے وہ نماز دو قسم کی ہوتی ہے ایک لذت والی اور دوسری تکلیف والی کیوں بھی تکلیف والی میں لذت نہیں ہوتی یہی معنی تھا گھرنٹو کا جو میر کتاب دمدہ والا آپ نے پیش کیا ہے۔ یہ تکلفی اور لذت والی یہ ساری کی ساری بناوٹی بات ہے اسلام نے کوئی تقسیم نہیں کی دوسرے نمبر پر فرمایا کہ جو تانا بھجور والا اسکو میں نے تشبیہ دی ہے رسول اللہ کے ساتھ ”لاحول ولا قوۃ“ اتنا بڑا بہتان اور اتنا ہام پہلے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جھٹ پٹ قرآن کا مطالبہ مرزائی کرتے ہیں۔ دوسرا بہتان یہ لگایا کہ رسول اللہ کو ”خاکم بدھن“ تشبیہ دی گئی ہے تنے سے۔ بات تو اتنی تھی کہ جس چیز میں اللہ نے روح نہیں ڈالی اس سے وہ فعل ثابت ہو جاوے جو اسکی اصل طبیعت کی دلالت کے خلاف ہے جو معجزہ نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہو جائے وہ معجزہ ہو جائیگا سوائے اسکے اور کیا گنجائش ہو سکتی ہے پھر لوٹ لوٹا کے میں غریب کا وہی مطالبہ کہ آپ کا عقیدہ ہے کہ نبی علیہ السلام اسی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور باقی انبیاء بھی یا تو رسول اللہ سے اس ترتیب کی دلیل پیش کرو جو آپ کر رہے ہیں۔ اگر نہیں تو پوری امت کے عقیدے کے مطابق سب سے پہلے آیت قرآن کی پیش کرو۔ اگر قرآن کے لحاظ سے دعویٰ ثابت ہو گیا تو ٹھیک ورنہ پھر آگے چلو گے پھر سن لو آپ ایڑی چوٹی کا مولانا زور لگائیں آپ روایتیں اور بھی پڑھیں گے دوسری تیسری چوتھی پانچویں میں روایتوں کا شمار نہیں کرتا میں ایک ہی دفعہ وہ قانون جو شریعت محمد رسول اللہ کا ہے پیش کروں گا کوئی روایت کہیں بھاگ جائے گی کوئی کہیں بھاگ جائیگی۔ بہر حال وہ بات نکھر جائیگی جو حدیث محمد رسول

اللہ ہوگی۔ مگر فی الحال یہ مقصد نہیں آپ بار بار کوشش کریں گے کہ کوئی نالی اور نکلے تو میں گھوم جاؤں نہیں نہیں ایسا نہیں یہ عوام جتنی بچاری موجود ہے ان کو مسئلہ سمجھ تب آئے گا آپ جو کہتے ہیں انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ جیتے جاگتے تشریف فرما ہیں اسکے متعلق قرآن مقدس کی آیت کیوں نہیں سنا کے لوگوں کو عام فہم مسئلہ سمجھاتے السلام علیکم!

XXXXXXXXXXXX

مولانا امین صفدر صاحب

(بعد از خطبہ) میرے دوستو اور بزرگو مولانا احمد سعید صاحب نے آپ کو یہ بتلایا ہے کہ پہلا نمبر قرآن کا ہوتا ہے پھر حدیث کا پھر اجماع کا اور آخری مجتہد کے قیاس کا لیکن مولانا نے اپنی تقریر میں جو رسول اللہ کی ذات کو کھجور کے تنے اور کنکریوں پر قیاس کیا آپ تو مجتہد بھی نہیں پھر آپ کی یہ بات کس درجے کی ہے۔ آپ نہ قرآن سے ثابت کر سکے کہ یہ معجزہ ہے نہ حدیث سے نہ اجماع سے اور نہ کسی مجتہد کے قیاس سے مولانا نے ایک بات یہ فرمائی ہے کہ کسی بھی مفسر سے یقین کا معنی موت کے علاوہ کچھ لکھا ہو تو پیش کرو جزاک اللہ آپ انشاء اللہ اصول پر آرہے ہیں میں کہتا ہوں آپ کسی ایک اہلسنت والجماعت مفسر سے اس آیت کے تحت لکھا ہوا یہ دکھا دیں کہ اس نے اس آیت کو اس حدیث کے خلاف قرار دیا ہے کہ نبیوں کا قبروں میں نماز پڑھنا اس آیت کے خلاف ہے جو آپ نے کام پہلے کیا ہے ثبوت اس کا آپ کے ذمہ ہے۔ آپ نے یہ کہا کہ یہ جو حدیث ہے یہ قرآن پاک کی اس آیت کے خلاف ہے اب آپ نے خود ایک اصول بتایا ہے کہ اہلسنت والجماعت کے مفسرین کیا وہ مفسرین صرف میرے لیے ہیں یا پہلے آپ کیلئے بھی ہیں اس لیے میں آپ سے کہوں گا کہ کسی ایک اہلسنت مفسر کی قابل اعتماد تفسیر میرے سامنے رکھیں جن پر انہوں

نے اس آیت کے تحت لکھا ہو کہ انبیاء کی قبروں میں نماز پڑھنے والی حدیث جو ہے الٰہی ایت کے خلاف ہے تیسری بات مولانا نے مجھ سے پوچھی ہے کہ آپ کہتے ہیں یہ اجتہادی ترتیب ہے یہ کہاں ہے حضرت یہ تو حدیث میں ہے حضرت معاذؓ کو جب حضرت رسول ﷺ یمن میں بھیج رہے تھے اس میں انہوں نے بتلایا کہ پہلے میں مسئلہ قرآن سے لوں گا پھر سنت سے تم ”اجتہد بسرائی“ یہ مجتہد اپنی ترتیب بتا رہا ہے آپ مناظرہ کا بیان کریں مولانا نے فرمایا کہ مسلمان جب عیسائیوں کا فروں سے مناظرہ کرے تو اللہ کے رسولؐ پہلے کتاب اللہ سے شروع کرتے تھے میں پوچھتا ہوں کسی کتاب میں بخران کا مناظرہ پڑھیں اللہ کے نبی نے پہلے انہیں اپنے دلائل سے قائل کیا۔ آپ کسی درجے میں رکھیں گے اللہ کے رسولؐ کے مناظرے کو حضرت علیؓ کے مناظرے کو حضرت ابراہیمؑ نے اپنی دلیل پیش فرمائی ہے نمرود کے سامنے تو اندازہ لگائیں کہ اگر واقعی آپ کا یہ اصول قطعی ہے مناظرے کیلئے تو اسی اصول کا قطعی ہونا ہمارے سامنے رکھ دیں میں جو حدیثیں پڑھ رہا ہوں مولانا نے بھی جان لیا ہے کہ نبیؐ کو ماننے والے ضرور ان حدیثوں کو تسلیم کریں گے لیکن مولانا فرماتے ہیں میں جب بولوں گا ”تو حدیثاں بھیج ویسن“ (یعنی حدیثیں بھاگ جائیں گی نعوذ باللہ) (اس موقع پر مولوی احمد سعید کے معاون مولوی عبدالحق صاحب نے کہا کہ احمد سعید صاحب نے ”روایت کہا“ حدیث نہیں کہا)۔ میں نے جو حدیث پڑھی ہیں اسمیں قال قال رسول اللہ کے الفاظ ہیں یا نہیں؟ جہاں قال قال رسول اللہ آجائے اسکو مسلمان تو حدیث ہی کہتے ہیں آپ جان بچانے کیلئے اسکو روایت کا نام دے رہے ہیں میں نہیں جانتا کہ یہ کس اصول کے تحت ہے مولانا عبدالحق حوالہ دیں کہ اگر قال قال رسول اللہ کے الفاظ آجائیں تو اسے حدیث نہیں بلکہ روایت کہنا چاہیے یا کسی محدث کی اصول کی کتاب ہے تو بتائیں بہر حال میں تو اللہ کے نبیؐ کی حدیثیں سناتا جا رہا ہوں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ہفتے کے دنوں میں

سے سب سے افضل دن جمعہ کا ہے جسمیں حضرت آدم کو پیدا کیا گیا اور اسی میں ان کا وصال ہوا اس میں قیامت شروع ہوگی اور اس میں بے ہوشی چھائے گی۔ فرمایا

مجھ پر زیادہ درد و پڑھو کیوں کہ مجھ پر درد و پیش کیا جاتا ہے اب صحابہ کرام نے حضور سے پوچھا کہ حضرت جب آپ کا وصال ہو جائیگا اور عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے جسم گل سڑ جاتے ہیں اس وقت کیا ہوگا۔ تو آپ نے جواب دیا اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسم کو کھائے اور یہی حدیث حضرت ابو الدرداء سے ابن ماجہ میں موجود ہے جسمیں اللہ کے نبی کا فرمان ہے کہ نبی قبر میں زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے اب دیکھئے دونوں حدیثیں صحاح ستہ کی کتابوں سے میں عرض کر رہا ہوں مسلم کی پیش کی دوسری ابو داؤد سے پھر ابن ماجہ سے یہ صحاح ستہ کی کتابوں کی حدیثیں موجود ہیں اور خاص اسی جسم کے بارے میں اللہ کے نبی فرما رہے ہیں جب عام لوگوں کا جسم گل سڑ جاتا ہے وہ یہی دنیا والا جسم ہوتا ہے یا کوئی اور جسم ہوتا ہے اللہ کے پیارے پیغمبر نے بات کو نہایت واضح فرما دیا کہ جن جسموں کے بارے میں صحابہ کا خیال یہ تھا کہ وہ گل سڑ جاتے ہیں اللہ کے نبی نے یہ فرمایا کہ عام لوگوں میں اور نبیوں میں یہ فرق یاد رکھنا کہ عام لوگوں کے بارے میں کوئی قاعدہ نہیں کہ ان کا جسم محفوظ رہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے اجسام ضرور محفوظ ہوتے ہیں اور دوسرا فرق یہ ہے کہ دوسرے لوگ مرجائیں تو انہیں مردہ ہی کہنا لیکن انبیاء زندہ ہیں۔ ”وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ“ مولانا احمد سعید تو مثال کھجور کے تنے سے اور کنکریوں سے دے رہے تھے لیکن اللہ کے پیغمبر نے فرمایا کنکریاں تو ایک طرف رہیں اشرف المخلوقات جو انسان ہے عام انسانوں میں اور نبیوں میں فرق ہوتا ہے قبر میں تو اس لیے عام انسانوں سے آگے بڑھ کر جو حضرت محمد نے امتیاز بیان فرمایا ہے یہ چار حدیثیں ہو گئیں اب دیکھئے مولانا کا یہ فرمان کہ جب میں بولوں گا تو یہ حدیثیں بھاگ جائیں گی میں کہتا ہوں آپ نے ابھی تک چار حدیثیں

پڑھیں انہیں ابھی تک یہ الفاظ نہیں آئے کہ اللہ کے نبی معاذ اللہ مردہ ہیں آپ نے مناظرے کا اصول بیان کرتے ہوئے پڑھیں ان میں مناظرے کا ایک لفظ بھی نہیں دکھا سکے اور میں نے ان کا مجہول راوی ہونا اور وہ راوی دکھا دیئے ہیں جن کو آپ نے خود لکھا ہے کہ غالی شیعہ ہیں اور وہ مریض تدلیس کا ہے اب میں دیکھوں گا کہ یہ کونسی حدیثیں صحیح پڑھیں گے۔ الحمد للہ مسلمانوں نے کلمہ پڑھا ہے اپنے نبی کا ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ مسلمانوں کا ایمان ہے ہمارے نبی قرآن کو سب سے زیادہ جانتے ہیں اس لیے کوئی انکی بات جو ان سے صحیح ثابت ہوگئی ہے قرآن کے خلاف کبھی نہیں کی۔ ورنہ ماننا پڑیگا کہ خدا کا نبی خدا کا مخالف ہوتا ہے معاذ اللہ مجھے تو بار بار مولوی احمد سعید صاحب طعنہ دے رہے ہیں کہ تو نے قرآن سے روگردانی کی قرآن کی مخالفت کی۔ کیا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ ”الانبياء احياء في قبورهم يصلون“ کیا انکے بارے میں بھی احمد سعید صاحب یہی کہیں گے کہ قرآن کی مخالفت کی انہیں پہلے قرآن کی آیت لانی چاہیے تھی جب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اسی جسد کیساتھ قبر میں نماز پڑھنے کا مشاہدہ فرمایا مولوی احمد سعید نے اسکو معجزہ کہہ کر ٹالنے کی کوشش کی۔ میں نے مطالبہ کیا کہ اس کا معجزہ ہونا نص قطعی سے ثابت کر دیں۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے قول کی سند کا مطالبہ ابھی انکے سر پر قائم ہے کیوں کہ انہوں نے خود لکھا اپنے خط میں کہ ہم امام ابو حنیفہؒ کا وہی قول پیش کریں گے جسکی سند صحیح ہوگی وہ بھی ابھی تک پیش نہیں کر سکے۔ اور میں نے جتنی احادیث اور ارشادات نبویؐ پیش کیئے ہیں الحمد للہ وہ صحیح ہیں۔ احمد سعید صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ شاید مولوی امین کے نزدیک دو آدمیوں کا نام اجماع ہے بھائی دیکھیے ان دو آدمیوں نے تو اتر کہا ہے تو اتر دو آدمیوں پر نہیں بولا جاتا اب دیکھیے بہت سے لوگوں نے ابھی مکہ کرمہ کی زیارت نہیں کی اللہ ہر ایک کو توفیق دے لیکن ہم نے سینکڑوں لاکھوں آدمیوں سے سنا ہے کہ

مکہ میں بیت اللہ شریف ہے۔ تو اتنے آدمیوں سے سن کر کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں اسکو تو اتر کہتے ہیں علامہ صاحب آپکو یہ کس نے کہا ہے کہ تو اتر دو کا نام ہوتا ہے ہاں نقل کر نیوالے، ناقل ایک بھی ہو جیسے آپ نے نسائی کا قول پیش کیا تھا ”اتفاق اہل العلم“ ایک امام نسائی کا قول پیش کرتے ہیں آپ اسکو اجماع کہہ رہے تھے تو کیا میں کہہ سکتا ہوں کہ جب تک آپ ایک ایک صحابی سے پیش نہ کر سکیں نہیں مانا جائیگا آپ تو ابھی تک ایک بھی ثابت نہ کر سکے۔

XXXXXXXXXXXX

مولوی احمد سعید صاحب

(بغیر خطبہ کے) مولوی صاحب نے بڑی کوشش کی کہ بات اتنی لمبی ہو جائے اور الجھادی جائے کہ قرآن مقدس کی دلیل کا ہوش نہ رہے اس واسطے بات میں سے بات۔ مولانا صاحب فرما رہے ہیں کہ میں نے حدیثیں پیش کی ہیں اور جو حدیث پڑھی ”راء یست موسیٰ“ والی مولوی احمد سعید کہتا ہے کہ یہ معجزہ ہے تو لص قطعی سے ثابت کرو بڑے تعجب کی بات ہے کہ مولوی امین صاحب نے یہ روایت خالی سنی ہوئی ہے یا پڑھی بھی ہے الفاظ ہیں ”رایت موسیٰ“ یعنی موسیٰ علیہ السلام قبر میں دفن ہوئے اور رسول کریمؐ نے قبر کے باہر نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا اب بھی کسی لص قطعی کی ضرورت ہے اور پیغمبرؐ جو اتنی لمبی چوڑی قبر میں حضرت موسیٰؑ کو دیکھ رہے ہیں یہ معجزہ نہیں تو کیا آپ عالم الغیب ہیں یہاں سے تو ہمیں شک ہوتا ہے کہ آپ کچھ اور بھی بنے ہوئے ہیں کہ نبی پاکؐ پس پردہ پس دیوار عالم الغیب بھی ہیں مزید کسی دلیل کا مطالبہ کرنا جان بوجھ کر جی چرانا ہوا پھر لوٹ لوٹا کے سوال وہی ہے پھر فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نقل کر سکتا ہے اب جو نقل کر سکتا ہے تو اتر کیساتھ تو اس کو چاہیے کہ وہ

یہ بھی ثابت کرے سند کیساتھ کیا اس کو تو اتر کا الہام ہوا ہے یہ کیا دلیل ہے۔ ہاں البتہ دلیل کا معیار آپ پیش کریں بات پھر وہی لوٹ کے آئی مولانا فرماتے ہیں۔ رسول اللہ نے عقلی دلیل دی ہے ”لا حول ولا قوۃ الا بالہ“ صریح قرآن پاک میں اللہ نے مشن بتلایا ہے نبی کا کہ ”مومنوں پر اللہ کا احسان ہے کہ وہ مومنوں پر قرآن کی تلاوت کرتا ہے مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ حضور ساری زندگی عقل سے دلائل دیتے رہے۔ اور قرآن کی تلاوت کوئی نہیں کی ”لا حول ولا قوۃ الا بالہ“ اللہ کے نبی نے اظہار رسالت تبلیغ وعظ جو کچھ بھی شروع کیا کتاب مقدس سے شروع کیا کتاب اللہ کی اگر دلیل نہیں آپ کے پاس مولانا خواجہ ”رپڑ“ (یعنی واویلا) ڈالنے کی ضرورت نہیں صاف صاف لکھ دیں کہ قرآن مقدس اس مسئلہ پر بحث نہیں کرتا عوام انتظار میں بیٹھے ہیں کہ کب یہ قرآن مقدس کی آیت پیش کریں گے ہمارا مطالبہ پھر اسی طرح ہے کہ اللہ کی کلام پیش کرو پھر آگے چلو۔

xxxxxxxxxxxx

مولانا امین صدر اوکاڑوی

(بعد از خطبہ) دیکھیے میں نے احمد سعید صاحب کو کہا تھا کہ آپ کو قطعی کا لفظ تو بڑا یاد ہے لیکن آپ اسکا معجزہ ہونا نص قطعی سے ثابت کریں۔ مولانا نے فرمایا کہ ”نصایت“ کا لفظ معجزے کے معنی میں نص قطعی ہے۔ شاید مولانا نص کا معنی بھی نہیں جانتے نص اسے کہتے ہیں کہ جسکے جواز کیلئے اصل بات کی جائے۔ لا الہ الا اللہ یہ توحید میں نص ہے لا شریک شرک کی نفی میں نص ہے اس لیے میں مولانا سے پوچھوں گا کہ یہ جو ہم نص قطعی کا شور سنتے تھے آپ تو نص قطعی کا معنی بھی نہیں جانتے نص کا معنی بھی وہی ہوتا ہے جو آپ نے خود کہا کہ قرآن کی آیت سے ترجمے میں لکھا ہوا ہو وہ نص سمجھا جائیگا اگر روایت کا معنی معجزہ ہے تو آپ

فرمائیں کہ یہ کس نے لکھا ہے رہا یہ کہ اتنی دور سے دیکھنا آپ عالم الغیب مانتے ہیں یا نہیں دیکھیے ایک ہے دیکھنا ایک ہے موسیٰ کا نماز پڑھنا آنحضرتؐ نے بیت المقدس دیکھا اب دیکھنا تو معجزہ ہے لیکن بیت المقدس کا وجود تو معجزہ نہیں۔ تو اب آپ اندازہ لگائیں کہ اس میں صرف اتنی بات سے کر لیا گیا ہے کہ وہ اگلی بات بھی معجزہ ہے میں عرض کر چکا ہوں مولانا کی خدمت میں کہ حضرت قیاس مجتہد کا کام ہے آپ مجتہد نہیں ہیں لہذا آپ قیاس کو چھوڑیں اور وہ جو ستر آیات اور اٹھارہ سو حدیثیں ہیں وہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ اسکے بعد مولانا نے فرمایا کہ فلاں محدث کو الہام ہوا ہے کہ یہ متواتر ہے۔ میں نے بات واضح کر دی ہے کہ اگر ان محدثین نے متواتر لکھا ہے اور انہوں نے بہت بڑا جھوٹ بولہ ہے تو سارے باقی محدثین خاموش کیوں رہے بلکہ اس کو نقل کرتے آرہے ہیں علامہ ملا علی قاریؒ نے مکہ مکرمہ میں بیٹھ کر مرقات میں اس کو متواتر لکھا ہے بذل الجہود اور ترجمان السنۃ میں بھی اس کو متواتر نقل کیا گیا ہے اگر انہوں نے ایک بات غلط کہی تو باقی محدثین کو خاموش رہنا چاہیے تھا یا نہیں اور مولانا آپ جانتے ہیں کہ اجماع کی ایک قسم یہ بھی ہوتی ہے کہ ایک ذمہ دار آدمی بات نقل کر دے اور باقی سارے ذمہ دار اس کو قبول کر لیں یا خاموش رہیں تو یہ بھی ایک قسم کا اجماع ہے۔ آپ نے پتہ نہیں اصول کہاں پڑھا ہے میں نے بات کی تھی حضرت ادھر ادھر جا رہے ہیں حدیث ابھی تک پیش نہیں کر سکے کہ خدا کے نبی العیاذ باللہ قبروں میں مردہ ہیں۔ میں نے کہا نجران کے عیسائیوں پر عقلی دلائل پیش کئے گئے تھے انہوں نے آیت پڑھی ہے لَقَدْ مِّنَ اللّٰهِ عَلٰی الْمُؤْمِنِیْنَ اَب مُّؤْمِنِیْنَ کا یہ معنی یہ نہیں عیسائی کریں گے۔ بات تو نجران کے مناظرے کی میں نے کی اور انہوں نے آیت پڑھی ہے لَقَدْ مِّنَ اللّٰهِ عَلٰی الْمُؤْمِنِیْنَ اور مولانا وہ ہے تعلیم کی بات تعلیم میں پہلے قرآن پڑھایا جائیگا پھر اس کی تشریح پڑھائی جائیگی تعلیم کا طریقہ یہی ہے لیکن یاد رکھیں کہ کسی عدالت کا یہ قانون نہیں ہے کہ

دلائل جب یہاں ہوں تو مدعا علیہ کا کام یہ ہوتا ہے کہ پیش کیے ہوئے گواہ پر جرح کرے لیکن مدعا علیہ کہے کہ جی آپ نے سردار صاحب کو گواہ پیش کیا ہے میں انکی نہیں سنوگا پہلے ڈی سی کو پیش کرو یا گورنر پیش کرو اگر یہ غلط اصول رکھ دیا جائے اور اگر مولانا ناراض نہ ہوں کیونکہ شرطیں لگا کر دلیل کا مطالبہ کرنا ان لوگوں کا کام تھا کہ ہمیں شرعی معجزہ دکھائیں۔ مدعی کے ذمہ گواہ پیش کرنا ہے خواہ کسی کو پیش کرے اگر گواہ نہیں بن سکتے تو آپ لکھیں کہ یہ گواہی غلط ہے۔ اس گواہ پر جرح کریں اگر آپ کسی عدالت میں یہ قانون رکھیں تو دنیا بھر کی عدالتوں کو آپ معطل کرنا چاہتے ہیں تو ایک گواہ سردار صاحب پیش ہو گئے آپ کہیں گے نہیں نہیں گورنر صاحب ہوں وہ پیش ہو گئے تو کہیں گے نہیں صدر صاحب ہوں یا در کہیں گواہ کے بارے میں یہ اصول نہ شرعاً ثابت ہے نہ ہی عقلاً ثابت ہے نہ کس قانون دان نے آج تک لکھا ہے اس لیے اللہ رسول کی باتوں کو بھی ہم قطعی جانتے ہیں اور تو اترا کیساتھ ثابت ہیں وہ قطعی الثبوت بھی ہیں اہلسنت والجماعت نے متواتر روایات اور آیات میں کبھی یہ ترتیب نہیں رکھی مجھے کہتے ہیں آپ حنفی ہیں اصول فقہ میں سے یہ دکھادیں کہ آیت اور متواتر حدیث ان دونوں میں بھی یہ ترتیب ہے قطعاً یہ خود اصول فقہ حنفی کو چھوڑے جا رہے ہیں اور کسی فقہ میں بھی یہ اصول نہیں ہے آگے میں عرض کرتا ہوں حضرت ابی مسعود انصاریؓ فرماتے ہیں حضرتؓ نے فرمایا مجھ پر زیادہ درود پڑھو جمعہ کے دن کیونکہ جب بھی کوئی درود پڑھتا ہے تو وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اب دیکھیے حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ حضرتؓ نے فرمایا جو مجھ پر جتنا درود پڑے گا وہ قیامت کے دن میرے اتنا ہی قریب ہوگا۔ اور جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود پڑھو کہ وہ مجھ پر پیش کیا جاسکے ہر جمعہ کی بات جو آ رہی ہے اسکو معجزہ کہہ کر ٹالنا نہیں جا سکتا یا در لکھنا۔ ہر جمعے کا جو قاعدہ اللہ کے پیغمبر بیان کر رہے ہیں اسکو خرق عادت معجزہ نہیں کہا جائیگا بلکہ یہ قاعدہ ہے کہ اللہ کے نبیؐ پر درود پیش ہو رہا ہے اور درود پاک پیش ہونا زندگی کی

دلیل ہے موت کی دلیل نہیں تو اس لیے اب سات حدیثیں ہو گئیں اب اگلی حدیث سنیں
 حنیفہ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں حضورؐ فرماتے ہیں جب کوئی مسلمان مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ
 پاک میری روح کو متوجہ فرماتے ہیں اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں اب سلام سننا
 اور سلام کا جواب دینا علامہ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں ”رواہ ثقاہ“ اسی حدیث
 کے سارے راوی سچے اور کچے ہیں علامہ سناوی سراج منیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں
 ”اسناد حسن“ اسکی سند بڑی اچھی ہے اور علامہ نووی کتاب الاذکار میں فرماتے ہیں کہ یہ
 حدیث صحیح ہے حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور سنی چاروں مذہب کے
 اتفاق کے بعد غیر مقلدین کے نواب صدیق حسن بھی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے علامہ
 سخاویؒ شافعی القول البدیع میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے علامہ شبیر احمد عثمانی فتح الہیہم
 صف ۳۳۰ پر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ عقیدہ الاسلام میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (تامم ختم)۔

XXXXXXXXXXXX

مولوی احمد سعید صاحب

السلام علیکم! مولوی امین صاحب فرماتے ہیں لفظ قطعی وہ ہوتی ہے جس واسطے
 کلام کیا جائے حالانکہ معلوم اس طرح ہوتا ہے کہ لفظ قطعی کا معنی آپ نے اردو میں کسی سے
 پڑھا ہو تو آپکو پتہ ہو کہ یہ معنی نص قطعی کا نہیں۔ فرماتے ہیں کہ محدثین نے تواتر سے جو
 روایتیں کی ہیں وہ انکے نزدیک لفظ قطعی ہیں۔ پہلے بات تھی کہ قرآن مقدس کی آیت پیش
 کی جائے پھر حدیث پیش کرتے اب دو محدثین نے جو کچھ کہا وہ مولانا کیلئے سولہ آنے بالکل
 ٹھیک ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اگر ایک آدمی بیان کر دے اور باقی چپ کر کے سن لیں تو یہ

بھی اجماع ایک قسم ہے کیا یہ اجماع اسپیشل مولوی صاحب کیلئے ہے یا دوسرے فریق کو بھی فائدہ دے سکتا ہے ایک صحابی کہتا ہے ”حَسْبُكَ كِتَابُ اللَّهِ“ دوسرے صحابہ چپ کر کے سن لیں (یہ اجماع ہے کہ نہیں)۔ اک صحابی کہتا ہے ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے دوسرے چپ کر کے سن لیتے ہیں یہ اجماع نہیں بنتا؟ اور دو محدث اگر کہہ دیں فلاں روایت تو اتر سے ثابت ہے وہ اجماع بن گیا ہے بہر حال بات لوٹ کے پھر وہیں آتی ہے مولوی صاحب چاہے روایات کی بھرمار کرتے جائیں روایات پر بحث اس وقت ہوگی جب ان کا نمبر آیا سر دست مولوی صاحب قرآن میں اپنا عقیدہ ثابت کریں۔ قرآن مقدس کی آیت میں سے اپنا عقیدہ ثابت کریں کہ واقعی انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اپنے جسم کے ساتھ جیسے دنیا میں زندہ تھے ویسے ہی ہیں قرآن کی جب تک آیت پیش نہیں کریں گے روایات کی بھرمار سے فائدہ کچھ نہیں ہوگا۔ اگہات اجماع کی ہے تو میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں رسول اللہ کی عمر تریسٹھ سال پر امت کا اجماع ہے ایک منٹ بھی اوپر کوئی تسلیم نہیں کرتا اور آپ اس وقت تک زندہ مانتے ہیں تو پھر وحی بھی منقطع ہو جائے جبریل کی آمد و رفت بھی بند ہو جائے۔ اور صحابہ کا بھی اجماع اس پر ^{نَقَطَ} اَلْوَحْيُ عِنَّا رَسُوْلُ اللّٰہِ کے بعد ہم پر وحی بند ہو گئی حضرت فاطمہ الزہرا حضرت عائشہؓ اور اراج کا اس بات پر اتفاق ہو جائے کہ نبی پاکؐ پر وحی کا دروازہ بند ہو گیا کیوں کہ اگر زندگی اسی طرح موجود ہے تو زندگی تریسٹھ سال پر اجماع کیوں کر رہے ہیں اگر زندگی نبی پاکؐ کی تاحال موجود ہے تو قرآن کا نزول کیوں ختم ہو جاتا ہے اگر زندگی تاحال ہے نماز حضورؐ باجماعت مدینہ منورہ میں کیوں نہیں پڑھاتے بہر حال مولوی صاحب پہلے آیت قرآن کی پیش کریں کہ حضورؐ اپنی قبر میں آلاں کما کان زندہ موجود ہیں۔

XXXXXXXXXXXX

مولانا امین صفدر

حضرات دیکھیں کہ مولانا احمد سعید صاحب نے اللہ کے نبی کی ایک حدیث موطا سے پڑھی اور اسمیں اپنے طرف سے الفاظ زیادہ کیئے۔ اس کے بعد میں نے حدیثیں پڑھیں تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں جب بات کروں گا تو حدیثیں بھاگ جائیگی۔ اب جو تقریر مولانا احمد سعید صاحب نے کی ہے اسمیں انہوں نے اللہ کے نبی کی حدیثوں کو کانٹے کہا ہے عربی کے الفاظ میں جو آپ سب سمجھ نہیں سکے۔ بھی یہ اگر کہتے کہ کسی ایک قرآن کی آیت سے کہ اللہ کے نبی قبر میں زندہ نہیں ہیں تو مسئلہ ختم ہو جاتا ستر آیات حولوگوں کو کہتے ہیں اور اب جھگڑا کر کے مناظرہ ختم کرنا چاہتے ہیں یہ آیات ابھی پڑھ دیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں سردار صاحب بات اس طرح ختم ہوگی دیکھو اگر یہ بھی حدیث پڑھ دیتے ایک میری طرف سے حدیث ہوتی ایک انکی طرف سے تو ہم انکی سندوں پر بحث کر لیتے۔ اب میں نے تو دس حدیثیں پڑھ دی ہیں یہ اب تک ایک حدیث پیش نہیں کر سکے جسکے اندر یہ ہو کہ اللہ کے نبی قبروں میں بیجان ہیں اب مولوی صاحب جس طرف آئے ہیں وہ ہے ان کا دعاظانہ رنگ کہ جناب حضور کی تریسٹھ سال عمر پر امت کا اجماع ہے۔ جب عمر تریسٹھ سال ہے تو قبروں کی زندگی ثابت نہ ہوئی میں مولانا کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ یہ وعظ کی مجلس نہیں یہ مناظرے کی مجلس ہے مولانا اس کتاب کا حوالہ پیش کریں جس میں کسی اک سنی محدث نے لکھا ہو کہ چونکہ رسول اللہ کی عمر تریسٹھ سال ہے اس لیے قبر میں زندہ ہو نیوالی حدیثیں اجماع کے خلاف ہے اب انہوں نے ایک حدیث پڑھی ہے **أَقْطَعَ الْوَجْهَ عَنَّا** پہلے علامہ صاحب نے اپنے ساتھیوں کو مطمئن کرنے کیلئے سندیں پڑھنی شروع کیں تھیں جب میں نے پکڑا تو اب یہ سندیں پڑھنا بھول گئے ہیں یہ اسکی سند پیش کریں میں دیکھتا ہوں کہاں تک صحیح ہیں اور میں

کہتا ہوں اسی حدیث کے بارے میں کسی اک محدث نے کہا ہو کہ یہ حدیث متواتر ہے اور اسکے تحت لکھا ہو کہ نبی اپنی قبروں میں مردہ ہیں صرف ایک محدث دکھائیں جو صحیح ہو دیکھو میں نے کہا تھا حدیث میں وہی پڑھوں گا جس کے نیچے ترجمہ وہ خود کریں گے جب ترجمہ وہی نکل آیا تو تفسیر دیکھنے کی ضرورت ہی نہ پڑی۔ دیکھیں جیسے ”لا الہ الا اللہ کا مطلب ہے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کا ترجمہ واضح ہے اب انہوں نے عقلی دلیلیں دینی شروع کر دیں اور اللہ کے نبی کی حدیثوں کو کانٹے کہنا شروع کر دیا اور کہا کہ نبی پاکؐ کی عمر تریسٹھ سال پر امت کا اجماع ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی اپنی قبروں میں مردہ ہیں میں کہتا ہوں جس طرح انہوں نے کہا ہے ایک محدث صرف ایک دو بھی نہیں ایک محدث حنفی دکھا دیں جس نے لکھا ہو کہ تریسٹھ سال عمر کا مطلب یہ ہے کہ انبیاءؑ بیجان اور مردہ ہیں اور خود مولانا احمد سعید صاحب جو کچھ اپنی کتاب ”دمدمہ“ میں بار بار فرماتے ہیں کہ لوگوں نے قرآن و حدیث کے ”گھڑنتو“ ترجمے بنا رکھے ہیں قرآنی آیات اور ادعیہ ماثورہ کے تعویذ لکھنے کے جواز پر پوری امت کا اجماع ہے اس ڈاکٹر (مسعود الدین عثمانی) بے علم سے پہلے کسی اہل علم نے اس پر نکیر نہیں کی۔ یہ جو مطالبہ مولوی سعید نے عثمانی سے کیا ہے یہی مطالبہ میں مولوی احمد سعید سے کر رہا ہوں کہ کوئی ایک اہل علم پیش کر دیں جس نے تریسٹھ سال عمر کو نبی کا قبر میں مردہ ہونے کی دلیل بنایا ہو۔ یہ ایک محدث کا نام لے لیں جنہوں نے ”انقطع الوجی عننا“ کی روایت کو اموات نبی کی دلیل بنایا ہو۔ علامہ احمد سعید ”دمدمہ“ صفر ۶۴ پر فرماتے ہیں اس مجدد العمیان، یعنی اندھوں کا مجدد یہ حضرة کا لفظ ہے جس کا میں نے ترجمہ کر دیا ہے۔ کونسا وہ محدث ہے جس نے اس آیت سے وہ معنی لیا جو یہ اندھوں کا مجدد لے رہا ہے اور اپنی مرضی سے تفسیر بیان کرنے کا یہ عادی مجرم ہے اور تمام امت عالمین اور علماء راسخین کو حرام خوری کی بھٹی کا مستحق بنانا چاہتا ہے بالکل جو مطالبہ مولوی احمد سعید نے ڈاکٹر عثمانی سے کیا ہے وہی مطالبہ

میں کرتا ہوں جو لفظ انہوں نے انکے بارے میں استعمال کیا ہے وہ انکو زیب دیتا ہے
 میں مولوی احمد سعید کیلئے یہ لفظ استعمال نہیں کرنا چاہتا (یعنی اندھوں کا امام) بہر حال میں پوچھتا
 ہوں کسی محدث اور مفسر نے تریسٹھ سالہ عمر کو نبی کا قبر میں معاذ اللہ مردہ ہونا ثابت کیا ہے کتنے
 مجتہد ہیں جنہوں نے ”نقطع الوجہ“ کو مردہ ہونگی دلیل بنایا ہے اگر اس طرح کے گھڑنٹو ڈاکٹر
 عثمانی بیان کرے تو مولوی احمد سعید صاحب اسکو اندھوں کا امام کہیں اسے رافضی، یہودی اور
 بے دین کہیں اور یہ کہیں کہ ڈاکٹر عثمانی کو دوسروں کا علاج کرنے کی بجائے پہلے اپنے دماغ کا
 علاج کرنا چاہیے تو میں بھی مولوی احمد سعید صاحب سے کہوں گا جو مطالبہ آپ نے ڈاکٹر عثمانی
 سے کیا ہے وہی مطالبہ میں آج آپ سے کر رہا ہوں۔

XXXXXXXXXXXX

مولوی احمد سعید

(بغیر خطبہ کے) السلام علیکم! بھائیو مولوی امین صاحب نے بڑے جوش و خروش
 سے غیر متعلقہ باتیں کی ہیں نتیجہ پھر بھی وہی کا وہی ہے میں صرف دو چیزیں عرض کرتا ہوں
 مولوی صاحب کہتے ہیں کوئی اک محدث ایسا ہو جس نے کہا ہو کہ نبی علیہ السلام کی چونکہ
 تریسٹھ سال زندگی تھی اس لیے قبر میں زندہ نہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی اک محدث ایسا
 کائنات میں نہیں جو نبی پاک کی تریسٹھ سال سے اوپر زندگی لکھتا ہو۔ بات تو تھی یہ کہ اک
 سینڈ کیلئے بھی کوئی محدث ایسا کائنات میں نہیں جو نبی پاک کی تریسٹھ سال سے اوپر زندگی
 لکھتا ہو۔ مولوی صاحب دوسری بات آپ نے یہ فرمائی کہ قرآن مقدس بار بار آپ یہ
 اقرار کرتے ہیں کہ تاکہ مطالبہ دلیل کا آپ سے نہ کیا جائے۔ میں عرض کروں گا کہ رسول
 کریم کی صحیح حدیث ہے کہ قیامت سے پہلے چھ چیزوں کا ہونا ضروری ہے سب سے پہلی

بات ”موتی“ دنیا سے میرا چلا جانا یہ حدیث آپ کے اس دعوے کی بڑی شدت کیساتھ رد کرتی ہے کہ رسول کریم اگر دنیا کے کسی خطے میں زندہ ہوں قیامت قائم نہیں ہو سکتی۔ اگر اللہ کے نبی زندہ ہوتے تو قیامت کا ماننا مشکل ہے آپ علماء اور اجماع امت کی بات کرتے ہیں یہ جو اللہ کے نبی نے خود فرمایا کہ ”موتی“ جب تک میں وفات نہیں پاؤں گا قیامت نہیں آئے گی اللہ کے نبی کی قبر دنیا میں ہے کہ نہیں؟ مدینہ طیبہ میں حجرۂ عائشہ صدیقہ موجود روئے کے اندر اگر نبی زندہ موجود ہیں جیسے دنیا میں تھے تو قیامت قائم نہیں ہو سکتی۔ بہر حال یہ تو ہے اس بات کا رد جو آپ بار بار محدثین کا نام لیتے ہیں آپ محدثین کی بات کرتے ہیں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کی بات عرض کر رہا ہوں۔ باقی میں جو مطالبہ کر رہا ہوں بار بار کہ آپ اپنا دعویٰ ثابت کرنے کیلئے اللہ کی کتاب پیش کرو۔ کیوں کہ اسکے متعلق خود قرآن پاک میں بھی یہ قانون موجود ہے دیکھو یہودیوں نے جب دعویٰ کیا کہ فلاں چیز حلال ہے فلاں حرام ہے حالانکہ صرف انکا قول اور دعویٰ تھا اللہ کے پیغمبر کو حکم الہی ہوا ”فأتواہا التورات فاتلو“ تورات لے آؤ اگر آپ کا دعویٰ ہے کہ اللہ کی کتاب میں یا اللہ کے نزدیک یہ چیز حرام ہے تو پھر لے آؤ اللہ کی کتاب اور تلاوت کرو۔ مناظرہ کے واسطے آپ نے زور لگایا کہ مناظرے میں کتاب اللہ کو پیش کر نیکا کوئی ثبوت نہیں خود اللہ کے پیغمبر سے ثابت ہو گیا کہ ”فأتواہا التوراة“ اللہ کے نبی خود مخالفین سے دلیل مانگتے ہیں تو کتاب اللہ سے مانگتے ہیں اور ہم اگر تمہارے عقیدے کے اثبات کیلئے کتاب مقدس مانگیں تو آپ کی جانب سے اعتراض آتا ہے کہ محدثین نے یہ نہیں کہا افسوس آپ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ تمام محدثین و مفسرین کا قرآن پاک سے کوئی تعلق نہیں دوسرا آپ نے یہ الزام لگایا ہے کہ میں نبی پاک کی احادیث کو کائناتوں سے تشبیہ دی ہے ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ میں نے تو کہا تھا کہ اگر کتاب اللہ سے اعراض کر کے دائیں بائیں سے دلائل

مناظرہ کا سید نے یہ شان نزول غلط بیان کیا ہے۔ حلال حرام کا مسئلہ نہیں تھا۔ یہ حدیث کا واقعہ ہے۔

دیتے جائیں تو کانٹوں پر ہاتھ مارنے والی بات ہے احادیث کو کانٹے نہیں کہا آپکو کہا ہے کہ آپ کتاب مقدس کی طرف تو آتے نہیں اور بھاگ کے حدیث کا نام لیتے ہو جو کتاب اللہ کی جانب آتا نہیں اسے حدیث سے کیا تعلق بہر حال آپکے ذمہ جو بات ہے وہ وہی ہے جسکی طرف آپ آنے کیلئے تیار نہیں اور نہ ہی میں آپکو اس معاملے میں رخصت دے سکتے ہوں یہ آپ روایت پر روایت پڑھتے جا رہے ہیں اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو میں آگے انشاء اللہ روایت کے مقابلے میں روایت پڑھوں گا۔ مگر مطالبہ میرا وہی رہیگا کہ قرآن پیش کرو۔ اگر قرآن پاک میں یہ مسئلہ نہیں تو پھر صاف اقرار کرو کہ اسی مسئلہ کو اللہ کی کتاب نے نہیں چھیڑا۔ بیان نہیں کیا نفی یا اثبات کا کوئی پہلو نہیں اسکے بعد بے شک حدیثوں کی طرف جاؤ پھر حدیث کے مقابلے میں روایت آئیگی۔ اور آپکی پیش کردہ روایتوں پر بحث بھی ہوگی اور بخاری مسلم پر مقابل کا جائزہ بھی آجائے گا فی الحال قرآن سے پیش کرو اپنا مسئلہ جو قطعی الدلالت اور قطعی الثبوت ہو۔ اگر نہیں تو صاف اقرار کرنا چاہیے کہ اس مسئلے کا قرآن سے کوئی تعلق نہیں مقصد تو یہ ہے کہ پبلک کے سامنے ایک بات عام فہم طریقے سے ثابت ہو جائے اور جو روایتیں آپ پڑھتے ہیں وہ تو احناف کے نزدیک قابل قبول بھی نہیں انشاء اللہ بہت جلد پتہ چل جائیگا۔ آیت پیش کر کے اپنا عقیدہ پیش کرو اسلام علیکم۔

XXXXXXXXXXXX

مولانا امین صفدر

(بعد از خطبہ) میرے دوست بزرگو! میں نے اللہ کے نبی کی حدیثیں پیش کیں اور مولوی صاحب کے بارے میں میں نے کہا تھا کہ انہوں نے حدیثوں کو کانٹے کہا ہے میں نے عرض کیا کہ یہ اللہ کے نبی کی شان میں بہت بڑی گستاخی ہے مولوی صاحب نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی تھی۔ اور خود کہا کہ اس کا مطلب ہے کانٹوں پر ہاتھ پھیرنا۔ میں تو

کہتا ہوں کانٹے تو کافر بچھاتے تھے اللہ کے نبیؐ سے پھول برساتے تھے اب جو نبی کی حدیثوں کو کانٹے کہے (وہ آپؐ خود فیصلہ کر لیں) پھر مولانا نے فرمایا کہ یہودیوں نے جب حلال حرام کا مسئلہ اپنی طرف سے بنایا تو اللہ کے نبیؐ نے کتاب اللہ سے دلیل طلب کی۔ میں مولانا نے پوچھتا ہوں کہ ”فاتوا بالتوراة“ اس آیت کا شان نزول دکھاؤ کہ کہاں حلال حرام کا مسئلہ درپیش تھا؟ یہ تو قصہ تھا حدیث کا اس کا مطلب یہ ہے کہ مولوی احمد سعید صاحب کو قرآن بھی اتنا ہی آتا ہے علماء حضرات موجود ہیں میں پوچھتا ہوں کہ حلال حرام پر جھگڑا ہوا تھا؟ انکو تو شان نزول کا بھی پتہ نہیں۔ اسکے بعد مولانا کا کام تھا کہ مجھے جس طرح کہتے ہیں خود قرآن کی ایک آیت ایسی پڑھ دیں جس کا مطلب ہو کہ نبی قبروں میں بیجان ہیں لیکن اب تک وہ ایک آیت پیش نہیں کر سکے اور نہ ہی قیامت تک کر سکتے ہیں آپؐ نے جو لکھا تھا کہ میرے پاس ستر آیات ہیں آج وہ کہاں ہیں ان میں سے ایک بھی نظر نہیں آرہی پھر آپؐ نے کہا تھا کہ میرے پاس اٹھارہ سو حدیثیں ہیں۔ اب لوگ منہ دیکھ رہے ہیں کہ ادھر سے حدیثیں پڑھی جا رہی ہیں اور مولوی احمد سعید کی طرف سے جواب آتا ہے کہ حدیثیں بھاگ جائیں گی ادھر سے حدیثیں پڑھی جا رہی ہیں اور ادھر سے حدیثوں کو کانٹے کہا جا رہا ہے اور جب مولانا کھڑے ہوتے ہیں تو یا حدیث میں اپنی طرف سے اضافہ کر لیتے ہیں یا وہ سندیں پیش کرتے ہیں جنکو خود ناقص کہہ چکے ہیں اور میں یہ بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ انہوں نے جو ”موتی“ والی حدیث پڑھی ہے اسکی ذرا سند تو پیش کریں میں دیکھوں وہ کیسی ہے اور مولانا ذرا وہ کتاب کھول کے رکھ دو جہاں کسی ایک سنی محدث نے لکھا ہو کہ اس حدیث کے تحت انبیاء قبروں میں مردہ ہیں تو میں بات ختم کر دوں گا۔ لیکن قیامت تک یہ پیش نہیں کر سکیں گے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں حضرت پاکؐ نے فرمایا جب اسرافیلؑ صور پھونکیں گے تو سارے انبیاء بیہوش ہو جائیں گے تو سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا اب میں پوچھتا ہوں کہ بے ہوش زندہ ہوتے ہیں یا مردہ ہوتے ہیں بے ہوش ہونیکا مطلب کسی اردو دان سے بھی پوچھ لو یہی کہے گا کہ پہلے ہوش تھا پھر نہ رہا۔ اب مولانا یہ بھی تو صحیح حدیث ہے اور میں امام بیہقی تاج الدین سبکیؒ اور سیوطیؒ سے پیش کرتا ہوں انہوں نے اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ یہ حدیث بتا رہا ہے کہ انبیاء علیہ السلام قبروں میں زندہ اور وہ باہوش ہیں جب صور پھونکا جائیگا تو ان پر بیہوشی طاری ہو جائیگی اب دیکھیں میں نے تو تین محدث پیش کر دیئے

اب مولوی احمد سعید صاحب نہ تو قرآن کی آیت پیش کر سکے نہ نبی پاکؐ کی حدیث سے ثابت کر سکے ہیں اور کسی ایک سنی محدث کا حوالہ پیش کر سکے اور نہ ہی قیامت تک (ثائم ختم)

مولوی احمد سعید

(بعد خطبہ)! حدیث رسول اللہؐ کے پیش کرنے کا مطلب یہ تھا کہ مولوی صاحب کو اپنے دلائل کے توازن کا پتہ چل جائے حدیث پیش کی تھی کہ قیامت سے پہلے چھ چیزوں کا ہونا ضروری ہے نمبر 1 میرا موت پا جانا ضروری ہے سوال یہ ہے کہ محمد رسول اللہؐ وفات پا جانے کے بعد اس دنیا میں زندہ ہیں اگر زندہ ہیں تو پھر قیامت کیسے آئے گی۔ قبر کو کسی اور جہاں میں مانتا ہے مولوی امین تو بتلائے۔ اور اگر قبر کھودنے والے نے اسی جہاں میں قبر کھودی اور یہی فن کیا تو پھر آپؐ اسی دنیا میں زندہ ہیں تو نبی پاکؐ تو فرما رہے ہیں کہ ”ان من شرار الناس من تدركهم الساعة وهم احياء“ کہ سب سے بڑے شریرو وہ لوگ ہیں جو زندہ ہو گئے۔ تو انکی زندگی میں قیامت آئیگی سوال پیدا ہوتا ہے اللہ کے نبی اگر مدینہ عالیہ میں زندہ ہیں تو پھر قیامت کیسے قائم ہو سکتی ہے اور اگر قیامت قائم ہوگی تو معاذ اللہ معاذ اللہ نبی پاکؐ تو فرماتے ہیں قیامت شریفوں پر نہیں شریروں پر آئیگی۔ مطلب یہ ہے کہ روایات کا سلسلہ ابھی نہیں چلا میں تو صرف ایک ”مشتے نمونہ از خروار“ نمونہ دے رہا ہوں جب میں روایات پیش کروں گا تو اکادکا جو محدث، جیسے مولوی امین کہہ رہے ہیں کہ بیت اللہ میں ملا علی قاریؒ نے یہ لکھا وہ لکھا۔ کیا بیت اللہ میں بیٹھنے سے اجماع اور نبی کی حدیث بن جاتی ہے۔ کیا محدثین کو یہ معصوم سمجھتے ہیں بہر حال یہ چیزیں تو بعد کی ہیں سب سے پہلی چیز تو قرآن مقدس ہے۔ حضرت ابو بکرؓ اور دیگر صحابہؓ کا خلیفہ بننا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے نبی اپنے جسم کے ساتھ قبر میں زندہ نہیں ورنہ خلافت کا دور زندہ کے ہوتے ہوئے نہیں چل سکتا۔ اس

واسطے نبی پاک فرماتے ہیں ”کَلِمَا هَلَك نَبِي خَلْفَهُ“ جب اللہ کا نبی فوت ہوا تو اس کا کوئی نہ کوئی خلیفہ بنا مگر میری وفات کے بعد خلفاء ہونگے۔ اگر نبی زندہ ہیں تو زندوں کا بھی کوئی خلیفہ ہوتا ہے خلیفہ ہمیشہ ہوتا ہے موت کے بعد بہر حال یہ چیزیں تو صرف اشارۃ ہیں اصل تو قرآن ہے مولوی صاحب جو دو گھنٹے سے کہہ رہے ہیں میں حدیث پیش کر چکا مگر یہ کیوں نہیں کہتے کہ کوئی آیت بھی میں نے پڑھی۔ اس کا آخر راز بھی تو بتائیں کہ وجہ کیا ہے؟ ہم بھی تو ہدایت پر آئیں نا اگر ہم غلطی پر ہیں تو نہیں تو پھر ضد کیوں نہیں چھوڑتے آخر خدا کے دربار میں پیش ہونا ہے آخر قرآن سے دلیل پیش کیوں نہیں کرتے آپ نے کون سے موقع کٹیلتے سنبھال کے رکھی ہوئی ہے بہر حال میرا مطالبہ یہی ہے کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ نبی پاک قبر میں زندہ ہیں ہمیں اس دعوے کا انتظار ہے اور قیامت تک انتظار رہیگا۔ اسلام علیکم۔

XXXXXXXXXXXX

مولانا امین صفدر اوکاڑوی

(بعد از خطبہ) میرے دوستو بزرگو! اب مولوی سعید صاحب نے کچھ حدیثیں پڑھنی شروع کیں ہیں لیکن کسی اک حدیث میں نہ تو نبی کا لفظ آیا اور نہ ہی قبر کا لفظ آیا۔ اس واسطے مولوی صاحب کہتے ہیں میں ابھی اشارے کر رہا ہوں۔ مولوی صاحب یہ دنیا دیکھ رہی ہے کہ کب تک گونگے کے اشارے رہینگے کوئی اک حدیث آ تو جائے مولوی صاحب اب آپ اس عمر میں نہیں کہ اشارے کرتے رہینگے اس واسطے اگر مولوی احمد سعید صاحب کو قرآن آتا ہے تو وہ ہی اک آیت پڑھ دیں کہ نبی قبروں میں مدہ ہیں آپ نے تو کہا تھا ستر آیات ہیں چلو ایک آیت تو پڑھ دیں انہر آیات میں معاف کرتا ہوں اب مولوی صاحب نے حدیث پڑھی ہے کہ موت ان پر آئیگی جو شریر ہوں گے دیکھیں دنیا میں زندہ رہنا اور چیز ہے اور قبر کی زندگی اور چیز ہی مولوی

صاحب آپ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں یہ قرآن نے کس کی نشانی بتلائی ہے ”لَمْ يَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ“ مولوی صاحب یہ جو آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے شرارتا کہہ رہے ہیں قرآن، قرآن میں ان سے کہوں گا اپنے مولوی صاحب سے کہو قرآن پیش کرو۔ یا یہ کہیں کہ مولوی احمد سعید قرآن کو نہیں ماننا اس لیے ہم اسکو نہیں کہتے آپ کو اس لیے کہتے ہیں کہ آپ پر یقین ہے کہ قرآن کو مانتا ہے یہ بات واضح کریں اور میں نے حدیثیں پڑھی ہیں ان کا ترجمہ اتنا واضح ہے کہ خود احمد سعید صاحب نے بھی مان لیا کہ ان کا ترجمہ ٹھیک ہے اب مولوی صاحب نے ایک اور پیاری بات کی ہے وہ یہ کہ پہلے کہتے تھے قبر کوئی اور جگہ ہے اب مان لیا ہے کہ قبر وہی ہے جو حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں ہے ہے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ پیش کروں گا۔ وہ کب پیش کریں گے اٹھارہ سو حدیثیں تو کتنے دنوں میں پیش نہیں ہو سکتیں یہ ابھی ایک بھی نہیں سنا سکے۔ حالانکہ میں نے ستارہ سو ننانوے حدیثیں معاف کر دی ہیں یہ ایک ہی سنا دیں۔ میں وہ ہی مان لوں گا میں نے ان کی طرح یہ نہیں کہنا کہ یہ کانٹے ہیں بالکل نہیں خدا کی قسم میں اسی وقت بیٹھ جاؤں گا مناظرہ ختم جھگڑا ختم! میں اسکے بعد اٹھنا گستاخی سمجھوں گا کہ حدیث سن کر بھی ضد پر رہوں مولوی صاحب تو یہاں تک کہہ گئے کہ میں بولا تو حدیثیں بھاگ جائیں گی۔ معاذ اللہ نبی پاکؐ کی حدیثیں اتنی کمزور نہیں ہے جو آپکے بھگانے سے بھاگ جائیں گی نبی پاکؐ کی حدیثوں کو آپ سب مل کر بھی نہیں بھاگ سکتے انشاء اللہ وہ قائم دائم رہیں گی یہ اور بات ہے کہ اللہ نے آپ کی قسمت میں ماننا لکھا ہے یا نہیں لکھا ہم دعا کریں گے یا اللہ نبی کے امتیوں کو حدیث ماننے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ توفیق عطا فرما کہ کوئی نبی کی حدیث میں اضافہ نہ کرے اور نہ حدیث کو کانٹے کہے۔

XXXXXXXXXXXX

مولوی احمد سعید

اچھا بھی کوئی جھوٹ کا منہ سر ہوتا ہے لیکن جو جھوٹ مولوی امین سے سن رہے ہیں آج تک اس قسم کا جھوٹ نہیں سنا فرماتے ہیں کہ ہمارے ذمے خواخوہ عقیدہ لگا دیا ہے اس کے ذمہ عقیدہ لگا یا کہ تم انبیاء علیہ السلام کو قبروں میں زندہ کہتے ہو۔ میں نے دلیل مانگی تو کہا خواخوہ عقیدہ ہمارے ذمہ لگا دیا ہے آخر معاملہ کیا ہے یہ تو دھوکہ دینے والی بات ہے۔

آپ اگر حضور کی حیات قبر میں ایسی ہی مانتے ہیں جیسے دنیا میں تھی جو قرآن مقدس سے آخر ثابت تو کیا جائے۔ چلو آخری بات میں آیت تلاوت کرتا ہوں پر شرط یہ ہے کہ پہلے لکھ دو کہ ہم ثابت نہیں کر سکتے۔ اور اگر لکھ کر نہیں دیتے تو کم از کم اللہ کی کتاب مقدس سے ہی ثابت کر دو۔ بار بار یہ اعتراض برداشت نہیں کیا جا یگا میں آیت پڑھتا ہوں کہ اللہ کے سارے انبیاء قبروں میں زندہ نہیں ہے۔ بشرطیکہ پہلے اقرار کرو کہ نہ قرآنی دلیل ہمارے پاس ہے اور نہ ہم پیش کر سکتے ہیں چل مولوی صاحب آپ بھی بڑے دور سے آئے ہیں میں آپ کا مطالبہ تسلیم کرتا ہوں سر دست میں تین آیات تلاوت کروں گا مگر پہلے لکھ کر دے تو دے نا کہ میرا عقیدہ قرآن سے ثابت نہیں۔ اسلام علیکم

XXXXXXXXXXXX

مولانا امین صفدر

(بعد از خطبہ) مولوی صاحب کہتے ہیں کہ آپ قرآن کے مخالف ہیں میں کہتا ہوں کہ قیامت کیدن اللہ پاک پوچھیں گے یہ تو قرآن کے مخالف تھے تم نے سنا دیا ہوتا آخر

اتنی دیر تک لوگوں کو بٹھائے رکھنا کہاں کا انصاف ہے؟ باقی مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ان ستر آیات میں سے میں سر دست تین آیات پڑھوں گا چلو مولوی صاحب وہی تین پڑھ دیں جن کا مطلب یہ ہو کہ انبیاء علیہ السلام قبروں میں مردہ اور بیجان ہیں۔ اس لیے میں مولوی صاحب کو وقت دیتا ہوں کہ وہ دیر نہ کریں اور آیات پڑھیں۔

XXXXXXXXXXXX

مولوی احمد سعید

میں نے عرض کیا تھا مجھ سے قانون کیخلاف مولوی امین نے مطالبہ کیا ہے۔ کہ آیت پڑھو۔ اپنے سر کی گھنڑی اٹھا کر میرے اوپر رکھنے کی کوشش کی مگر اس بیچارے کو یہ علم نہیں کہ ہمیں تو قرآن سے اتنی ہی محبت ہے جتنی خدا کے رسول کیساتھ محبت ہے اب میری بات تسلیم تو کر لی گئی کہ تو آیات پڑھ اپنی بات پھر بھی بھول گئے ہیں کہ میں نے کچھ لکھ کے دینا ہے کہ نہیں عجیب داستان ہے مولوی کم از کم کچھ تو انصاف ہونا چاہیے پھر آپ کو موقع دے رہا ہوں اور عرض کروں گا کہ مجھ سے دلیل کا مطالبہ کرنا بالکل اصول مناظرہ کے بھی خلاف ہے اور تعلیم اسلام کے بھی خلاف ”لا دلیل علی النافی“ آپ نے خود فرمایا کہ نفی کر نیوالے پر دلیل نہیں مطالبہ اس سے ہوتا ہے جو کسی چیز کی جھولی بھر کے کہتا ہے میری ہے اس سے دلیل پوچھی جاتی ہے کہ تیری کیسے ہے آپ نے دعویٰ کیا ہم نے دلیل مانگی قرآن سے آپ قرآن سے ناراض کیوں ہیں قرآن پاک سے دلیل پیش کیوں نہیں کرتے

پھر اسکے باوجود مولوی صاحب نے رٹ لگایا کہ جب تک یہ آیاتیں نہیں پڑیگا ہم نے کوئی بات تسلیم نہیں کرنی اور پھر چالاکی یہ دیکھو شاید اس کا نام بھی دیانت داری ہوگا کہ آیت وہ پڑھو جسمیں لکھا ہو کہ نبی قبر کے اندر زندہ نہیں حالانکہ مسئلہ تو یہ ہے کہ اللہ کا پیغمبر وفات پا چکا

ہے اب اسکے بعد نہ قبر کے اندر کوئی زندگی ہے۔ نہ باہر کوئی زندگی ہے نہ زمین کے نیچے کوئی زندگی ہے نہ زمین کے اوپر کوئی زندگی ہے یہ کہتے ہیں قبر کا لفظ دکھا۔ کیا یہ طریقہ صحابہؓ نے استدلال کیا ہے رسول پاکؐ نے بتایا ہے یا شریعت میں اسکی کوئی اجازت ہے پھر کہتے ہیں جی موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھنے رسول پاکؐ نے خود دیکھا حالانکہ اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں ”لو کان موسیٰ حیاماً وسعہ الا التباعی“۔ اگر موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو وہ میری اتباع میں پیچھے چلتے بہر حال دعویٰ یہ کیا جاتا ہے کہ نبی علیہ اسلام قبروں میں زندہ ہیں اور دعویٰ وہ کیا جاتا ہے جو اصول اسلام کے بھی خلاف ہیں روایتیں اور حدیث وہ پڑھتے ہیں جنکا معنی ہی کچھ اور ہوتا ہے انکو کھینچ کر قبر پر گھسیٹنا کیا یہ دیانت داری ہے اگر یہ نبی پاکؐ سے محبت ہے تو ایسی محبت سے خدا ہمیں بچائے کہ حدیث کا معنی کچھ ہو مولوی امین صاحب لے آ کر قبر پر فٹ کر دیں بھائیو پھر آخر میں کہتا ہوں اگر مولوی صاحب لکھ کے دیدیں کہ ہمارا عقیدہ قرآن سے ثابت نہیں میں خدا کی قسم ابھی تلاوت کرتا ہوں۔

XXXXXXXXXX

مولانا امین صفدرؒ

(بعد از خطبہ) میرے دوستو مولوی احمد سعید صاحب نے آپ کے سامنے اسلام کے بڑے اصول بیان کیئے کہتے ہیں کہ اسلامی اصول ہے جو نافی ہو یعنی نفی کر نیوالہ اسکے ذمے دلیل نہیں ہوتی خود کہتے ہیں کہ میں نافی ہوں تو وہ تین آیاتیں آپ نے کس لیے پڑھنی ہیں اسلام کی مخالفت تو آپ خود کر رہے ہیں اپنی بات کا معنی بھی ان کو نہیں آتا۔ میں نے کہا تھا کہ انکے پاس کوئی ایسی حدیث یا آیت نہیں جس میں نبی کا لفظ ہو قبر کا لفظ ہو اور ثابت ہو کہ نبی قبر میں زندہ نہیں مولوی صاحب آپ دیر نہ کریں وہ آیات پڑھیں۔

XXXXXXXXXXXX

مولوی احمد سعید صاحب

مولوی صاحب میں نے عرض کیا ہے بار بار آپ اگر پھر بھی انتظار کرتے ہیں اور بات کو لمبا کرتے ہیں تو آپ کی مرضی میں پھر مولانا کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میرے عزیز محترم بھائی کم از کم اچھے تاثرات لے کر عوام بھی جائے آپ بھی جائیں۔ اب تو آپ نے بڑی مختصر تقریر کی ہے حالانکہ پہلے تو آپ کو کہنا پڑتا تھا ”ہش ہش“ (یہ مولوی سعید نے بدتمیزی کی تھی جس پر عوام نے اٹھ کر بھرپور احتجاج کیا جس پر مولوی سعید صاحب نے پینترا بدلتے ہوئے کہا نہیں نہیں مولانا امین صاحب میرے بھائی ہیں میرے محترم ہیں (مرتب) میں ان پر کوئی فتویٰ نہیں لگاتا ایک بار پھر عرض کرتا ہوں مولوی امین صاحب لکھ کر دیس کہ ہمارا عقیدہ قرآن سے ثابت نہیں میرا وعدہ ہے کہ میں قرآن پڑھوں گا اگر نہیں تو پھر عوام بھی سوچ لے کہ مولوی امین صاحب کیا چاہتے ہیں میری شرط اک ہی ہے انہوں نے ایسے آدمی سے مطالبہ کیا ہے جسکے ذمے انکار ہے دلیل نہیں خود کہہ چکے ہیں کہ مولوی سعید دلائل نہیں دے سکتا کیونکہ اس نے دعویٰ نہیں پیش کیا میں نے جب دعویٰ ہی پیش نہیں کیا میں تو صرف مولوی صاحب کے دعوے کو غلط ثابت کرنے کیلئے آیا ہوں لہذا مولانا صاحب اپنے دعویٰ کو شہادتوں اور گواہوں کیساتھ ثابت کریں جسکی ابتداء کتاب مقدس سے ہے اگر نہیں تو لکھ دیں تاکہ میں انکی منت ساجت والا مطالبہ پورا کروں۔

XXXXXXXXXXXX

مولانا امین صفدر

(بعد از خطبہ) ”الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَىٰ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ
الصُّطَفَىٰ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ وَلَقَدْ اَتَيْنَا مُوسٰى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ
مِّنْ لِّقَائِهِ“ اللہ پاک فرماتے ہیں ترجمہ اس آیت کا یہ ہے ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب
دی کون موسیٰ اسی جسم والے یا خواب و خیال والے اسی جسم والے اور اے میرے محبوب
آپ ذرا بھی شک نہ کرنا کہ آپ کی موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ کون موسیٰ
اسمہ جسم والے یا خواب و خیال والے اسی جسم والے اور اے میرے محبوب آپ ذرا بھی شک
نہ کرنا کہ آپ کی موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوگی کون موسیٰ علیہ السلام ”حَدَّثَنِي اِسْرَآئِيلُ
“جو نبی اسرائیل میں کھڑے ہو کے وعظ کہا کرتے تھے اللہ پاک نے قرآن
مقدس میں یہ وعدہ اپنے نبی کو دیا۔ مسلم شریف کی حدیث میں آتا ہے کہ میں نے ان کو قبر
میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ مولوی صاحب نے پچھلی تقریر میں کہا تھا کہ یہاں قبر کا لفظ
ہے نہیں پتہ نہیں انہوں نے زندہ کیسے سمجھ لیا۔ چلو مولوی سعید صاحب یہی مان لیں کہ
مردے نماز پڑھتے ہیں دوسرا یہ کہ دیکھا ہے حضرت محمدؐ نے اب یہ کہتے ہیں کہ باقی نبیوں کو
چونکہ نہیں دیکھا اس لیے باقی زندہ نہ ہوئے یہ ان کا قیاس ہے میں نے پیغمبرؐ کا کلمہ پڑھا ہے
۔ آپؐ نے حضرت موسیٰ کو اسی جسم کیساتھ ایسی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو پھر فرمایا
”الانبياء احياء في قبورهم يصلون“ اب اس آیت کی تفسیر اس حدیث سے ہو
گئی۔ دوسری آیت سنو اللہ پاک فرماتے ہیں ”وَلَا تَقُولُوا الْمَن يَمُوتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ
اموات بل احياء ولكن لا تشعرون“ اللہ پاک نے شہداء کے متعلق فرمایا
ایمانداروں کو خطاب ہے۔ دیکھو جس مسئلے پر بحث ہو رہی ہے اس کا تعلق ایمان سے ہے

حضرت امیر حمزہؓ جب میدانِ اُحد کی طرف جا رہے تھے کافر بھی کہتے ہیں کہ یہ زندہ ہیں منافق بھی کہتے ہیں زندہ ہیں لیکن جب جسمِ مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اب کافر کہتے ہیں زندگی نہیں کیوں کہ کل والی زندگی آنکھ سے نظر آتی تھی آج والی زندگی کے بارے میں ایمان والا اللہ کی بات پر ہی ایمان رکھ سکتا ہے۔ کافر کے پاس آنکھ ہے ایمان نہیں اس لیے اللہ پاک نے فرمایا، ”یہ جو جسم کے ٹکڑے ہوئے پڑے ہیں انکو مردہ نہ کہو۔ قتلِ روح نہیں ہوتی جسم ہوتا ہے ہو سکتا مولوی سعید صاحب پرندوں والی حدیث سنا دیں اس لیے میں پہلے بتاتا چلوں اسیں وہی ابو معاویہ ہے جسکو یہ خود بھی شعیہ کہہ چکے ہیں اسیں وہی اعمش راوی ہے جو مدلس ہے اس لیے اگر کوئی حدیث اب پڑھیں تو ذرا ہوش سے باسند پڑھیں اس لیے کہ انہوں نے پہلے ”لو کان حیا“ والی حدیث پڑھی ہے اس کا کوئی راوی صحیح نہیں مولوی صاحب کے ایک دوست اللہ بخش صاحب جو خیر سے ”وہابی“ بن گئے ہیں انہوں نے شاید یہ مناظرہ میں حدیث پڑھی میں نے کہا کہ اسکی سند پیش کرو تو کہنے لگا میں نے کوئی پہلے کہا تھا کہ میں کوئی صحیح حدیث بھی پیش کروں گا۔ مولوی صاحب کو بھی کہتا ہوں ”لو کان موسیٰ حیاً“ والی حدیث کی سند پیش کرو۔ اور میں نے جو آیت پڑھی اسیں لفظ ”یُقْتَلُ“ آیا ہے تو قتلِ جسم ہوتا ہے روح نہیں ہوتی۔ اب کافر تو اس زندگی کا انکار کر رہا ہے مگر مومن کو کہا جا رہا ہے تو اسکی زندگی کا شعور نہیں رکھتا ”مردہ نہ کہو“ بل احیاء“ بلکہ زندہ ہیں قرآن مقدس کی اس آیت کے تحت ”امام بیہقی“ دارقطنی صائی امام سبکیؒ یہ سب لکھ رہے ہیں کہ شہداء کو یہ مرتبہ ملتا ہے نبیوں کی تابعداریؑ اس واسطے سارے شہداء سے اکیلے ایک نبی کی حیاتِ اعلیٰ وارفع ہوتی ہے جب شہداء کی حیاتِ شہداء کے اسی جسم سے قرآن سے مان لی تو پھر انبیاء کی بھی یہی ہوئی۔ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ نبی کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو، حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ مسجد نبوی

میں تشریف فرما تھے اس وقت بھی اونچا بولنے سے اعمال ضائع ہوتے تھے اور بعد وصال ضائع ہوتے ہیں حضرت عائشہؓ سلام اللہ تعالیٰ علیہا جنکے حجرے میں خود آقا کا مزار ہے ہمسائے کے گھر سے کیل ٹھونکنے کی آواز آئی تو صدیقہؓ نے پیغام بھیجا کہ اس کیل کی آواز سے پیغمبرؐ کو ایذا پہنچ رہی ہے حضرت عمرؓ سجدہ نبویؐ میں ایک آدمی کو اونچا بولتے ہوئے دیکھا ”لقد آذاک رسول فی قبرہ“ تو نے اس قبر میں رسول اللہؐ کو تکلیف پہنچائی ہے۔ تو مولوی احمد سعید صاحب نے تین پڑھنی تھیں میں نے تین پڑھ دی ہیں۔

XXXXXXXXXXXX

مولوی احمد سعید

مولوی صاحب نے جو آیات تلاوت کیں ہیں ان کا انبیاء کی ذات سے کوئی تعلق نہیں۔ پہلی آیت جو انہوں نے پڑھی کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی ”فلاحکن فی مریۃ من لللقانہ“ اس کا معنی اگر رسول اللہؐ نے یہی کہا ہے تو سر تسلیم یا صحابہ کرامؓ نے اجماعاً یہ معنی کہا ہے تو تسلیم اگر آئمہ اربعہ میں سے کسی اک امام خصوصاً امام ابوحنیفہؒ نے یہ معنی کہا ہے تو تسلیم اگر مولوی صاحب اپنے انصاف سے کام لیں تو اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے کتنے قول نقل کئے یہ آپ خود بتاتے ہیں کہ ”فی مریۃ من اللقانہ“ کا معنی کتنی قسم کا مفسرین نے کہا ہے ”لقاء کا معنی ملنا یہ خود پیغمبرؐ کو کتاب ملنا یا موسیٰؑ کو کتاب ملنا یا موسیٰؑ کی آنحضرت ﷺ سے ملاقات روحانی کا ہونا یا جسمانی کا ہونا ”ملیۃ المعراج کو ہونا یا تمثیل روحی ہونا۔ بہر حال یہ سارے احتمال مفسرین نے نقل کیئے ہیں آیت عقیدے کے اثبات کیلئے وہ پڑھنی ہے جس کا معنی سوائے ایک کے دوسرا نہ ہو۔ مگر جو آیت مولوی امین نے پڑھی ہے اس کی تفسیر نہ رسول اللہؐ سے ثابت کی ہے نہ صحابہ کرامؓ سے اجماعاً ثابت کی ہے اور نہ ہی مفسرین نے اتفاق سے

ایک ہی معنی کیا ہے۔ اگر مولوی صاحب حلفاً کہہ دیں کہ مفسرین نے یہی معنی کیا ہے جو میں کر رہا ہوں تو پھر واقعی ان کا دعویٰ ثابت ہو گیا۔ ورنہ میرا چیلنج ہے کہ رسول کریمؐ اور صحابہ کرامؓ اور آئمہ اربعہ سے یہ معنی ثابت نہیں دوسری آیت پڑھی ہے مولوی صاحب نے ”لنقول“ حالانکہ لفظ ہے ”لنقول“ غلط کرنے سے قرآن بھی غلط پڑھ جاتے ہیں بہر حال ”ولا تقولوا لمن يقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء ولكن لا تشعرون“ مولوی صاحب نے اس کا معنی کچھ کہا ہے اللہ پاک نے تو اپنے نبی کو فرمایا ہے جو لوگ اللہ کے رستے میں مارے جائیں ان کو مردہ مت کہو ”بل احياء“ بلکہ وہ زندہ ہیں اب سوال پیدا ہوتا ہے وہ کیسی زندگی آگے جواب دیا ”عند ربهم“ مولوی صاحب کو یہ نظر نہیں آیا وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں ایک عندیت ہماری نسبت اللہ نے کی ہے ایک اپنی طرف بھی کی ہے قرآن پاک میں لہر شاد ہے ”ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق“ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائیگا جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہیگا۔ لہذا دعویٰ تو ہے مولوی صاحب کا انبیاء کے متعلق آیت پڑھی شہداء امت کے بارے میں اب کہتے ہیں جب شہید کا یہ درجہ ہے تو نبی کو کیوں نہ ہو۔ اور اللہ کے بندے صحیح بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا مگر بات تو ٹھیک ہونی چاہیے یہ بات صحیح نہیں کہ محمد رسول اللہؐ اور باقی انبیاء قبروں میں زندہ ہیں۔ ”فی قبورہم“ معنی کسی اک مفسر نے کیا ہو تو بیشک دکھا دو ہم ہمارے تم جیت گئے۔

XXXXXXXXXXXX

مولانا امین صدرؒ

(بعد از خطبہ) میرے دوستو بزرگو! پہلی آیت جو میں پیش کی اس میں مولانا نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ اس میں اور اقوال بھی ہیں لیکن میں عرض کر رہا ہوں مولانا یہ امام بیہقیؒ سے میں

نقل کر رہا ہوں فرماتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ”وفی مریثہ من القانہ“ صحیح مسلم ”کان قتادہ یقتسرها عن النبی لقی موسیٰ“ اس کی تفسیر حدیث سے قتادہ تابعی نے بیان کر دی ہے یہ کہتے ہیں بیشمار قول ہیں میں کہتا ہوں قول تو وہی لیا جائیگا جس کی حدیث سے تشریح ہو دوسری آیت میں مولوی صاحب نے آیات شہداء کا جواب یہ دیا ہے کہ بتا ماننے کے قابل تو ہے مگر یہاں ”عندہم“ آتا ہے۔ ”عندہم“ کا معنی ہوتا ہے کہ ادھر رب کی جانب نہیں ادھر رب کی طرف یہی معنی کہا ہے نا تو مولوی صاحب آپ سے اگر کوئی کچھ کہے کہ ”ان الدین عند اللہ الاسلام“ یہاں بھی عند اللہ آ گیا نا۔ تو آپ جواب دیں گے اسلام میرے پاس نہیں اللہ کی طرف ہے۔ اس لیے محمود آلوسی حنفی مفسر لکھ رہے ہیں کہ دیکھو عندہم ایسے ہی ہے جیسے اب مفتی فتویٰ دیتے ہوئے عند ابی حنیفہ کہتا ہے پھر علامہ صاحب نے اگلا لفظ نہیں پڑھا ”ریزقون“ کا لفظ ہے صحیح بخاری میں موجود ہے کہ رسول اللہ کئی کئی دن کاروزہ رکھتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ خدا مجھے رزق پہنچاتا ہے اس وقت رزق موت کی دلیل نہیں تھا تو اب کیسے بن گیا جی۔ دیکھو میں تو اب بھی مفسرین پیش کر رہا ہوں حدیث سے تفسیر بیان کر رہا ہوں اور مولوی صاحب ابھی تک اک آیت پیش نہیں کر سکے میں نے اس لیے چودھری دل محمد صاحب کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ اک آیت میں پڑھتا ہوں اک یہ پڑھیں پھر پتہ چلے کہ اب کونسا لفظ ہے احیاء کا نبی کا یا قبر کا۔ اس واسطے میں نے جو تیسری آیت پڑھی تھی کہ رسول اللہ کے روضے کے اوپر اونچی گفتگو کرنے کے متعلق صدیق اکبر کیا فرما رہے ہیں۔ فاروق کیا فرما رہے ہیں علی المرتضیٰ کیا فرما رہے ہیں اس کا جواب علامہ صاحب نے نہیں دیا کیونکہ آتا ہی نہیں تھا اس واسطے میں علامہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اب مہربانی کر کے تین آیاتیں پڑھو۔

XXXXXXXXXXXX

مولوی احمد سعید

مولوی امین نے عندہ کا ایک معنی کیا ہوا ہے نا بہر حال اپنا عقیدہ ثابت کرنے کیلئے جو آیات پڑھ رہے ہیں آپ خود بھی تسلیم کر چکے ہیں کہ مفسرین نے ان کا وہ مطلب بیان نہیں کیا جو آپ کر رہے ہیں نہ رسول پاکؐ سے ثابت ہے آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ نبی پاک قبر پاک میں اسی وجود کیساتھ زندہ ہیں بہر حال آیت پڑھی ہے انہوں نے عندرہم اب ”فی قبرہم یا“ ”فی قبورہم“ دکھانا یہ مولوی صاحب کا فریضہ ہے کیوں دعویٰ ان کا اس قبر کی زندگی کا ہے عندرہم کی زندگی کا دعویٰ نہیں دعویٰ کرتے ہیں فی قبرۃ اور دکھاتے ہیں عندرہم زمین آسمان کا فرق ہے یا تو رسول پاکؐ سے ثابت کریں کہ ”عندرہم“ کا معنی ”فی قبرہ“ ہے یا صحابہ کرامؓ سے ثابت کریں۔ یا مفسرین میں سے کوئی ایک مفسر کہہ دے کہ جس نے کہا ہو عندرہم کا معنی قبرۃ ہے تو یقیناً ہم ہار گئے آپ جیت گئے۔ ادھار ویسے ہی بقایا رہا اپنے مذہب کو ثابت کرنے کیلئے اپنی لٹ قطعی ثابت کر د جس میں کسی دوسرے معنی کا احتمال نہ ہو۔

کھڑکے دے“ آدمی کا معنی نہ ہو۔ کم از کم پوری امت کا اجماع ہو کہ اس آیت کا معنی یہی ایک ہی ہے عندرہم کا معنی ”فی قبرہ“ اگر کسی نے کہا ہے تو پیش کرنا چاہیے تاکہ پتہ چلے کہ مولوی امین صاحب نے اپنا دعویٰ ثابت کرنے کیلئے کچھ کوشش تو کی ہے نا۔ (ٹائم ختم)

XXXXXXXXXXXX

مولانا امین صفدر

(بعد از خطبہ) میرے دوستو بزرگو! مولانا نے پھر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی کہ عند کی نسبت اللہ پاک کی طرف ہے اور امین کو عند کا ایک ہی معنی آتا ہے باقی نہیں آتے

علامہ صاحب چلو آپ ہی بتا دیتے اگر مجھے نہیں آتے تو۔ اگر عند کا معنی اس دنیا پر لگ ہی نہیں سکتا حضرت مریم کے پاس جب پھل لائے گئے تو انہوں نے کہا ”ہو من عند اللہ“ اب یہاں معنی کیا کرو گے۔ پھر مولانا نے کہا کسی ایک محدث کا نام پیش کر دیں جس نے ”فی قبرہ“ معنی کیا ہو۔ مولانا یہ دیکھو امام تاج الدین سبکی فرماتے ہیں ”حیات الانبیاء و اشہداء فی قبرہ“ حضرت آپ تیاری کریں اب تو آپ کا مطالبہ پورا ہو گیا ہے اب کیا چاہتے ہیں تعجب آپ کو منہ مانگی موت مل گئی ہے! مولانا روم فرماتے ہیں کہ سچی بات کو سن کر مان لینا یہ اللہ نے ہر بندے کی قسمت میں لکھا نہیں۔ (قارئین کرام! اسی دوران مولوی احمد سعید صاحب غصے سے لال پیلے ہو کر اٹھے اور بڑی شدت سے کہا اب میں نے لا جواب نہ کیا تو ”میں تک کٹا دیاں گاں“ یعنی ناک کٹا دوں گا۔)

اور پھر کہا صحابہ کرامؓ نے آئمہ عظام نے یا کسی محدث مفسر نے ”بل احياء عند ربہم“ کا معنی ”فی قبورہم“ کیا ہے تو مولوی امین صاحب پیش کریں اور انعام حاصل کریں۔

XXXXXXXXXXXX

مولانا امین صفدر

(بعد از خطبہ) ”وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أحياء“
عند ربہم یرزقون و اذا ثبت ذلك فی الشہداء ثبت فی الحق النبی فی وجوہ حیوۃ الانبیاء فی قبورہم“ جب اللہ کے نبی نے کہہ دیا کہ یہ حیات قبر میں ہے (اسی دوران مولوی احمد سعید نے کہا ”لا حول ولا قوۃ“) اللہ کے نبی کی حدیث سن کر لا حول پڑھ لینا یہ مسلمانوں کا کام ہے؟ باقی جو علامہ صاحب نے کہا کہ میں ناک کٹوا دوں گا مولوی

صاحب ناک تو آپ کارہا ہی نہیں اب کئے گا کیا۔

قارئین کرام!

گفتگو یہیں تک پہنچی تھی کہ مولوی احمد سعید اور ان کے معاونین حواس باختہ ہو گئے شور و غوغا شروع ہو گیا دیوبندی نو جوانوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا مخالفین کے حوصلے پست ہو گئے عقیدہ مسلک دیوبند سرفراز ہوا نام نہاد ”دیوبندی“ سرنگوں ہوئے، مسلک دیوبند کے حقیقی ترجمان مولانا امین صفدر اوکاڑوی کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا اور ”بناستی دیوبندی“ مولوی سعید اور ان کے ہمنوا ماتم کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ مولوی سعید کا ایک رفیق سفر جسکو مولوی سعید صاحب لمبے قد ہونے کی وجہ سے ”کابلی ککر“ کہتے تھے (نے مولوی سعید کے کان میں کہا علامہ صاحب عقیدہ اپنی جگہ مگر مناظرہ کرنا اوکاڑوی ہی کا کام ہے۔

خصوصی خط مایہ پریشان

ضدِ یقی کتابت سنٹر قطب الدین ایک وڈیو لانڈ کلاہ
0333-4338820

ماہنامہ نغمہء توحید گجرات کے جواب میں

آئینہ دکھایا تو برامان گئے!

از قلم حقیقت رقم

مولانا عبد الجبار سلفی صاحب

اس رسالے میں منکرین حیات النبی کے ایک مضمون کا
کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیا گیا ہے۔

ملنے کا پتہ

مدرسہ صدیقیہ تعلیم القرآن ملحقہ جامع مسجد ختم نبوت
کھاڑک ملتان روڈ لاہور

مناظر اسلام

مخدوم المشائخ کی نظر میں

از قلم مخدوم العلماء والصلحاء جناب حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
سجادہ نشین کندیاں شریف (میانوالی)

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ ہمارے اس دور کے باکمال انسان
اور فاضل عالم دین تھے۔ جنہوں نے علم و تحقیق اور بحث و مناظرہ میں اپنے
اکابر و اسلاف کی روایات کو زندہ کیا۔ بلاشبہ وہ اکابر علماء ذیوبند کے صحیح
ترجمان اور سچے جانشین تھے۔ انہوں نے ہمیشہ کسی نہ کسی بزرگ اور ولی
کامل کے دامن کو تھامے رکھا۔ چنانچہ ابتدائی طور پر وہ حضرت مولانا احمد علی
لاہوریؒ سے منسلک رہے۔ ان کی وفات کے بعد تادم آخر حضرت مولانا
قاضی مظہر حسینؒ کے دامن فیض سے وابستہ رہے۔ اور تمام دینی و دنیاوی
معاملات میں اپنی باگ ڈوران اکابر کے ہاتھ میں دیئے رکھی۔

اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کی حسنات کو قبول فرمائے آمین ثم آمین۔

(ماہنامہ الخیر ملتان کی خصوصی اشاعت مولانا اوکاڑوی نمبر 2001ء)

